حاصل وفا تم ہو

نیلم ریاست

حاصلِ وفا تم ہو

از نیلم ریاست

" کون بتائے گا کہ جب گنجے درختوں پر پتے اُگنا شروع ہو جاتے ہیں۔تو کون سا موسم آتا ہے؟"
بیس اکیس کی تعداد پر مشتمل کلاس بیک وقت بولی تو آدھے بچوں نے سپرنگ کا نعرہ لگایا۔۔آدھے
چلائے۔۔بہار۔۔
"شاباش۔۔!!۔۔جب بہار آتی ہے تو کیا ہوتا ہے؟"
ہرے رنگ کی لانگ سکرٹ کے اوپر کالے اور ہرے پرنٹ کی شارٹ شرٹ تھی۔۔ گلے میں کالا
سکارف ڈالا ہوا تھا۔پیروں میں چمڑے کا سادہ کھسہ۔۔
کھلے بال کمر پر گرے ہوئے تھے۔ کچھ ہوا کے سنگ اٹکلیاں کرتے ہوئے اس کے چہرے کے گرد
جھول رہے تھے۔۔
اس دفعہ وہی سوال الگ انداز میں کیا۔۔جس پر ساری کلاس کے ہاتھ کھڑے ہوئے۔۔
وہ درمیان والی لائن میں موجود سنی کے فرنٹ ڈیسک کے ساتھ ٹیک لگا کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔۔
"شازمہ آپ بتاؤ۔۔"
نیلی آنکھوں والی پانچ سالہ شازمہ خوشی سے اپنی جگہ سے اُٹھ کر جوش میں بولی۔۔
"جب بہار آتی ہے۔۔تب گنجے درختوں پر پتے اگتے ہیں۔۔"
"بہت خوب۔۔اور کیا ہوتا ہے؟"

"اور ہم اپنی نانی کے گھر جاتے ہیں۔اور ہماری بلی نے پانچ بچے دیۓ ہیں۔۔"

نیلی آنکھوں والی شازمہ اپنی آدھی توتلی زبان میں ڑ کے بغیر بولتی جارہی تھی۔۔ پہلے تو ساری کلاس میں قہقہے گونجے۔۔پھر تجسس نے سر اُٹھایا۔۔

کوئی بولا۔۔

"پانچ بچے؟"

شازمہ نے فخر سے اپنا دو پونیوں والا سر اثبات میں ہلایا۔۔

ایک بولی۔۔

"ان کے دانت ہیں؟"

ایک بولا۔۔

"پاگل، بلی کے دانت ہوتے ہیں جن سے وہ چوہے کھاتی ہے۔۔"

سوال کرنے والی بولی۔۔

"بلی کے بچوں کے دانت نہیں ہوتے ہیں۔۔"

شازمہ بولی۔۔

"ان کی آنکھیں ابھی بند ہیں۔۔اور ناک بہت پنک ہے۔۔اس لیے میں نے ایک کا نام پنکی رکھا ہے۔"

لڑکا احتجاج کرتے ہوۓ بولا۔۔

"بھلا لڑکے کا نام پنکی کون رکھتا ہے۔"

"میری بلی ہے۔۔میں اس کا جو مرضی نام رکھوں، تم کیوں بول رہے ہو۔۔؟"

"اپنی بلی کا نام بدلو۔۔"

"مس، یہ مزمل میری بلی کو برا کہہ رہا ہے۔۔"

لڑائی شروع ہوتی دیکھ کر استانی اپنے ہاتھ صلح کے انداز میں بلند کرتے ہوۓ بولی۔۔

"بس بس۔۔لڑائی بالکل نہیں کرنی ہے۔۔چلو سب لوگ تیار ہو جاؤ۔۔کسی کو یاد ہے کہ آج ہم کیا بنا رہے ہیں؟"

سب یک آواز بولے۔۔

" آج ہم بہار کا باغ بنا رہے ہیں۔۔"

"بالکل۔۔ جو جو پینٹ کرنا چاہتا ہے۔۔ وہ جلدی سے اُس کونے میں پڑی اپنی پینٹ کرنے والی شرٹ پہن لے۔۔ اور جو جو کارڈ بورڈ پر گارڈن بنا رہے ہیں۔ وہ دوسرے کونے میں چلے جائیں۔۔"

اُس نے پہلے سے ہی دو کونوں میں نیچے چٹائی بچھا کر ایک پر پینٹ اور برش رکھے ہوئے تھے۔اور دوسری طرف کارڈ بورڈ کے ساتھ گلو اور مختلف رنگوں کے ٹشو پیپر وغیرہ موجود تھے۔

جیسے ہی بچے اپنے لیے جگہ چُن کر بیٹھ گئے۔۔ پینٹ والوں نے یونیفارم کے اوپر وہ والی شرٹس پہن لیں۔۔۔ جوان کے گھر سے بڑے سائز کی پرانی شرٹ منگوائی گئی ہوئی تھی۔۔

وہ ہاتھ میں ڈرائنگ کی بڑی بڑی شیٹس لے کر آگے بڑھی۔۔

"اب میں سب کو ایک ایک شیٹ دوں گی۔سب سے پہلے آپ نے اُس کے اوپر اپنا نام لکھنا ہے۔۔ پھر کام شروع کرنا ہے۔۔"

باری باری سارے بچوں کے درمیان پیپر تقسیم کرنے کے بعد وہ ان کے پاس وہیں چٹائی پر بیٹھنے جا رہی تھی۔جب کلاس روم کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔

اُس نے پلٹ کر دیکھا۔۔

کینٹین والی آپا اندر آتے ہوئے معنی خیز انداز میں بتیسی نکال رہی تھی۔۔

"مس جی،آپ کے لیے پھول آئے ہیں۔۔"

"شاہدہ آپا، میں نے کتنی دفعہ آپ سے کہا ہے کہ آپ میرے لیے آنے والے پھول وغیرہ گیٹ سے ہی لوٹا دیا کریں۔۔"

" کیوں جی۔؟ پھول اللہ کی اتنی خوبصورت تخلیق۔۔ میں تو ایسی بے قدری نہیں کر سکتی ہوں۔"

مس نے شاہدہ کے ہاتھ سے چھیننے کے انداز میں پھول اور کارڈ لیا۔آج پوچھ ہی لیا۔۔

"آپ کو اس کام کے کتنے پیسے ملتے ہیں؟ جھوٹ مت بولیے گا۔۔"

"اچھا۔۔ میں بھی جھوٹ بول کر گناہ کیوں کماؤں۔۔ ہر روز کا ایک ہزار روپیہ ملتا ہے۔اُس کے علاوہ

ہر ہفتے میکڈونلڈ کے فیملی کوپون ملتے ہیں۔۔پچھلے مہینے خوبصورت دھاگے کے کام کی اتنی نفیس چادر ملی تھی۔۔مس جی کیا بتاؤں۔۔اُس ایک چادر کی وجہ سے میری پوری الماری میں رونق آگئی ہوئی ہے۔۔"

مس نے آنکھیں گھمائیں۔۔

"اچھا آپ یہاں سے جائیں۔۔شکریہ۔۔"

"لیں جی شکریہ کس بات کا۔۔ میں ہر وقت حاضر ہوں۔۔حکم کریں۔۔ویسے کوئی جواب بھیجنا ہے؟۔۔"

اُس نے پھول اور کارڈ اپنے میز پر رکھنے کے بعد شاہدہ کو یوں دیکھا جیسے اس کی دماغی حالت پر شبہ کر رہی ہو۔۔

شاہدہ جلدی سے صفائی دیتے ہوئے بولی۔۔

"مس جی۔۔ یہ ایٹیکیٹس میں آتا ہے جی۔۔۔اپنی مس مہوش کو ہی لے لیں۔۔پچھلے ہفتے ان کے لیے چاکلیٹ آئے۔۔انہوں نے اُسی وقت شکریہ کا نوٹ لکھ کر بھیجا تھا۔۔آپ کے تو کئی مہینوں سے بلاناغہ پھول اور کارڈ آرہے ہیں۔۔ مجھے تو ڈر پڑ گیا ہے کہیں پاکستان میں پھولوں کی قلت نہ پڑ جائے۔۔ بندہ کوئی چھوٹا موٹا ٹکے خرید لے۔۔ نہ جی نہ۔۔۔ یہ کوئی ہزار پھول جوڑ کر خاص گلدستے بنتے ہوں گے۔۔ جو یہاں سکول میں پڑے پڑے سڑ جاتے ہیں۔۔ایک بندہ اتنی محنت کر رہا ہے۔۔بچارے کا شکریہ ہی ادا کر دیں۔۔"

"آپ براہِ کرم جائیں۔۔اور اگر آپ نے اپنی حرکتیں نہ بدلیں۔۔میں واقعی میڈم کے آگے آپ کی شکایت لگا دوں گی۔۔"

"نہیں نہیں مس جی، یہ ظلم مت کرنا۔۔میرے بچوں کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔۔وہ مجھ سے فرمائشیں کرتے ہیں۔۔نانی یہ لینا ہے۔۔دادی وہاں جانا ہے۔۔میری نوکری چلی گئی تو میں ان کی فرمائشیں کیسے پوری کروں گی۔۔مجھ غریب بوڑھی عورت کے بڑھاپے پر رحم کھاؤ۔"

اُس نے شاہدہ کی آخری لائن کے جواب میں۔۔اُس کے تازہ تازہ کلر ہوئے ڈرٹی براؤن بالوں اور گرے ناخنوں کو جتاتی نظروں سے دیکھا۔۔اس کا اشارہ سمجھ کر شاہدہ بولی۔۔

"کیا مطلب مجھے جینے کا کوئی حق نہیں ہے؟ اب ہی تو آ کر مجھے وقت ملا ہے تھوڑا فیشن کرنے کا۔۔ پہلے تو اولاد کو پالنے اور ان کے خرچ پورے کرنے کے چکر میں مت ماری رہتی تھی۔۔ بس چھوٹی بیٹی رہ گئی ہے۔۔ باقی سب اپنے گھروں والے ہو گئے۔۔ نہ میں اپنی کسی بیٹی کے ساتھ رہتی ہوں۔۔ نہ بیٹے کے ساتھ۔۔ اپنا کماتی ہوں۔۔ مرضی سے جہاں جی چاہے لگاتی ہوں۔۔ اولاد کا منہ نہیں دیکھنا پڑتا ہے۔۔"

"میں آپ کی ہمت اور جواں مردی کو سلام پیش کرتی ہوں۔۔ مگر اپنی ذاتی زندگی میں مداخلت کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتی ہوں۔۔"

"اچھا اتنا تو بتا دو اُس بچارے نے ایسا کیا کر دیا ہوا ہے؟ کیا تم سے شادی کرنا چاہتا ہے؟ کارڈ میں کیا لکھ کر بھیجتا ہے؟"

"اللہ حافظ شاہدہ باجی۔۔۔ میں مصروف ہوں۔۔"

"بڑی ہی بے مروت ہو۔۔"

شاہدہ کے جانے کے بعد وہ کلاس روم کی واحد الماری کی جانب بڑھی۔۔

الماری کے اندر لگی چابی گھما کر پٹ کھولا تو سامنے ایک بڑی تہہ میں سفید اور پنک لفافوں میں لپٹے کارڈ پڑے تھے۔۔

کچھ سوچ کر اُس نے ہاتھ میں پکڑا کارڈ کھولا۔۔

لمبی لمبی خوبصورت لکھائی میں درج تھا۔۔

"I want to have babies with you."

کارڈ پڑھنے کے بعد چند پل تک سانس لینا بھول گئی۔۔ اپنا سر الماری کے پٹ کے ساتھ ٹکا کر آنکھیں بند کر کے کھولیں تو ان میں ہلکی سی نمی تھی۔۔

آج پہلی دفعہ اُس نے کارڈ کھولا تھا۔۔ ورنہ جیسے ملتا ویسے ہی بند حالت میں الماری میں رکھ دیتی تھی۔

اُس نے مصروف بچوں پر ایک نظر ڈالی اور پرانے پڑے کارڈز میں سے ایک اُٹھا کر کھولا۔۔ جس میں لکھا ہوا تھا۔۔

"My home is where you are."

اُس نے سنجیدہ چہرے سمیت اگلے کارڈ کا لفافہ پھاڑ کر کھولا۔۔

"You are my only family."

وہ اتنے مہینوں سے اپنے دل کے گرد سرد دیوار کھڑی کیے ہوئے تھی۔۔جس میں سے اس شخص کے خیال کو بھی گزر کر دل تک جانے کی اجازت نہیں تھی۔ظالم لوگ اتنے خالص احساسات کے حقدار نہیں ہوتے ہیں۔۔اس کے پیروں کے پاس سفید اور پنک لفافوں کا ڈھیر نمودار ہو رہا تھا۔اگلے کارڈ پر کہہ رہا تھا۔

"I am falling for you and the depth is growing deeper and deeper with each passing day."

اُس کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔

(تمہیں اب محبت ہوئی ہے۔جب کچھ بچا ہی نہیں۔)

اُس نے وہ کارڈ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد الماری کے ایک کونے میں پڑے سوکھے پھولوں کے ڈھیر پر پھینک دیا۔۔۔

(یہ تمہاری محبت کی قبر۔۔اور اس پر پڑے باسی پھول۔۔)

آج جیسے طے کر لیا تھا۔۔ایک ہی دفعہ سارے زخم کُرید کر ہی دم لینا ہے۔

اگلا کارڈ کہہ رہا تھا۔

"I miss you so bad, it hurts like hell."

ہونٹ کپکپائے۔۔جن کو دانتوں تلے اتنی سختی سے دبایا کہ منہ میں خون کا ذائقہ گھل گیا۔گال پر گرآنے والے آنسو کو ہاتھ کی پشت کے ساتھ جھٹک دیا۔۔

(تمہارے چند ڈائیلاگز مار دینے سے میری تکلیف کم تو نہیں ہو جائے گی۔۔اچھا ہے کہ تمہیں تکلیف ہوتی ہے۔۔میں تم پر ترس نہیں کھاؤں گی۔۔)

یہ نہیں تھا کہ پچھلے چھ ماہ سے ملنے والے کارڈز کے بارے میں اُس کو خیال نہ آیا ہو کہ آخر ان کے اندر کیا لکھا گیا ہوگا۔۔مگر پھر بھی جو سامنے آ رہا تھا۔اس کی امید نہ تھی۔وہ بس گریٹنگز ہی سمجھتی رہی۔۔ہاتھ میکانکی انداز میں چل رہے تھے۔جیسے ایک ہی دفعہ میں سارے کارڈ پڑھ لینا چاہتی ہو۔۔

"I know I don't deserve your forgiveness, but I'm still asking for it."

(بیوقوف ترین انسان)

"You are the only one for me, always have been, and always will be."

(تم نے کبھی مجھے خاص ہونے کا احسان نہ دلوایا۔۔ میں صرف تمہاری زندگی میں ایک کارآمد پرزہ تھی۔۔ جیسے تمہاری کار۔۔فون۔۔یا کمپیوٹر۔۔۔ جو ضرورت کے تحت اہم تو ہوتے ہیں۔مگر جن کے نہ ہونے سے زندگی نہیں رُکتی ہے۔بلکہ آسانی سے انکا متبادل مل جاتا ہے۔)

"Come Home"

(تم نے ہی تو کہا تھا۔۔اپنے گھر چلی جاؤ۔۔اب آواز کیوں دے رہے ہو؟ میں اپنے گھر ہوں۔)

"Without you I feel so empty."

(تم نے مجھے کھوکھلا کر دیا ہے تو خود کیسے خوش رہ سکتے ہو۔)

"I don't want to live without you."

(یہ راستہ تم نے خود چنا تھا۔مجھے تو بس حکم دیا گیا تھا۔)

"All my life I worked so hard to win their love, their acceptance, and I pushed away the only person who really loved me; I hate myself."

(بہت دیر کی مہرباں آتے آتے۔۔)

"I feel so miserable, sometimes I don't even want to get out of my bed, well I don't sleep much, I have big dark circles around my eyes but you won't be able to see them cos of my colour."

دوسرا آنسو کالی سیاہی کے اوپر گرا تھا۔

"Begging for a second chance."

اگلا کارڈ کھولا۔۔جس میں لکھا تھا۔

"Now I know why you were so used to of talking to him all the time. I found out he is a very good listener. Way better than I ever was."

اُس نے کانپتے ہاتھوں سے سارے کارڈ واپس الماری کے اندر پھینکے۔۔پیروں کے پاس جمع ہونے والے لفافے بھی اُٹھا کر الماری میں موجود سوکھے پھولوں کے ڈھیر پر پھینک کر الماری بند کی، چابی گھما کر تالا لگایا۔۔اور چابی تالے سے نکالنے کے بعد اپنے ڈیسک کے دراز میں فائل کے نیچے چھپا دی۔۔

تا کہ نہ چابی سامنے نظر آئے۔۔نہ ہی تجسس کے ہاتھوں پھر سے کارڈ پڑھے کہ باقی کے کارڈز میں کیا درج ہے۔۔

فون کی سکرین کھول کر کیمرے سے دیکھ کر ٹشو کی مدد سے اپنی آنکھیں صاف کیں۔ہونٹ کے کونے میں خون رسا ہوا تھا۔جس کو ٹشو میں جذب کرنے کے بعد اپنی کرسی پر بیٹھ کر پانی کی بوتل اُٹھا کر دو چار گھونٹ پی کر اپنے ہواس قابو میں کیے۔۔

بچوں کے پاس جا کر بیٹھتے ہوئے پکا ارادہ کر چکی تھی کہ نہ مزید کارڈ پڑھنے نہ ہی قبول کرنے ہیں۔۔ دماغ کو کتنی مشکل سے ماضی کی بھول بھلیوں سے نکال کر خود کو نوکری میں مصروف کیا ہوا تھا۔یہ شخص اُس کی اب تک کی کوشش پر پانی پھیر گیا۔۔اس کی یاد آتے ہی پھر سے آنسو بھر آئے۔۔جنہیں بے دردی سے پونچھ کر آگے بڑھ گئی۔۔

☆.....☆.....☆

رات کے پچھلے پہر آسمان پر چمکنے والے ستارے اپنی ڈیوٹی پوری ہونے پر خوشی سے ماند پڑتے جا رہے تھے۔۔جیسے تھکے ہارے ملازم دن بھر کام کرنے کے بعد خوشی خوشی ایک ایک کر کے دفتر چھوڑتے جا رہے ہوں۔۔عام طور پر بھی بالکونی پر سے رات کا بڑا حسین منظر نظر آتا تھا۔مگر آج اس کو چار چاند لگے ہوئے تھے۔کیونکہ سارا گھر مصنوعی روشنیوں میں نہایا ہوا تھا۔۔دن بھر کی بھاگ

دوڑ کے بعد اس وقت خاموش بالکونی پر چلتی سبک ہوا میں بیٹھنا مزا بھی دیتا جو پریشانی اُس کے اعصاب پر سوار نہ ہوتی۔۔۔

" آپا آپ کی ساس کس قدر دکھاوا کرتی ہیں۔"

" نہیں تو۔۔"

" کیا نہیں تو۔۔ جا کر دیکھیں کیسے اپنی دیورانیوں کو دلہن کے سونے کے سیٹ پہ سیٹ دکھا رہی ہیں۔ اور مجھے اچھی طرح یاد ہے آپ کی شادی پہ انہوں نے سب زیور نقلی ڈالا تھا۔ کتنی دوغلی عورت ہیں۔"

سارہ کی نگاہیں باہر گیٹ پر لگی ہوئی تھیں۔ جہاں سے اس ایک سفید کار نے آنا تھا۔اس نے ایک بے چین سی نظر کلائی پر بندھی ریڈ گولڈ ڈائل اور پنک سٹریپ والی گھڑی پر ڈالی۔۔

اور منہ میں بڑبڑائی۔۔

" صبح کے تین بج گئے، آخر یہ کدھر رہ گیا ہے۔"

عمارہ نے بہن کی بے چینی کو نظر میں رکھتے ہوئے کوئی دسویں دفعہ کا دیا مشورہ پھر سے دہرا دیا۔

" آپا آج کے دور میں سب سے اہم ایجاد فون ہے۔جس کی مدد سے آپ اپنے مجازی خدا کو فون کر کے ان کی خیریت معلوم کرسکتی ہیں۔مگر نہیں۔۔"

" فون کر چکی ہوں۔میری ماں۔۔۔مگر اس کا فون نہیں لگ رہا ہے۔"

" تو ان کے ڈرائیور کے نمبر پر کر لیں۔"

" وہ اس وقت ڈرائیور کے بغیر گیا ہوا ہے۔۔ ویسے بھی ڈین کو اچھا نہیں لگے گا کہ میں ڈرائیور کو فون کروں۔"

" ایسے ان کے اچھا لگنے اور نہ لگنے کی فکر رہتی ہے جیسے ان کو تو آپ کی بڑی پرواہ ہے۔اب بھی دیکھ لیجئے گا۔انتظار کر کے اپنی جان سولی پہ آپ نے لٹکائی ہوئی ہے۔اور ابھی دانیال بھائی گھر آئے نا تو سیدھے اپنی ڈرامہ باز ماں کے قدموں میں سلامی دیں گے۔اور وہ جو نو بجے سے پٹر پٹر بول رہی ہیں۔ بھائی کو دیکھتے ہی ان کا بی پی لو ہو جائے گا۔۔۔اور پھر آپ بیٹھی رہیے گا۔۔ خالی پیٹ، بغیر نیند کے۔۔"

اتنے سچے تجزیے پر سارہ نے اپنی بہن کو تگڑی سی گھوری سے نوازا اور بولی۔۔

" تمہیں نا اماں کے ساتھ ہی گھر بھیج دینا چاہیے تھا۔ کتنی تیز زبان ہے۔ بولتے ہوئے یہ بھی نہیں سوچتی ہو شادی والا گھر ہے۔ کسی نے سُن لیا تو کیا سوچے گا۔۔"

"یہ سب سوچنے کے لیے آپ موجود تو ہیں۔ اماں ٹھیک ہی کہتی ہیں۔"

اس کی نگاہیں پھر گیٹ پر تھیں۔۔ جب بے خیالی میں پوچھ بیٹھی۔۔

" کیا کہتی ہیں۔۔؟"

"یہی کہ پتا نہیں سارہ کو کس دن عقل آئے گی۔۔"

گاڑی کی ہیڈ لائٹس اور غالب ایک ساتھ نمودار ہوئے تھے۔۔

"بھابھی۔۔؟"

"ہوں؟" نگاہیں گیٹ پر رکھے اپنے پاس کھڑے دیور کو جواب دیا۔

"میرے دوست گھر جا رہے تھے۔ مگر میں نے انہیں روک لیا ہے کہ اس وقت واپسی کی کیا تک بنتی ہے۔ نوکر سارے جا چکے ہیں۔ پلیز آپ زرا باہر والے گیسٹ روم اور ڈرائنگ روم میں بستر لگوا دیں۔"

اُس نے بغیر سوچے سمجھے روٹین کے مطابق اچھا کہہ کر بات ختم کر دی۔۔

" زرا جلدی لگا دیں پلیز، اب بڑی نیند آ رہی ہے۔"

"ہاں ہاں تم چلو میں آ رہی ہوں۔۔"

وہ بالکونی پر لگی کرسی پر سے اٹھی۔۔ وہ غالباً لڑکوں کا کوئی دوست تھا جس نے گیٹ کھولا تھا۔

سفید مرسیڈیز گیٹ سے داخل ہوئی پر چونکہ اس کی مخصوص جگہ آج خالی نہیں تھی۔ اس لیے سارہ کے دل کی پرواہ کیے بغیر گاڑی کے ٹائیر لان کے خوبصورت گھاس کو بھی اس کے جذبات کی طرح روندتے ہوئے جا کر لان کے درمیان میں رُک گئے۔۔

گاڑی کا انجن آف ہوا۔ پھر ہیڈ لائٹس بجھیں اور اس کے بعد دروازہ کھلا۔۔

سارہ نے پلکیں جھپکائے بغیر اس کو گاڑی سے نکلتے ہوئے دیکھا۔۔

مصنوعی روشنیوں میں اُس کی زیتونی رنگت چمک رہی تھی۔ دراز قامت بھرا ہوا جسم۔۔ ارمانی کے بادامی سوٹ میں اُس کا اصل رنگ مزید واضح ہو رہا تھا۔ پہلی نظر میں اس کو دیکھنے والے اس کو فارنر

تصور کرتے تھے۔مگر جب وہ فر فر اردو میں بات کرتا تو سامنے والا حیرت سے اُس کو دوبارہ دیکھتا۔۔
وہ جانتی تھی کہ وہ جانتا ہے کہ وہ ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی اس کے انتظار میں بالکونی پہ موجود ہے۔
پر ہمیشہ کی طرح آج بھی ڈینیل مراد نے غلطی سے بھی نظر اُٹھا کر اوپر کو نہ دیکھا۔۔ بلکہ گیٹ کھولنے والے لڑکے کے ساتھ گفتگو شروع کر دی۔۔
سارہ نے اپنے کندھے سیدھے کر کے سر اونچا کیا اور گہری سانس کھینچتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئی۔۔۔
عمارہ نے بہن کے چہرے کی سنجیدگی کو دیکھتے ہوئے مزید کچھ نہ کہا۔
جبکہ سارہ دروازے کے پاس رُکی اور پلٹے بغیر عمارہ کو مخاطب کیا۔۔
"آئمہ تمہارا انتظار کر رہی ہوگی۔جا کر سو جاؤ۔۔صبح ناشتے پر ملتے ہیں۔"
عمارہ سے رہا نہ گیا تو کہہ گئی۔۔
"آپ پہلے ڈنر تو کر لیں۔"
سارہ کچھ کہے بغیر آگے بڑھ گئی۔
عمارہ نے پیچھے سے آواز لگائی۔۔
"بستر لگانے میں مدد کر دوں۔۔؟"
جس قسم کے غالب اور ایوب کے دوست تھے۔سارہ کو تو عمارہ سے مدد لینے کا سوچ کر ہی جھرجھری آ گئی۔۔
رُک کر مڑی اور سختی سے ٹوک دیا۔۔
"آئمہ کے پاس جاؤ۔۔ابھی۔۔"
عمارہ نے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا کر صلح کا پرچم لہرایا اور آئمہ کے کمرے کی جانب چل پڑی۔۔
جبکہ سارہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگ کر نیچے آئی۔
ساس کے کمرے سے ابھی بھی باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔مگر ایک نظر ادھ کھلے دروازے سے اندر دیکھنے پر اندازہ ہو گیا تھا کہ اب کمرے میں پہلے سا رش نہیں تھا۔اس کی چچی ساس اور خالہ ساس وغیرہ ساتھ والے کمرے میں سونے کے لیے جا چکی تھیں۔

وہ پہلے سے ہی سب کو دودھ کے گلاس دے چکی تھی۔اس لیے بے فکر ہو کر سٹور روم کی جانب بڑھ گئی۔۔

نوکرانی کی مدد سے پہلے سے ہی اُس نے بستر نکلوا کر ایک چارپائی پر رکھوا دیئے ہوئے تھے۔

ایک ساتھ دو تین صاف ستھرے کور میں لپٹی وکی رضائیاں اٹھا کر گیسٹ روم کی جانب گئی۔

اندر سے بے ہنگم قہقہوں اور موسیقی کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔اُس نے وہیں کھڑے ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا۔۔

جیسے ہی دروازہ کھلا۔۔دھوئیں اور شراب کی بدبو نے سواگت کیا۔۔

وہ کمرے کے اندر نہیں گئی۔۔بلکہ سپاٹ چہرے کے ساتھ دروازہ کھولنے والے کی شکل دیکھے بغیر رضائیاں دروازے کے بیچ ہی رکھ کر واپس پلٹتے ہوئے بولی۔۔

"غالب آ کر بتا دو مزید کتنے بستر اور چاہیے ہیں۔"

اُس کے پیچھے کسی لڑکے نے غالب سے کہا۔۔

"یار تمہاری بھابھی نا لیمپ سے نکلا ہوا جن معلوم ہوتی ہیں۔جب بھی ضرورت ہو۔۔فٹ سے منظر پر نظر آ جاتی ہیں۔دانیال بھائی کے بھی عیش ہیں یار۔۔"

یہ آخری لائن ہال میں داخل ہوتے ڈینیل کے کانوں میں بھی پڑی تھی۔۔

اُس نے وہیں سے ایک اچٹتی سی نظر بات کرنے والے پر ڈالی دوسری اس پر ڈالی جس کے بارے میں بات کی جا رہی تھی۔۔

کالے ویلویٹ کے سوٹ کے اوپر ہم رنگ بڑی سی شال میں لپٹی وہ سٹور روم کی جانب جا رہی تھی۔

اگلے پل وہ ماں کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

وہ اُس کی خوشبو سے اُس کو پہچانتی تھی۔۔مڑ کر دیکھنے اور تصدیق کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔۔کہ وہ ہال سے ہوتا ہوا اماں کے کمرے کی جانب جا رہا ہے۔

لڑکوں کے بستر پورے کرنے کے بعد اُس نے ایک نظر لڑکیوں کے کمرے میں ڈالی۔۔

وہاں بھی ہلکی آواز میں میوزک بج رہا تھا۔نیچے کارپٹ پر بڑے میٹریسز پر بیٹھیں آمنہ کی دوستیں اور کزنز تھیں۔کچھ مہندی لگا رہی تھیں۔۔کچھ فون پر مصروف تھیں۔۔اور ان سب کے درمیان میزبان

صاحبہ خراٹے بھر رہی تھیں۔

آئمہ کو گٹھری بنے پڑی دیکھ کر سارہ کے سختی سے بھینچے لب پھیل گئے۔۔

کمرے کے اندر آ گئی۔کمبل کھول کر اچھی طرح آئمہ پر ڈالنے کے بعد اُس کے سر پر بوسہ لینے کے بعد دروازے کی جانب جاتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔

"پیاری لڑکیوں، کچھ چاہیے تو نہیں ہے؟"

"بھابھی سب کچھ ہے بس آپ کی کمی ہے۔"

اپنی چچازاد نند کی فرمائش پر مسکراتے ہوئے ان کا دروازہ بند کر کے نیچے آ گئی۔۔

نچلی سیڑھیوں پر تھی جب ساس کی آواز کانوں سے ٹکرائی، وہ اسی کو بلا رہی تھیں۔

سیدھی اسی طرف گئی۔

اُس نے کمرے میں قدم رکھے ہی تھے کہ اُس وقت نادیہ بیگم شروع ہو گئیں۔

"بہو زرا آئمہ سے بولو یہ برتن تو یہاں سے اُٹھا لے۔کیا ہی پھوہڑ حرکت ہے۔مہمانوں کو دودھ دینے کے بعد یوں غائب ہوئی ہو کہ کہیں تمہیں دیکھ کر کوئی کام ہی نہ کہہ دوں۔"

"میں بستر کر رہی تھی۔"

اُس نے سارے گلاس اکٹھے کر کے ٹرے میں رکھے اور کمرے میں سے نکلنے سے پہلے ایک نظر اُس پر ڈالی جو سر جھکا کر ماں کے پیر دبا رہا تھا۔گہرے سیاہ بال، چوڑے کندھے، بڑے بڑے ہاتھوں کی لمبی لمبی مضبوط انگلیاں، صاف ستھرے سفید ناخن۔

کچن میں گلاس کاؤنٹر پر رکھنے کی بجائے اُس نے وہیں سنک کے پاس کھڑے ہو کر گلاس دھونے شروع کر دیئے۔۔

حالانکہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔کیونکہ صبح چھ بجتے ہی کام والی آ جاتی تھی۔جس کے زمے گھر کے برتن اور کپڑے دھونا تھا۔باقی صفائی والی دس بجے کے قریب آتی تھی۔

اپنی سوچوں سے فرار حاصل کرنے کے لیے سختی سے لب بھینچے وہ ایک کے بعد ایک گلاس دھوتی چلی گئی۔۔

اندازہ بھی نہ ہوا کہ وہ کب آ کر دروازے میں رُکا تھا۔

اُس کی آواز پر چونکی، ہاتھ سے گلاس نیچے گر گیا۔اس عمل میں دو گلاس آپس میں ٹکرائے اور ایک کا کانچ ٹوٹ کر بکھر گیا۔۔

وہ پیشانی پر بل لیے کہہ رہا تھا۔

" آج ممی کو دوا وقت پر کیوں نہیں دی؟ جانتی ہو نا ذرا سی اونچ نیچ ہو جائے تو ان کی طبیعت نہیں سنبھلتی ہے۔۔"

"جی۔۔"

" کیا جی۔۔؟"

وہ اپنے جذبات چھپانے میں اس قدر ماہر ہو چکی تھی کہ سامنے کھڑے شخص کو آج تک سارہ کے اندر ہونے والی جنگ کا اندازہ ہی نہ ہو سکا تھا۔وہ سمجھتا تھا۔۔وہ بھی اس کی طرح بڑے ٹھنڈے مزاج کی ہے۔غصہ وغیرہ کرنا سارہ کی فطرت میں ہی نہ تھا۔جبکہ وہ اپنے اندر اُٹھتے جوار بھاٹے کے منہ پر تالا لگا کر بڑے تحمل سے بولی۔

"جی آئندہ خیال کروں گی۔"

"میں یہ لائن سُن سُن کر تھک چکا ہوا ہوں سارہ۔۔"

(اور میں تمہارا ممی نامہ سُن سُن کر تھک چکی ہوں۔)

"تم جانتی ہو۔ممی کے حوالے سے میں کتنا جذباتی ہوں۔مجھے ہر وقت اُن کی فکر رہتی ہے۔"

(یہ بات مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔ابھی جب تمہاری ماں آمنہ کو بلانے کا کہہ رہی تھی۔کیا تھا جو تم کہہ دیتے ممی آمنہ کب سے کام کرنے لگی ہے۔جو آپ مجھے جتانے کے لیے اُس کو بلا رہی ہیں۔تم اتنی بڑی بڑی آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اندھے کیوں ہو؟)

"مجھے سمجھ نہیں آتی ممی کل وقتی ملازمہ کے خلاف کیوں ہیں۔"

(کیونکہ ایسا کرنے سے اُن کو میری جان جلانے کا کم موقع ملے گا۔)

" کمرے میں چلیں یا ابھی کام ہے؟"

(او تو تمہیں میں نظر آ ہی گئی۔)

وہ سر ہلا کر ٹیبل کلاتھ کے ساتھ ہاتھ صاف کرتی ہوئی میز کی جانب آئی۔ جہاں کانچ کے جگ میں

دودھ پڑا ہوا تھا۔

برنر آن کر کے دودھ کو پین میں ڈال کر گرم کرنے کو رکھا۔

اس دوران وہ باورچی خانے سے جا چکا تھا۔

وہ ساس کے کمرے میں آئی۔۔

جہاں وہ ماں کے سرہانے کے پاس بیٹھ کر سرگوشیوں میں کچھ بتا رہا تھا۔

سارہ نے ساس کے پیروں کی جانب پڑا اپنے شوہر کا کوٹ اور ٹائی اُٹھائی۔۔ نیچے فرش پہ رکھا سیاہ چمڑے کا بیگ پکڑا اور کمرے سے نکل آئی۔

ساس بیٹے کو کہہ رہی تھی۔

"اپنے بھائیوں کو تو تم جانتے ہی ہو۔ابھی بچے ہیں۔ بڑے ہو کر سمجھ دار ہو جائیں گے۔ابھی تو سب کچھ تمہیں ہی سنبھالنا ہے۔"

سارہ نے سوچا، (ہاں شادی کے قابل ہو گئے ہیں۔ پر کام کے لیے بڑے نہیں ہوئے۔ ویسے بھی سارا بوجھ اُٹھانے کے لیے ایک گدھا جو ہے۔ وہی کافی ہے۔ جو اپنی نیند آرام سب سے لاپرواہ ہے۔)

پہلے اوپر جا کر اُس کی چیزیں کمرے میں رکھ کر آئی۔ پھر آ کر دودھ کو واپس جگ میں ڈالا۔۔ جگ اور ایک گلاس کو ٹرے میں رکھا۔ پھر فرج میں رکھا پلیٹر نکال کر مائیکرو ویو میں رکھا۔ تین منٹ بعد پلیٹر نکال کر اسی ٹرے میں رکھا۔

ٹرے لے کر کچن سے نکل رہی تھی۔ جب وہ پھر منظر پر آیا۔

"یہ بتی بند کر کے دروازے کو باہر سے لاک لگا دیں۔"

اُس نے کچھ کہے بغیر سارہ کے کہے پر عمل کر دیا۔

دونوں ایک ساتھ آگے پیچھے سیڑھیاں چڑھتے اوپر آئے۔

اور دونوں نے وہی غلطی پھر کر دی جو پچھلے تین دن سے بار بار ہو رہی تھی۔ اپنے سابقہ کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔

مگر تازہ پینٹ کی بو نتھنوں سے ٹکراتے ہی سارہ نے جیسے ماتھا پیٹا اور قدم دوسری سمت کو اُٹھ گئے۔

وہ جو اس سے ایک قدم کے فاصلے پر آ رہا تھا۔ حیرت سے سارہ کو دوسری سمت میں جاتے دیکھا پھر وجہ یاد آتے ہی وہ بھنویں اچکا کر اُس کے پیچھے آ گیا۔

سارہ کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا۔

کیسے یہ شخص اپنے بھائی کی فرمائش پر بغیر چوں چراں کیے اس کو اپنا کمرہ دے سکتا ہے؟ انکار کیوں نہیں کیا تھا؟ کمرے میں آ کر اُس نے ٹرے کو میز پر رکھا۔

جبکہ وہ کمرے کے دروازے میں ہی رُک گیا تھا۔ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر اپنے نئے کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔

سارہ جانتی تھی۔ وہ خود بھی اس کمرے میں خوش نہیں ہے۔ کیونکہ ہر صبح تیار ہوتے ہوئے وہ ٹی وی پر خبریں سُننے کے دوران دیوار گیر کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھا کرتا تھا۔ یہ اُس کا سب سے پسندیدہ ترین مشغلہ تھا۔ رات کو اکثر وہ کھڑکی میں کھڑا ہو کر باہر کے منظر میں گم ہو کر دو سے تین سگریٹ پیتا تھا۔

یہ کمرہ اس کو قید خانہ لگتا تھا۔ ڈینیل مراد جیسی آزاد روح کمرے میں آسمان نظر نہ آنے کی وجہ سے اداس تھی۔

یہ کمرہ ایک تو چھوٹا تھا۔ اور کھڑکی تو دور ایک روشن دان تک نہ تھا۔

پرانے کمرے میں واک ان کلازٹ تھا۔ یہاں ایک لکڑی کی الماری۔ ڈینیل کے آدھے سے زیادہ کپڑے جوتے سارہ نے اوپر والے سٹور روم میں رکھ کر فالحال تالا لگایا ہوا تھا۔ شادی کی مصروفیت ختم ہونے کے بعد ہی ان سے نمٹا جا سکتا تھا۔

الماری سے اپنا اور شوہر کا نائٹ سوٹ نکالا۔۔

ڈینیل کا سوٹ بیڈ پر ڈال کر خود واش روم میں چلی گئی۔

صرف تین منٹ بعد باہر آ گئی۔۔ وہ بیڈ پر آڑا لیٹا ملا۔۔

"کپڑے بدل لیں۔"

"یہ کمرہ مجھے پسند نہیں ہے۔"

(میں جانتی ہوں۔)

"ہوں۔"

"چھت پر سو جائیں؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

وہ بولی۔

"ٹھنڈ زیادہ ہے۔ادھر ہی گزارا کریں۔"

"میں نے ایک کمپنی سے بات کر لی ہے۔ میں سوچ رہا ہوں اوپر اپنے لیے دو چار کمرے بنوا لیتے ہیں۔"

"ماریہ کے ساتھ کمرہ تبدیل کر لیں۔یا آئمہ کے ساتھ دونوں کمروں میں کھڑکیاں ہیں۔"

"ماریہ کو اپنا کمرہ بہت پسند ہے۔ میں اس سے ایسی کوئی فرمائش نہیں کرنا چاہتا ہوں۔اور آئمہ سے تو بالکل بھی نہیں۔"

(تم مانگو بھی تو ماریہ تمہیں سیدھا انکار کر دے گی۔اور آئمہ سے تم واقعی نہیں مانگو گے۔)

"میں اپنی مرضی سے اپنا کمرہ بنوانا چاہتا ہوں۔چھوٹے چھوٹے کمروں میں میرا دم گھٹتا ہے۔"

وہ اُٹھ کر کپڑے بدلنے چلا گیا۔

سارہ نے کمرے کی لمبائی اور چوڑائی پر نظر ڈالی۔۔سٹینڈرڈ سائز کمرہ تھا۔مگر ڈینیل مراد کے لیے چھوٹا تھا۔

اپنا پلیٹر اُٹھا کر بیڈ پر بیٹھ کر کھانا کھانے لگی۔

وہ کپڑے بدل کر آیا۔۔

میز کے پاس رُک کر گلاس میں اپنے لیے دودھ نکال کر وہیں کھڑے کھڑے پی گیا۔۔ایک کے بعد دوسرا گلاس بھرا اور آدھا بیچ میں چھوڑ کر ریموٹ ہاتھ میں لے کر ٹی وی آن کرتے ہوئے اُس سے بولا۔۔

"تم اپنی کھانے کی روٹین کب بدلو گی۔۔؟"

(جب تم وقت سے گھر آنا سیکھ جاؤ گے۔)

"جب آپ بیٹھ کر مشروب پینا سیکھ لیں گے۔"

اُس نے ایک اچٹتی سی نظر بیوی پر ڈالی۔۔گھر میں ہر وقت دوپٹہ لے کر گھومنے والی اپنے کمرے میں

آتے ہی دوپٹے سے لاتعلق ہو جاتی تھی۔

کانٹے کی مدد سے کھانا ختم کرنے کے بعد وہ میٹھا کھانے لگی۔۔

وہ کمرے میں لمائی میں چکر کاٹ رہا تھا۔سفید گرم شلوار سوٹ میں وہ سارہ کے دل پہ راج کر رہا تھا۔

وقفے وقفے سے وہ نظر اُٹھا کر اس کو دیکھ لیتی۔جو کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

(کاش تم نے اپنا بوجھ بانٹنا سیکھا ہوتا۔)

وہ یہ ساری باتیں خود سے کرتی تھی۔سامنے والے کے فرشتوں کو بھی اس کی سوچ کی پرواز کا اندازہ نہ تھا۔

وہ رہ نہ سکی۔۔پوچھ لیا۔

"کیا کوئی پریشانی ہے؟"

وہ چونکا۔نظر اُٹھا کر سارہ کو دیکھا۔۔۔دو پل غیر دماغی حالت میں تکے گیا۔۔پھر جب احساس ہوا کہ وہ جواب کی منتظر ہے۔تو نفی میں گردن ہلا دی۔۔

"نہیں۔۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔تم نے اگر کھانا کھا لیا ہو تو لائٹ بند کر دوں؟"

سارہ کا جی چاہا ہاتھ میں پکڑی پلیٹ کھینچ کر فرش پر مارے۔۔

مگر وہ بظاہر اُسی تحمل سے بولی۔۔

" کھا لیا ہے۔آپ لائٹ بند کرلیں۔"

وہ لائٹ بند کر کے بیڈ پر اپنی جگہ پر نیم دراز ہو گیا۔

وہ خوب جانتی تھی۔اگلا عمل کیا ہونا ہے۔

وہی ہوا۔۔ڈینیل نے سگریٹ سلگایا اور ٹی وی پر نظریں جمائے لیٹا۔۔ ہر دو تین منٹ بعد کش بھرتا۔۔

پلیٹ کو میز پر رکھنے کے بعد ڈینیل کا چھوڑا دودھ پیا، جا کر واش روم سے ہاتھ دھونے کے ساتھ ساتھ وضو کر کے آئی۔۔اور کمرے کا دروازہ پوری طرح وا کرنے کے بعد چھوٹی میز کے نیچے رکھا نماز میٹ نکال کر قبلہ رخ کو بچھایا اور فجر کی نیت باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

دس منٹ بعد دعا مانگ کر اُٹھی اور شوہر کی جانب پشت کر کے لیٹی تھی۔مگر سر اُسی کے بازو پر رکھا۔

وہ اس کے اس عمل کا بالکل ایسے عادی تھا۔ جیسے انسان سانس لینے کا عادی ہوتا ہے۔ بلکہ اب ایسا ہوتا تھا کہ اُس کو بیڈ میں آتا دیکھ کر ہی وہ لاشعوری طور پر ہی اپنا بازو پھیلا دیتا۔۔

سارہ نے گہری سانس بھرتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔۔ آج کا سارا دن جتنا مصروف گزرا تھا۔ ابھی اگلے کچھ دن تک یہی سب چلنا تھا۔

چار بج رہے تھے۔ مگر نیچے سے ابھی بھی لڑکوں کے باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

وہ شائد غنودگی میں چلی گئی تھی۔۔ جب کمرے میں سرگوشی اُبھری۔۔

"ایوب نے گاڑی ماری ہے۔ گاڑی کا تو جو نقصان ہوا سو ہوا۔ مگر فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے آدمی کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔"

وہ پوری طرح اس کی جانب گھومی۔۔

" آپ اس لیے میرج ہال سے غائب ہوئے تھے؟"

"ہاں پولیس کیس بن جانا تھا۔ زخمی آدمی کا آپریشن ہونا ہے۔ میں نے سارے اخراجات دے دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ پولیس کیس فائل نہ کرنے سے روکنے کے لیئے کافی بڑی رقم دینی پڑی ہے۔"

اُس کے بات کرنے کا انداز اس قدر نرم اور دھیما تھا۔ پریشانی کی بات کرتے ہوئے بھی ایسا لگتا جیسے رومانوی کہانیاں سُنا رہا ہو۔۔

وہ کتنی دیر چپ لیٹ کر باہر سے چھن کر آتی روشنی میں اُس کے سراپے کو کھوجتی رہی۔۔ پھر اسی کے انداز میں پوچھا۔۔

" مگر ایوب تو سارا وقت ہال میں تھا، اس کے بعد گھر پر رہا۔ وہ آپ کے ساتھ کیوں نہیں گیا؟"

"میں نے خود اُس کو وہاں سے بھیج دیا تھا۔ کیونکہ اگر وہ اس کو موقع پر پکڑ لیتے تو مشکل ہو جاتی۔"

"اگر آپ کو پکڑ لیا جاتا تو؟"

"میں مجرم تھوڑی ہوں۔۔"

"ہاں یہ بھی ہے۔ آپ تو ان کے نجات دہندہ ہیں۔"

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ سارہ نے ہاتھ بڑھا کر اندھیرے میں سلگتی سرخ چنگاری کو چھونا چاہا۔۔ منہ سے سی نکل گئی۔۔

ڈینیل نے چونک کر اپنا ہاتھ اُس کی پہنچ سے دور کیا۔۔

"کیا سگریٹ پینے سے سارا کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے؟ ساری پریشانی دور ہو جاتی ہے؟۔۔"

اندھیرے میں ڈینیل کے لب پھیلے مگر وہ دیکھ نہ سکی۔۔

"سو جاؤ۔۔"

وہ بچ جانے والے ٹکڑے کو ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے اُٹھا اور جا کر دروازہ بند کر آیا۔۔

سارہ ابھی تک اس کی بتائی باتوں کو ذہن میں دہراتے ہوئے اس کی قمیض کے بٹنوں سے کھیل رہی تھی۔ جب کمرے میں اس کے خراٹے گونجنے لگے۔۔

(جن کی وجہ سے تمہارا مالی نقصان ہوا۔ اور تم شام دس بجے سے غائب رہے ہو۔ انہوں نے تو مہندی کے فنکشن میں تمہارا انتظار کرنا تو دور تمہارا ذکر تک نہ کیا۔ فیملی فوٹوگراف میں تم شامل نہیں ہوئے۔ مجھے تو ویسے بھی نوکرانی کا درجہ دیا جاتا ہے۔ مجھ سے تمہارے ساتھ روا رکھا جانے والا رویہ براشت نہیں ہوتا ہے۔)

سارہ کا ہاتھ وہیں تھم گیا کہ کہیں اس کی حرکت سے ڈینیل کی نیند نہ ٹوٹ جائے۔ آنکھیں موند کر لیٹے لیٹے نہ جانے کب وہ خود بھی نیند کی وادی میں اتر گئی۔۔

☆.....☆.....☆

پونے دس ہو رہے تھے۔ نوجوان نسل تو ابھی تک سو رہی تھی۔ مگر بڑے سب جاگ رہے تھے۔ اس لیے صبح بہت دیر میں سونے کے باوجود پونے نو بجے ہی اُس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ جب ملازمہ نے جا کر اُس کا دروازہ کھٹکھٹا کر اعلان کیا تھا کہ بڑی بی بی کہہ رہی ہیں نیچے آ کر مہمانوں کے ناشتے کا انتظام کریں۔۔

شکر تھا کہ ناشتہ ایک فائیو سٹار سے تیار ہو کر آیا تھا۔ اس کو بس نکال کر سب کو پیش کرنا تھا۔

پہلے نیچے آتے ساتھ ہی اُس نے اپنے لیے کافی کا کپ بنایا۔ اور لگ گئی کام سے۔۔

بارہ کرسیوں کے میز پر تمام خواتین براجمان تھیں۔ ساتھ میں کچھ کرسیاں مزید لگالی گئی تھیں۔

فیملی ہیڈ کی کرسی پر نادیہ بیگم خود براجمان تھیں۔

شادی کے دنوں کے لیے ایک نئی ملازمہ کا انتظام تھا۔ جس کے ساتھ مل کر اُس نے ناشتہ لگایا تھا۔

ابھی آخری دفعہ میز کا جائزہ لے رہی تھی۔جب نادیہ بیگم نے اس کو مخاطب کیا۔

" کیا دانیال ابھی تک سو رہا ہے؟"

"جی معلوم نہیں۔۔شاید جاگ گئے ہوں۔"

" بھئ کیسی لاپرواہی ہے۔جاؤ پتا کرو،اگر جاگ گیا ہو تو اُس کو بولو آ کر میرے ساتھ ناشتہ کرے۔"

"جی اچھا۔۔"

وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئی۔۔

اپنے سابقہ اور غالب کے حالیہ کمرے سے کمرے میں ڈیکوریشن والوں کو دیکھا۔۔اور دماغ میں نوٹ بنایا کہ ان کو ناشتہ کروانا ہے۔

اپنے کمرے میں آئی۔بتی بجھی ہوئی تھی۔مگر سگریٹ جل رہا تھا۔

اُس کا دل جل کر راکھ ہی ہو گیا۔

آگے بڑھ کر اُس کے ہاتھ سے اُس زہر کو پکڑ کر ایش ٹرے میں مسل دیا۔اور بتی جلا دی۔۔

وہ بولا۔۔

"یہ کمرہ زرا بھی ساؤنڈ پروف نہیں ہے۔اتنا شور نہ جانے کہاں سے آ رہا ہے۔اتنی صبح ڈرلینگ کون الو کر رہا ہے؟"

"غالب کے کمرے کی ڈیکوریشن ہو رہی ہے۔آپ کو ممی نیچے بلا رہی ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ ناشتہ ان کے ساتھ کریں۔"

وہ فوراً بیڈ چھوڑ کر واش روم کی طرف جاتے ہوئے بولا۔۔

" آف وائٹ سوٹ نکال دو۔"

" مگر میں نے تو بیلو والا تیار کیا ہوا ہے؟"

"او کے۔۔"

(کبھی تو اپنے لیے ضد کیا کرو،کس قدر آسانی سے اگلے کی بات مان لیتے ہو۔)

اُس نے الماری میں لٹکے کپڑوں میں سے آف وائٹ سوٹ نکال کر ہینگر کو کھونٹی پر لٹکایا۔ڈریسنگ ٹیبل کے دراز سے آف وائٹ کے ساتھ براؤن کف لنکس نکال کر ڈریسنگ کے اوپر رکھے۔۔

جوتوں کے ریک سے براؤن جوتے نکالے، نچلے دراز سے جرابیں برامد کیں۔اُس کا سارا سامان سیٹ کرنے کے بعد نیچے آگئی۔۔

اُس کو دیکھتے ہی ممی بولیں۔

" کہاں رہ گئی ہو۔۔یہ خالہ سے پوری نہیں کھائی جا رہی ہے۔ان کو تازہ پھلکا تو بنا دو۔"

"خالہ وہ جو ہاٹ پاٹ آپ کے سامنے رکھا ہے۔اُس میں پھلکے ہی ہیں۔میں جانتی تھی آپ کو نہ نان پسند ہیں نہ ہی پوری اس لیے روٹیاں بھی رکھیں۔"

"ارے جیتی رہ بیٹی۔۔کتنی سعادت مند بیٹی ہو۔اللہ گود ہری کرے۔بس یہی کمی رہ گئی ہے۔"

سارہ گہری سانس کھینچتے ہوئے کچن کی جانب بڑھ گئی کہ اب سب کو نیا موضوع مل گیا ہے۔خوب تبصرہ ہونا ہے۔

" آئے نادیہ۔۔۔ویسے تو تم بڑی تیز بنتی ہو۔بہو کو کہیں ڈاکٹر کے دکھانا تھا۔آخر اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے؟"

"بس خالہ کیا کہوں۔۔میرا تو اپنا دل بڑا اُداس ہوتا ہے۔میرے دانی کے بچے ہوں۔گھر میں رونق آجائے۔مگر جو اللہ کو منظور۔۔آجائیں گے جب آنا ہوگا۔"

کچن کی طرف جاتے ہوئے سارہ کے منہ پر تنزیہ مسکراہٹ اُبھر کر اگلے پل غائب ہوگئی۔

اُس نے ڈیکوریشن والوں کے لیے کھانا نکال کر ملازمہ کے حوالے کیا۔

"اوپر والے ڈرائنگ روم میں کھانا لگا کر ڈیکوریشن کے لیے آنے والوں کو کھانے کا کہہ دو۔"

"جی باجی۔۔۔یہ سارے ڈونگے لے کر جانے ہیں؟"

"ہاں۔۔بلقیس سے بولو تمہاری مدد کر دیتی ہے۔اس کے بعد آ کر خود بھی کھا لو۔۔جب تک برتن وغیرہ فارغ ہوں۔۔تم لوگ اپنے گھر ناشتہ دے آنا۔۔ٹھیک ہے؟"

"جی باجی۔۔"

دونوں تیزی سے کام پہ لگ گئیں۔

وہ باہر آئی تو معلوم ہوا صاحب جی تشریف لا بھی چکے تھے۔اپنی والدہ کے پہلو میں براجمان تھے۔

(ماں بلائے اور تم دیر لگاؤ۔۔ہو ہی نہیں سکتا ہے۔)

میز کے پاس آنے پر ترحم بھری نظروں کا شکار ہونے پر پتا چلا کہ ابھی تک وہی زیرِ موضوع تھی۔مزید ساس جی فرما رہی تھیں۔

"بس میں نے تو جلدی جلدی میں رشتہ کر دیا تھا۔ایسی غلطی جس پر روز پچھتاتی ہوں۔ بھلا یہ لوگ ہمارے ہم پلہ تھوڑی تھے۔سارہ کی عمر نکل رہی تھی۔ ماں باپ اتنی ٹینشن میں تھے۔ادھر مجھ پر اتنا پریشر تھا۔ساری برادری میں لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے تھے۔کوئی کہتا نادیہ نے دانیال کو اپنا بیٹا نہیں سمجھا، اپنا سمجھتی تو کب کی اُس کی شادی کر چکی ہوتی۔۔انتیس سال کا ہو گیا ہے۔مگر دولت کے لالچ میں اُس کی شادی نہیں کرتی ہے کہ کہیں اس کا گھر نہ بن جائے۔۔"

سارہ خالی ہوا سالن کا برتن اُٹھا کر کچن کی طرف چلی گئی۔۔ساس اپنے مصنوعی آنسو بریز کی گرم چادر کے ساتھ صاف کر رہی تھیں۔

" کسی نے بتایا جی۔۔فلاں جگہ ایک لڑکی ہے، پڑھی لکھی ہے۔ پیاری ہے۔۔بس میں نے جا کر دیکھا۔اتنا گورا تو سارہ کا رنگ ہے۔۔۔بچوں نے وہیں کہہ دیا یہی ہماری بھابھی بنے گی۔۔ اب سوچتی ہوں۔تب عمر وغیرہ ہی پوچھ لیتی۔۔بڈھی ہی اٹھا کر لے آئی ہوں۔اب اولاد کا مسئلہ بن گیا ہے۔"

وہ سالن لے کر واپس آئی۔۔

اور بس ایک اچٹتی سی نظر شوہر پر ڈالی۔۔جو ایسے پرسکون بیٹھا تھا جیسے وہاں موجود ہی نہ ہو۔

(یہ عورت جو کچھ کہہ رہی ہے نا، اس میں سب تمہارا قصور ہے۔ مجھے ان لوگوں سے شکوہ نہیں ہے۔ مجھے تم سے شکوہ ہے۔۔میرے تو تم ہو۔۔یہ تو نہیں ہیں۔)

وہ واپس پلٹ رہی تھی جب ڈین نے اُس کو مخاطب کیا۔۔

"سارہ یہ انڈے ٹھنڈے ہو گئے ہیں۔پلیز گرم کر دو۔"

(کمینہ پلیز کہہ کر دل پگھلا دیتا ہے۔)

"جی اچھا۔۔"

اُس کے سامنے پڑی پلیٹ لے کر انڈے گرم کرنے چل پڑی۔۔

"ارے بیٹا سارا میز بھرا ہوا ہے۔ یہ پائے لو۔حلوہ پوری لو۔خالی انڈے کیوں کھا رہے ہو؟"

وہ مسکرایا۔۔سفید بے داغ دانتوں کی بتیسی نظر آ کر اگلے پل چھپ گئی۔۔سارہ نے گردن واپس سیدھی کرلی۔۔

"خالہ میرا دانیال زیادہ بھاری خوراک نہیں لیتا ہے۔سردیوں میں صبح کے وقت دو انڈے اور ساتھ میں چائے یا دودھ کا گلاس۔۔بس۔۔اور گرمیوں میں فروٹ، جوس، دہی وغیرہ۔۔آپ نے دیکھا نہیں ماشاءاللہ بتیس کا ہوگیا ہے۔مگر جسم پر ایک اونس چربی کا نہیں ہے۔"

نادیہ کی جٹھانی تب سے سُن رہی تھیں۔اب بول ہی اُٹھیں۔

"ہاں بھئی یہ تو ہے۔۔اللہ بری نظر سے بچائے۔۔ویسے نادیہ تمہیں اب افسوس تو ہوتا ہوگا۔۔کہ کیوں سوتن کے بیٹے کو اتنا عرصہ قبول نہ کیا۔۔اب دیکھو وہی بیٹا جس کو تم حبشی۔۔کالا کلوٹا اور نہ جانے کیا کیا کہتی تھیں۔۔آج اُسی بیٹے نے تمہیں ملکہ بنادیا ہوا ہے۔اللہ بخشے، جب بھائی جان فوت ہوئے تھے۔تب کیا حالات تھے۔۔سر پر چھت اپنی تھی۔۔باقی کچھ بھی نہ تھا۔دانیال کی محنت کا ثمر ہے جو آج تمہاری اولاد لاکھوں کڑوڑوں میں کھیل رہی ہے۔۔مجھے آج بھی یاد ہے۔۔تم عام سی دکانوں سے لون اور کاٹن کے کپڑے لے کر پہنا کرتیں تھیں۔آج تمہارا ایک بھی جوڑا بیس پچیس سے کم کا نہیں ہوتا ہے۔۔ میں تو کہتی ہوں۔۔دانیال جیسی اولاد اللہ ہر کسی کو دے۔"

نادیہ کا اگر بس چلتا نا تو وہ اپنی جٹھانی کو کالے پانیو کی سزا سُنا دیتی۔۔وہ بُرے حال سے مسکرا رہی تھی۔۔اور دل میں افسوس بھی ہوا۔کیوں ان کم ظرفوں کو شادی پر بلایا ہے۔۔وہ تو اپنی امارت دکھانے کے لیے سب کو اکٹھا کئے ہوئیں تھیں۔سب کو زیور کپڑا دکھا کر مرعوب کرنے کو۔۔۔مگر دانیال کے سامنے اتنی سچی باتیں ہو جائیں گی۔۔اس کی اُمید نہ تھی۔۔اسی لیے تو وہ عام طور پر اپنے سسرالیوں سے اتنا ملتی ملاتی نہ تھیں۔۔

یہ تو ماریہ بدتمیز کی بھی ضد تھی کہ سب کو بلا کر جلانا ہے۔اور جٹھانی کی باتوں نے ثابت کر ہی دیا کہ جل کر راکھ ہو چکی ہے۔

وہ مصنوعی مسکراہٹ سجائے سُن رہی تھیں۔جب دانیال نے بول کر بات ہی ختم کردی۔

"تائی امی، میں آج جو کچھ بھی ہوں۔۔اپنی ماں کی دعا سے ہوں۔ان کی دعا میرے ساتھ نہ ہوتی تو میری کیا حیثیت تھی۔۔"

"ہاں بیٹا یہ بھی تمہاری کامیابی کی نشانی ہے کہ تم ایک سعادت مند بیٹے ہو۔۔اپنی محنت کا سہرا سوتیلی ماں کے سر پر رکھتے ہو۔۔ورنہ آج کی سگی اولاد بھی زرا سا کھانے کیا لگ جائے منہ پھاڑ کر کہتی ہے۔ سب کچھ ہم نے خود کیا ہے۔ ہمارے ماں باپ نے ہمارے لیے کیا ہی کیا ہے۔۔"

انڈوں کے ساتھ ایک پلیٹ میں تازہ کھجوریں اس کے سامنے رکھیں۔۔

سارہ کو شکریہ کہہ کر وہ کھانے میں مصروف ہو گیا۔۔

ایک ایک کر کے ناشتہ ختم کر کے لوگ وہاں سے اٹھتے گئے۔۔

نادیہ یہ بات سب کے سامنے کرنا چاہتی تھی۔۔مگر جٹھانی نے موڈ ہی غارت کر دیا۔۔اس لیے اکیلے ہونے کے بعد دانیال سے مخاطب ہوئیں۔

" کل کا سُنار کا بل آ گیا ہوا ہے۔ وہ خود زیور دینے آیا تھا۔مگر تم مصروف تھے۔اس لیے تم سے نہ مل سکا۔"

"اچھا۔۔کتنا بل ہے؟ آپ مجھے کال کر دیتیں۔۔میں پے منٹ کر دیتا۔۔"

"دیکھو بیٹا جب میری شادی ہوئی تھی۔۔میری ساس نے مجھے سو تولا سونا دیا تھا۔۔جو ہمارے مشکل وقت میں بڑا کام آیا۔۔تمہاری شادی پر تو ہمارے ایسے حالات نہیں تھے کہ بہت لمبے چوڑے خرچے کرتے۔۔"

اُس نے ماں کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈال کر انہیں خاموش کروا دیا۔۔

" آپ میرے سامنے ایسے مت بولا کریں۔۔آپ کو ایک سو تولا سونا دیا گیا تھا۔تو آپ اپنی بہو کے لیے دو سو تولا بنائیں۔۔مجھے بس اتنا حکم کیا کریں کہاں دینے ہیں۔۔اور کتنے دینے ہیں۔ میں اور کس کے لیے کماتا ہوں۔۔یہ سب آپ کے لیے ہی تو ہے۔۔آپ کا ہی تو ہے۔۔لوگ کیا کہتے ہیں۔۔ان کی باتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔۔جس دن مجھے ایسا لگے نا ممی کہ پتا نہیں میں آپ کی تمام خواہشات بھی پوری کر پاتا ہوں کہ نہیں مجھے ساری رات نیند نہیں آتی ہے۔۔اگلے دن میں وقت سے پہلے آفس پہنچ جاتا ہوں تا کہ آپ کو کبھی کسی چیز کی کمی نہ آئے۔ جہاں تک رہی سنار کی بات۔۔آپ ٹینشن نہ لیں۔۔اس کی رقم آج اُس کو مل جائے گی۔۔"

نادیہ کے مصنوعی آنسو پھر سے نکل آئے۔۔

کچن میں کھڑی سارہ کھڑکی کے زریعے سارا ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔۔اندر تک خاموشی اُتر گئی۔۔
(تم بھائی کی دلہن کے لیے ایک کڑوڑ دس لاکھ کا زیور خرید سکتے ہو۔۔اور تمہاری اپنی بیوی کے پاس سونے کے نام پر وہ ایک سیٹ ہے۔۔جو تم نے منہ دکھائی میں دیا تھا۔صرف زیور کا یہ خرچہ ہے۔۔ باقی جو عیاشیاں ہو رہی ہیں۔۔چار پانچ کڑوڑ میں تمہارا ایک بھائی بیاہا جا رہا ہے۔ابھی پچھلے سال تم نے اپنی بہن کی شادی پر اس سے زیادہ پیسہ خرچ کیا تھا۔پیسوں سے محبت نہیں ملتی ہے۔۔نہ جانے یہ بات تم کب سمجھو گے۔)
اُس کا دل اتنا بھر آیا تھا۔کہ مزید وہاں کھڑی نہ رہ سکی۔۔ملازمہ کو ساری ہدایت دے کر اوپر اپنے کمرے میں آ گئی۔۔
ابھی دروازہ لاک کیا ہی تھا کہ کمرے سے میاؤں کی آواز آئی۔۔وہ خوشگوار حیرت سے مڑی۔۔نیچے فرش پر گرے رنگ کا بلا بیٹھا اپنی گرے آنکھوں میں دنیا جہان کا پیار سموئے اس کو دیکھ رہا تھا۔
"مارکو۔۔بے وفا تم رات کدھر غائب ہوئے تھے۔۔ہیں؟ پیاری پیاری لڑکیاں کیا نظر آئیں مجھے بھول گئے؟"
بلے کو گود میں اُٹھا کر اُس کے چہرے کو بالکل اپنے چہرے کے سامنے لا کر ایسے لاڈ کرنے لگی جیسے کسی بچے کے ساتھ کیے جاتے ہیں۔
صوفے پر بیٹھ کر اس کے کانوں کے پیچھے سہلاتے ہوئے اُس کے ساتھ باتیں کرنے لگی۔
"میری جان نے ابھی تک کچھ کھایا بھی نہیں ہوگا۔۔بھوک لگی ہوگی تب ہی ماں کا خیال آیا ہوگا۔۔ ایسا ہی ہے نا۔۔؟"
آگے سے بلا اس کی گود میں مزید پھیلنے کے بعد پلکیں جھپک جھپک کر معصوم نظر آنے کی کوشش کرنے لگا۔۔
"سب جانتی ہوں۔۔تمہیں بھی بس میری ضرورت ہے۔۔مجھ سے محبت کوئی نہیں ہے۔۔جیسے اُس کو نہیں ہے۔"
بلے نے احتجاج میں آواز بلند کی۔۔
"اچھا مان لیتی ہوں کہ تم بے وفا نہیں ہو۔۔بس؟ اب بتاؤ کیا کھانا ہے؟"

اُسی پل دروازہ کھلا۔۔
ڈینیل کی نظر سیدھی بلے پر پڑی اور اگلے پل ماتھے پر تیوری آ گئی۔۔
" آہ مسٹر فربال۔۔ میں بھی سوچ رہا تھا۔۔ رات سے میری بیوی کی توجہ مجھ پر کیوں ہے۔۔ اب یاد آیا ہے کہ رات سے فربال غائب تھا۔۔"
وہ جانتی تھی۔۔ صرف اس کا موڈ چیک کرنے کے لیے ایسا بول رہا ہے۔۔ ورنہ بیوی اور اس کے وقت کی اتنی پرواہ کسی کو نہ تھی۔۔
وہ خاموشی سے اُٹھ کر دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔ جب وہ بولا۔۔
" میرے بیگ سے میری چیک بک نہیں نکلی۔۔ کہیں دیکھی ہو؟"
" میرا آپ کی چیک بک یا ایسی ویسی چیزوں سے کیا لینا دینا۔۔ ہاں یہ پوچھا کریں۔۔ میرا فلاں سوٹ اور فلا جوتا نہیں مل رہا۔۔ اس کے بارے میں بتا سکوں گی۔۔ کیونکہ وہ میرا ڈپارٹمنٹ ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی زندگی میں میرا کیا حصہ ہے۔۔"
اگر کبھی جو جذبات کی زیادتی سے وہ ایسا ویسا کچھ بول جاتی تھی۔۔ تو آگے سے وہی ردِعمل آتا جو اس وقت آیا تھا۔ مکمل خاموشی۔۔ جیسے سارہ نے کچھ کہا ہی نہ ہو۔۔
وہ دروازے سے آدھی باہر نکل چکی تھی۔۔ جب پیچھے سے ایک دفعہ پھر مخاطب کیا گیا۔
" کیا عمارہ رات کو واپس چلی گئی تھی؟"
وہ پلٹے بغیر بولی۔
" نہیں ادھر ہی ہے۔۔"
"اس کو میرے پاس بھیجو۔۔"
" کیوں؟"
" مجھے اُس سے کام ہے۔۔"
"اچھا۔۔"
"ہاں زرا جلدی کیونکہ مجھے کہیں ضروری جانا ہے۔"
وہ بلے کو گود میں اٹھائے آئمہ کے کمرے میں آئی۔

عمارہ جاگ رہی تھی۔۔مگر ابھی تک بستر میں ہی لیٹی ہوئی تھی۔۔

اُس نے اشارے سے باہر بلایا۔۔

"جی۔۔؟"

"ڈین تمہیں بلا رہے ہیں۔"

"کہاں ہیں؟۔۔"

"اپنے کمرے میں ہیں۔"

"اچھا۔۔"

عمارہ نے اپنا دوپٹہ کھول کر اوڑھا۔۔

دونوں آگے پیچھے چلتی ہوئی کمرے میں پہنچیں۔

"السلام علیکم بھائی۔"

"وعلیکم السلام۔۔کیسی ہو؟"

"بالکل ٹھیک،آپ کیسے ہیں؟"

"میں اے ون۔۔پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟"

وہ کمر پر ہاتھ باندھے ڈریسنگ کے پاس کھڑا تھا۔

"ابھی تک تو بہت اچھی جا رہی ہے۔دعا کیجئے گا پیپر اچھے ہو جائیں۔"

"کس یونیورسٹی میں جانا ہے؟"

"جس کا میرٹ آ گیا۔۔"

"پرائیوٹ کا سوچا ہے؟"

سمارہ صوفے پر بیٹھ کر مارکو کی گہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آنکھوں کی زبان سے بتا رہی تھی۔۔

(دیکھ رہے ہو نا۔۔کتنا تمیز دار ہے۔کیسے وقار سے بولتا ہے۔ایویں تو میں اس کی دیوانی نہیں ہوں۔ تمہیں کوئی فرق نظر آتا ہے؟ ایسا ہی لگ رہا ہے نا جیسے عمارہ کی بجائے آئمہ سے بات کر رہا ہے۔بس تمہیں ہی نا پسند کرتا ہے۔ورنہ مجھ سے وابستہ ہر رشتے کو عزت ہی دیتا ہے۔۔)

"اگر گورنمنٹ کا میرٹ نہ آیا تو پرائیوٹ کا ہی چانس ہونا ہے۔"

" فکر نہ کرنا۔۔ میں سب دیکھ لوں گا۔تم بس سارا فوکس امتحانوں پر لگاؤ۔۔نمبر اچھے آ جائیں باقی سب آسان ہے۔کیونکہ میں سب کچھ کرلوں گا۔مگر میرٹ تمہیں خود لینا ہوگا۔۔سمجھ رہی ہو نا۔۔کوئی شارٹ کٹ نہیں ہے۔"

عمارہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

"جی بھائی، میں سمجھتی ہوں۔۔"

"اچھی بات۔۔ میں نے تم سے پوچھے بغیر تمہارے لیے ایک تحفہ لیا ہے۔کیا میں امید کرسکتا ہوں کہ تم قبول کرلوگی؟"

عمارہ نے حیرت سے پہلے ڈینیل کو دیکھا پھر گردن موڑ کر پیچھے بیٹھی بہن کو دیکھا،نظروں سے پوچھا کیا کہوں؟

"بھائی تحفے کی بھلا کیا ضرورت تھی۔میرا سارا خرچہ تو آپ ہی کرتے ہیں۔"

"ارے بھائی کہہ کر پھر ایسے بے عزت تو نہیں کرتے ہیں نا۔۔"

"معاف کردیں غلطی ہوگئی۔۔"

وہ بیڈ کے پاس آیا۔۔اور دیوار کے پاس رکھا سفید بیگ اُٹھا کر عمارہ کے سامنے بیڈ پر رکھتے ہوئے بولا۔۔

" آئمہ کو لیپ ٹاپ کی ضرورت تھی۔۔اس کے لیے منگوانا تھا۔پھر خیال آیا کہ تم بھی یونیورسٹی جارہی ہو۔۔تمہیں بھی اس کی ضرورت ہوگی۔"

عمارہ منہ کھولے ایپل کے سفید ہینڈ کیری کو دیکھ رہی تھی۔

پھر خوشی سے آگے بڑھ کر بیگ کے اندر جھانکا۔۔سفید پیکنگ میں لپٹا باکس باہر نکالا۔۔

میک بک پرو۔۔

سارہ کے ہاتھ بلے کی فر میں ہی رُک گئے۔رہ نہ سکی اس لیے کہہ دیا۔

"چالیس پچاس ہزار کا اچھا خاصہ لیپ ٹاپ آجاتا۔دو ڈھائی لاکھ کا خرچہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

سارہ کی بات پر اُس کی ساری توجہ بیوی کی جانب مبذول ہوئی۔۔ہاتھ اُٹھا کر بولا۔۔

"Excuse me mam, this is between me and my kid, so kindly

you stay out of it."

اپنی بات کہنے کے بعد اُس نے بھنویں اچکا کر سارہ کو چیلنج کیا کہ مزید کچھ کہنا ہے؟

سارہ تاسف سے سر ہلاتی وہاں سے اُٹھ گئی۔

"آپا کو اچھا نہیں لگا ہے۔اور بھائی ان کی بات بھی ٹھیک ہے۔اتنا مہنگا لینے کی کیا ضرورت تھی۔۔"

"تمہاری آپی کو نا بس مجھ پر ترس کھانے کا شوق ہے،اور کچھ نہیں۔اگر ستا لے کر دیتا سال ایک میں خراب ہو جاتا۔۔دوبارہ خریدنا پڑتا۔۔تو کیوں نہ ایک ہی دفعہ اچھی چیز لے لیں۔خاص کر جب آپ خرید سکتے ہوں۔"

"ہاں آپ کی بات بھی ٹھیک ہے۔"

"تم اپنے نئے لیپ ٹاپ کی خوشی انجوائے کرو۔۔باقی سب چھوڑ دو۔۔"

"شکریہ بھائی۔۔سچ میں آپ دنیا کے بہترین بھائی ہیں۔جس کی ہر بہن خواہش کر سکتی ہے۔یہ میں اس لیے نہیں کہہ رہی ہوں کہ چونکہ آپ نے مجھے نیا لیپ ٹاپ دلوایا ہے۔آپ ہیں ہی بہترین انسان۔۔اور میں بہت خوش قسمت ہوں جو سارہ آپا کے ذریعے اللہ نے آپ کو میرا بھائی بنایا ہے۔۔

"

اُس نے سر کو جھکا کر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔۔

"بہت شکریہ ینگ لیڈی۔۔اب آپ جا سکتی ہیں۔کیونکہ مجھے کچھ فون کالز کرنی ہیں۔"

"جی۔۔ایک دفعہ پھر سے شکریہ۔۔"

عمارہ بیگ اور باکس لے کر کمرے سے نکل گئی۔۔

ڈینیل وہیں کھڑا کتنی دیر تک فرش پر غیر مری نقطے کو دیکھتا رہا۔۔پھر دیوار کی جانب دیکھا۔۔اور کھڑکی نظر نہ آنے پر۔۔اپنا بیگ اور فون پکڑ کر کمرے سے نکل آیا۔

☆.....☆.....☆

دلہا دلہن سٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے۔ساری فیملی ان کے ساتھ تھی۔

غالب پر ٹوٹ کر روپ آیا ہوا تھا۔ویسے بھی پٹھان ماں باپ کی اولاد تھا۔سرخ وسفید رنگت چاروں بہن بھائیوں کو وراثت میں ملی ہوئی تھی۔تیکھے نین نقش کھڑی ناک ان کی پہچان تھی۔ماریہ نے جب

سے بالوں کو بلانڈ ڈائی کروایا تھا۔اپنی نیلی آنکھوں سمیت وہ تو لگتی ہی انگریز تھی۔مگر غالب اور ایوب کے بال قدرتی طور پر لائٹ براؤن تھے۔آنکھیں گہری براؤن تھیں۔۔

ایک بس آئمہ کے بال اور آنکھیں گہری کالی تھیں۔۔

آئمہ دو دفعہ اس کو بلانے آئی تھی کہ وہ بھی سٹیج پر آ کر سب کے ساتھ تصویریں بنوائے۔۔

مگر اُس نے انکار کر دیا۔۔

کیونکہ جس کے ساتھ تصویر بنوانی تھی۔۔ وہ کتنی صفائی سے بارات والے دن کی طرح آج بھی غائب ہو چکا تھا۔

اب سارہ کو یاد آیا کہ ماریہ کی شادی کی تصویروں میں بھی کہیں کسی تصویر میں ڈین موجود نہیں تھا۔

دل میں درد کی شدید لہر اُٹھی تھی۔۔ کیونکہ اب یقین ہوا تھا۔وہ جان بوجھ کر شامل نہیں ہوتا تھا۔

اُس کی آنکھوں کے سامنے اپنے ولیمے کا فوٹو شوٹ گھوم گیا۔۔

ڈینیل کی کزن نے ہنس کر سب کی توجہ حاصل کرتے ہوئے کہا تھا۔

" کیسی دن رات کی جوڑی لگ رہی ہے۔دانیال بھائی یا آپ سفید پینٹ کروائیں یا سارہ بھابھی کو بلیک پالش کروالیتے ہیں۔کیونکہ یہ بہت زیادہ فرق ہے۔"

مختلف آوازوں میں سے ایک نے کہا۔۔

"یار موٹے ہونٹوں والے لنگور کو کیا شاندار انگور ملا ہے۔۔نصیب نصیب کی بات ہے نا۔۔۔ایک ہم ہیں،اتنی حسین بیوی ملنا تو دور ایک گرل فرینڈ تک نہیں ملتی۔۔اور اس کو دیکھو۔۔افریقی ہو کر نمبر لے گیا ہے۔"

واش روم میں جا کر اُس نے اپنے بے اختیار اُمڈ آنے والے آنسوؤں کو بڑی مہارت سے ٹشو پیپر میں جذب کیا۔تاکہ نا میک اپ خراب ہو نا کسی کو پتا لگے کہ وہ روئی ہے۔

جب اُس نے اپنے جذبات پر قابو پا لیا تو باہر آتے ہی ڈین کا نمبر ملایا۔۔

چوتھی بیل پر فون اُٹھایا گیا۔۔

"جی۔۔؟"

" آپ کہاں ہیں؟"

"آفس میں۔"

"کیوں؟"

"کیا مجھ سے کوئی کام ہے؟"

"ہاں۔۔"

"بتاؤ؟"

"آپ کے ساتھ تصویر لینی تھی۔۔ کیونکہ مجھے ابھی ابھی یاد آیا ہے۔۔ ہماری شادی کے علاوہ ہماری اکٹھے ایک بھی تصویر نہیں ہے۔"

"اچھا مذاق ہے۔۔"

"ڈین میں سنجیدہ ہوں۔۔"

وہ جب اس کو اس نام سے پکارتی تھی۔۔ دل میں اُترتی تھی۔۔ مگر وہ اپنے دل کے گرد قلعہ بنا چکا تھا۔

"Well Mrs. Daniel Murad, one thing you should have known by now, that I don't take part in stupid activities. Also please don't mind, I am a little busy, will talk later, bye."

اُس کا جواب سُننے سے پہلے ہی وہ کال بند کر چکا تھا۔

وہ بڑبڑائی۔۔

"ویری ویل مسٹر ڈینیل۔۔ ویری ویل۔۔"

اس کا دل ایک دم بجھا ہوا تھا۔ کسی سے بات کرنے کا من نہیں تھا۔ مگر پھر بھی وہ اپنے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجا کر سارا وقت ساس کے آس پاس رہی۔۔ جن کو ہر دو منٹ بعد کوئی نہ کوئی کام یاد آ جاتا تھا۔ کبھی کبھی اچھا لگتا ہے اندر اُٹھتے درد کا گلا گھونٹنے کے لیے باہر کی روشنیوں میں اضافہ کر دو۔

سارہ نے گہرا ہرا رنگ پہنا ہوا تھا۔ جس کے اوپر گولڈن رنگ کا دھاگے اور موتیوں کا کام ہوا تھا۔ نفاست سے بالوں کو آئرن کر کے کھلا چھوڑا ہوا تھا۔

جس وقت وہ لوگ گھر آئے۔ ڈینیل گھر پر موجود تھا۔ بھائی کو ہنی مون پر روانہ کرنے کے لیے۔

گھر آنے کے آدھے گھنٹے کے بعد نیا جوڑا اپنے نئے سفر پر روانہ ہو گیا۔

مہمان سارے تقریباً ہال سے ہی واپس جا چکے تھے۔

ایوب دوستوں کے ساتھ نکل گیا۔۔وہ لوگ ٹی وی ہال میں بیٹھے ہوئے تھے۔ممی آج کے فنکشن اور رشتے داروں کی جانب سے ملنے والے تحائف وغیرہ پر تبصرہ کر رہی تھیں۔۔اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ماں کچھ کہہ رہی ہو اور ڈینیل پوری توجہ سے نہ سُنے۔۔ماریہ اور آئمہ سیلفیاں لینے میں مصروف تھیں۔

نادیہ بیگم کہنے لگیں۔

"اُف اللہ میرے پیر بہت درد کر رہے ہیں۔آج بہت تھک گئی ہوں۔"

وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔

"میں مالش کر دیتا ہوں۔۔رکیں پہلے گرم پانی لے کر آتا ہوں۔اس میں پیر رکھیں۔۔سکون آئے گا۔"

جیکٹ اُتار کر صوفے کی پشت پر پھینکی۔۔اس کے بعد ٹائی۔۔کف لنکس نکال کر ٹراوزر کی جیب میں ٹھونسنے کے بعد کف فولڈ کیے۔۔کالر کے اوپر والے دو بٹن کھولتا ہوا جانے لگا تو وہ نادیہ بیگم منع کرتے ہوئے بولیں۔۔

"رہنے دو میری جان تم خود تھکے ہوئے ہو گے۔"

"میں ابھی آیا۔۔"

"اب اپنی کر کے رہے گا۔"

نادیہ بیگم فربی مائل جسامت کی مالک تھیں۔۔

ڈینی کے وہاں سے جاتے ہی وہ بھی اُٹھیں۔

"میں یہ لباس بدل لوں۔۔نئے سوٹ پر پانی کے داغ نہ پڑ جائیں۔"

ڈین کی واپسی پہلے ہوئی۔۔

سارہ مصنوعی مسکراہٹ سجائے ساری کاروائی دیکھ رہی تھی۔کیونکہ اس کے لیے یہ بات نئی نہیں تھی۔۔وہ اپنے شوہر کی جانب سے ماں کے حق میں ایسے کئی عمل دیکھ چکی تھی۔۔

ڈینیل نے پہلے کارپٹ پر تولیہ بچھایا۔۔پھر لا کر گرم پانی کا چھوٹا ٹب اس تولیے کے اوپر رکھا۔۔پھر

منرل سالٹ کا پیکٹ لا کر تھوڑا سا ٹب میں ڈالا۔۔

ماں کے پیر پانی میں تھے۔۔اور وہ نرم نرم ہاتھوں سے ان کے کندھے دبا رہا تھا۔ساتھ ساتھ باتیں بھی ہو رہی تھیں۔۔

دوسو کے قریب سیلفیاں لینے کے بعد اُس میں سے ایک سو پچاس ڈیلیٹ کرنے کے دوران ماریہ نے کئی دفعہ سارہ کا جائزہ لیا۔۔

پھر چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ لیتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھی اور جا کر فون کی سکرین ماں کے سامنے کی۔۔اب ظاہر ہے ڈینیل ان کی پشت پر موجود تھا۔تصویر اس نے بھی دیکھی تھی۔۔

جبکہ نادیہ بیگم نے آنکھیں میچ کر دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔

"یہ کیا ہے؟"

"پہچانی نہیں ہیں؟ آپ کی بڑی بہو ہے۔یہ ساتھ میں شمائلہ کا بھائی کھڑا ہوا ہے۔۔سارہ اس کے ساتھ کھڑی کتنی پیاری لگ رہی ہے نا۔۔"

سارہ کے گال تپ اُٹھے۔۔شرمندگی کے مارے شوہر کی طرف دیکھ بھی نہ سکی۔۔

مگر پہلے ہی وہ بھری بیٹھی تھی۔۔اس لیے پھٹ پڑی۔۔

"ماریہ جہاں تک مجھے یاد ہے۔میں نے کبھی تمہارے ساتھ نہ کوئی بدتمیزی کی ہے۔نہ تمہارے کسی کام میں دخل اندازی کی ہے۔پھر تم اس قسم کی فضول ترین بات کر کے کیا ثابت کرنا چاہ رہی ہو۔۔؟"

ڈینیل سے کسی قسم کا ردِعمل نکلوانا آسان کام نہیں تھا۔۔اس کا چہرہ اس وقت بھی ہر قسم کے تاثرات سے صاف تھا۔۔

ماریہ نے خوشگوار حیرت سے سارہ کو دیکھا۔اور بولی۔۔

"یہ چیز۔۔تم میرے سب سے ناپسندیدہ بھائی کی بیوی ہو۔۔مگر تم ایک اچھی لڑکی ہو۔۔اس شوہر کے گھر والوں کے کام کرتی ہو۔۔جس شوہر کے پاس تمہارے لیے ایک سیکنڈ تک نہیں ہوتا ہے۔۔ مجھے تمہاری اس سو کالڈ شادی شدہ زندگی پر رحم آتا ہے۔تم اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیتی ہو۔۔یہ انسان نہیں ہے۔ایک جمع ایک کرنے والی مشین ہے۔انسانوں والے جذبات احساسات اس کے سسٹم

میں موجود ہی نہیں ہیں۔"

نادیہ بیگم نے بیٹی کو ٹوک دیا۔۔

"ماری۔۔ کیا بکواس کر رہی ہو۔۔ گھر کے کاموں کے لیے نوکر آتے ہیں۔ یہ کیا کرتی ہے۔۔ اس نے تو خواب میں بھی ایسی زندگی کا نہیں سوچا ہوگا۔۔ میرے دانیال کی بیوی ہونا کوئی عام بات نہیں ہے۔"

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔ اور یہ سب آپ کا ہی کیا دھرا ہے۔ معافی چاہتی ہوں ممی مگر سارہ کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔۔ اور مجھے اس پر رحم آتا ہے۔ چلیں اگر صرف میاں کی بے نیازی کی بات ہوتی تو بھی تھا۔ یہاں تو نہ شکل نہ صورت نہ سیرت۔۔ مگر مجھے ایک بات بہت حیران کرتی ہے۔۔ سارہ سے زیادہ تم اس کے گھر والوں کا خیال کرتے ہو۔۔ ممی آپ کو پتا ہے۔ اس نے عمارہ کو ڈھائی لاکھ کا لیپ ٹاپ دلوایا ہے۔۔ خود خرید کر لایا تھا۔۔ اور اس کی بیوی اپنی شاپنگ ڈرائیور کے ساتھ جا کر کرتی ہے۔۔ اس کے لیے تو آج تک نہیں دیکھا کہ کالو صاحب کوئی تحفہ خرید کر لائے ہوں۔۔"

سارہ کے کانوں سے دھواں نکل رہا تھا۔ وہ وہاں سے اُٹھ جانا چاہتی تھی۔۔ مگر کانپتی ٹانگیں جیسے بے جان سی ہوگئی ہوں۔

کارپٹ پر نظر جما کر کوئی ایسا منتر یاد کرنے لگی جسے پڑھ کر بیٹھی وہاں سے غائب ہو جائے۔۔ مگر ایسا کہاں ہوتا ہے۔

ماریہ کی آخری بات نے ڈینیل کے عصاب پر آخر کاری ضرب لگا ہی دی۔۔

جس وقت اُس نے روح سے آر پار ہوتی سرد نگاہیں بہن پر گاڑھ کر سوال کیا، ایک دفعہ ماریہ ڈر گئی۔۔ مگر ظاہر نہیں کیا۔۔

"ماریہ تم اٹھائیس سال کی ہونا ؟ اور میری عمر شاید تمہیں یاد نہ ہو۔۔ خود بتا دیتا ہوں۔۔ میں بتیس کا ہوں، چند ماہ بعد تینتیس کا ہو جاؤں گا۔۔ میں اُس جذباتی عمر سے بہت عرصہ پہلے نکل چکا ہوں۔۔ جہاں تم میری ذات کو نشانہ بنا کر ادھر اُدھر کی بکواس کرو گی۔۔ اور میں یا تو تمہارے ساتھ لڑوں گا۔۔ یا کسی کونے میں بیٹھ کر کڑھتا رہوں گا۔ میں بڑا ہو چکا ہوں۔ اور خدا کے لیے تم بھی ذہنی طور پر کچھ سیانی ہو جاؤ۔۔ اب شادی شدہ ہو۔۔ کیا کل کو سسرال میں بھی جو شخص تمہیں ناپسند ہوگا۔۔ اس کو

اوراس سے وابستہ رشتوں کو یونہی تماشہ بناؤ گی؟ اور اگر میرے ساتھ چھیڑ خانی کرنی ہے تو کرو۔۔ جو کہنا ہے کہو۔۔مگر کسی تیسرے فرد کو بیچ میں مت گھسیٹو۔۔ خاص کر جو یہاں موجود ہی نہ ہو۔۔عمارہ کے حوالے سے تم نے جو زبان استعمال کی ہے۔۔ مجھے شرم آرہی ہے کہ تم میری بہن ہو۔۔"

ماریہ واپس صوفے پر دھپ سے بیٹھتے ہوئے استہزایہ ہنستے ہوئے بولی۔۔

"چلو کوئی نہیں، آج تک میں شرمندہ ہوتی آئی ہوں کہ تم میرے بھائی ہو۔۔ میرا آج بھی ڈوب مرنے کو دل کرتا ہے۔۔ جب تم مجھے کالج چھوڑنے جایا کرتے تھے۔۔ میرے کالج کی ہر لڑکی تمہیں میرا بھائی نہیں بلکہ کوئی کم ذات ڈرائیور سمجھتی تھی۔اسی لیے تو مجھے سارہ کی قسمت پر ترس آتا ہے۔۔"

"ہاں اُسی کم ذات نظر آنے والے ڈرائیور کو تمہاری سہیلیاں خوشی خوشی اپنے گھر کے فون نمبر دیتی تھیں۔۔اور سارہ کو یہاں کسی نے قید نہیں کیا ہوا ہے۔۔اپنی مرضی کی مالک ہے۔۔جو چاہے پہنے جو چاہے کھائے۔۔اور یقین مانوں میں نے اس کو ہتھکڑی باندھ کر اپنے ساتھ نہیں رکھا ہوا ہے۔۔ یہ جب چاہے مجھے چھوڑ سکتی ہے۔میں نے اپنی منگنی کے بعد اور شادی سے پہلے اس عورت کو دس دفعہ کہا تھا۔۔یہ اگر میرے سے شادی کرنے پر رضامند نہ ہو تو بلا جھجک انکار کر سکتی ہے۔۔ مجھے لگا شاید مالی حالات اور ماں باپ کی بیماری کی وجہ سے مجبور ہے۔۔ انکار نہیں کر پائی ہے۔۔شادی کے بعد ازدواجی تعلق قائم کرنے سے پہلے میں نے اس کے سامنے خلفیہ کہا تھا۔۔۔۔ میں اس کو اتنا پیسہ دے دوں گا کہ اس کو باقی زندگی مالی تنگی نہیں آئے گی۔۔ مجھے کوئی شکوہ نہیں ہوگا۔۔ یہ مجھے چھوڑنا چاہے دروازہ کھلا ہے۔۔یہ اس کی اپنی مرضی تھی جو اس نے میرا ساتھ چنا ہے۔۔وہ رقم آج بھی اس کے اکاؤنٹ میں ویسے کی ویسی دھری ہے۔۔نہ کل میں نے اس پر زبردستی کی تھی۔۔ نہ آج کر رہا ہوں۔نہ مستقبل میں ایسا کوئی ارادہ رکھتا ہوں۔۔"

"خدا کے لیے خوشی کے دن کیا لڑائی جھگڑے لے کر بیٹھ گئے ہو۔۔ ماریہ تمہاری زبان کنٹرول میں کیوں نہیں رہتی ہے۔۔ اگر سارہ کہیں کی حور پری ہے تو میرا بیٹا اس کے سارے گھر کو چلا رہا ہے۔۔ وہ اپنے فائدے کے لیے ہی یہاں پر ہے۔ایسی کوئی بچاری نہیں ہے۔۔ جاؤ جا کر اپنا لباس بدلو۔۔
"

"ظاہر ہے آپ تو اس افریقی کا ہی ساتھ دیں گی۔۔آخر یہ آپ کی چہیک بک ہے۔۔"

اب کی دفعہ نادیہ بیگم غصے اور سختی سے پیش آئیں۔۔
"ماریہ اپنے کمرے میں جاؤ۔۔ دانیال ٹھیک کہہ رہا ہے۔ بڑی تو تم ہوگئی ہو مگر عقل سے ابھی تک پیدل ہو۔۔"
"ممی سچ سننے کی اور سچ کہنے کی عادت ڈالیں۔۔"
اتنا کہہ کر اس نے صوفے پہ رکھا اپنا دوپٹہ اٹھایا اور وہاں سے چلی گئی۔۔
اُس کے جاتے ہی آئمہ بولی۔۔۔
"ماریہ آپی ہمیشہ ایسا ہی کرتی ہیں۔ سائیکو نے بھائی بھابھی کا موڈ ضرور ہی خراب کرنا ہوتا ہے۔ مجھے ماریہ کی یہ حرکت بہت بری لگتی ہے۔"
ماریہ نے چونکہ آئمہ کی بات سُن لی تھی اس لیے وہیں سے چلائی۔۔
"بھائی کی چمچی۔۔۔"
"اچھا اب تم دونوں نہ شروع ہو جانا۔۔ تم لوگ جانوروں کی طرح لڑتے مرتے ہو۔ بوڑھی ہوگئی ہوں۔ اب مجھے سٹریس نہ دیا کرو۔۔ کسی دن تم لوگوں کی وجہ سے نا میرے دماغ کی نس وس پھٹ جانی ہے۔"
ڈینیل تو تڑپ کر ماں کے برابر بیٹھ کر ان کو بازو میں بھرنے کے بعد مصنوعی طور پر کوشش کر کے نکالے جانے والے آنسوؤں کو ٹشو سے صاف کرتے ہوئے تسلی دینے لگا۔
" آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔"
"پریشان اس لیے ہوتی ہوں کہ ماریہ کی تو بچپن سے ہی زبان کڑوی ہی ہے۔ پر اگر تم اس کی کسی بات کا غصہ کر کے اس کی جانب سے دل کھٹا کر بیٹھو اچھا تو نہیں ہوگا نا۔ اپنا ہر مسئلہ لے کر وہ آتی تو تمہارے پاس ہی ہے۔ مگر نہ جانے کیوں اس کی زبان نہیں بدلتی ہے۔"
وہ دھیمے سے ہنسا۔۔
" آپ کو تو اب تک میری طرح عادی ہو جانا چاہیے۔۔ چڑیل ہے۔۔ کسی بھی وقت اس کو دورہ پڑ جاتا ہے۔۔ میں اس کی باتوں پر کان ہی نہیں دھرتا ہوں۔ آپ بھی اس کو چھوڑیں، مجھے بتائیں آپ غالب کی شادی سے خوش ہیں؟"

آئمہ سارہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔
وہ جو اتنی دیر سے کپڑے بدلے بغیر وہاں پر بیٹھی ہوئی تھی۔کہ موقع ملتے ہی ڈینیل کے ساتھ تصویر بنوائے گی۔۔اس وقت بس پھوٹ پھوٹ کر رونے کو تیار تھی۔۔
کیونکہ ڈینیل ماں کو تو تسلی دے رہا تھا۔مگر خود اس نے جو سارہ کو یوں سب کے سامنے ننگا کر دیا تھا۔اس کے لیے معافی مانگنا تو دور کی بات ایک دفعہ اس سے پوچھا تک نہ تھا کہ تم ٹھیک ہو؟ میری بہن اور میں نے تمہارا دل تو نہیں توڑا۔۔
آئمہ کے کمرے میں جا کر وہ چپ چاپ بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔
آئمہ بولی۔۔
"آپ اس طرح سے اداس بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہی ہیں۔آپ رکیں میں آپ کی نائٹ گاؤن وغیرہ ادھر ہی لے آتی ہوں۔۔آج آپ میرے پاس رہیں گی۔۔ڈینی کو اکیلا رہنے دیں۔۔کچھ دن ان سے بات بھی بالکل مت کیجئے گا۔۔دیکھ لینا کیسے بھاگے آئیں گے۔۔آپ کے بغیر ایک دن بھی گزارا نہیں ہوتا ہے۔مگر مانتے نہیں ہیں۔۔"
"ہاں گزارا اس لیے نہیں ہوتا کہ محبت ہے۔بلکہ ان کو ہر چیز وقت پر سامنے تیار نہیں ملتی ہے۔"
"ہاں تو ان کو اپنے کام خود سے کرنے دیں،آپ کوئی ان کی نوکرانی تھوڑی لگی ہوئی ہیں۔۔"
"نوکرانی ہی ہوں۔۔میری جان،نوکرانی ہی ہوں۔بیوی سمجھی جاتی تو آئے دن یوں سب کے سامنے زلیل نہ ہو رہی ہوتی۔۔آئمہ تمہارا بھائی کبھی بھی میرے لیے کچھ اچھا کیوں نہیں بولتا ہے۔۔؟ کون اپنی ماں بہن کے سامنے ایسے کہتا ہے کہ میں نے اس کو کہا ہوا ہے مجھے چھوڑ کر جانا چاہے تو چلی جائے۔۔یہ خود نہیں جاتی ہے۔۔یعنی ہمارے رشتے کی یہ حیثیت ہے کہ میرے ہونے یا نہ ہونے سے اس کی صحت پر گھنٹہ اثر نہیں پڑتا ہے۔۔"
"جس دن آپ نے اللہ معافی ان کو چھوڑ دیا نا۔۔میں بتا رہی ہوں۔۔روتے ہوئے آپ کے پیچھے آئیں گے۔"
سارہ نے ہنستے ہوئے اپنے آنسو صاف کیے۔۔
"میری جان تم نا ہمیشہ یونہی خوش آئن باتیں کر کے مجھے نارمل کرتی ہو۔۔"

"میں آپ کے کپڑے لاتی ہوں۔۔آپ ادھر چینج کریں۔۔دونوں اکٹھے مووی دیکھتے ہیں۔پھر آپ یہیں میرے پاس سوئیں گی۔۔"

"نہیں تم مت جاؤ۔۔میں وہیں جا کر بدل آتی ہوں۔۔تمہارے بھائی کے کپڑے بھی نکال آؤں گی۔۔"

"دیکھا۔آپ کی انہی باتوں نے ان کو سر پر چڑھایا ہوا ہے۔۔خبردار جب تک وہ معافی نہیں مانگ لیتے۔۔آپ ان کے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگائیں گی۔۔"

"بظاہر تو چھ فٹ سے لمبا انسان ہے۔مگر کئی معاملات میں وہ بالکل بچے ہیں۔۔ہر چیز نکال کر سامنے رکھنی پڑتی ہے۔۔ورنہ ایک سوٹ نکالنے کے چکر میں ساری الماری الٹ پلٹ کردی جائے گی۔اور وہ مجھے ہی صاف کرنی پڑے گی۔۔"

"جو مرضی ہو جائے۔۔آپ یہاں سے نہیں ہلیں گی۔۔وہ ریموٹ اٹھا کر نیٹ فلکس پر اچھی سی کامیڈی نکالیں، میں ابھی آئی۔۔"

"آئمہ تم بھی کوئی کم ضدی نہیں ہو۔۔"

آئمہ قہقہہ لگاتی ہوئی اپنے پیچھے دروازہ بند کرگئی۔

دس منٹ بعد آئمہ ایک نئی خبر کے ساتھ واپس آئی۔۔

"آپ کو پتا ہے۔آپ کا بیڈروم نیچے چلا گیا ہے۔۔"

"کس کمرے میں۔؟"

"ڈرائنگ روم میں۔۔"

"اچھا۔۔اصل میں تمہارے بھائی کو اوپر والا کمرہ پسند نہیں آیا تھا۔۔"

"ہاں ممی کو بتا رہے تھے کہ ان کو اس بند کمرے میں ٹھیک سے نیند نہیں آتی تھی۔۔اور ہمارے ہال سے واپس آنے سے پہلے وہ گھر پہ ساری سیٹنگ ہی کروا رہے تھے۔۔"

"ڈرائنگ روم کہاں شفٹ کیا گیا ہے؟"

"گیسٹ روم کے ساتھ کونے میں جو کمرہ نہیں ہے۔۔جس کا ایک دروازہ لان میں کھلتا ہے۔ادھر بھلا بیڈروم بنا لیتے۔۔"

"اس کمرے کی کھڑکیاں چھوٹی ہیں۔۔"

"اچھا آپ یہ لیں آپ کے کپڑے۔۔اور بھائی کو میں بتا آئی ہوں کہ آپ میرے کمرے میں رہیں گی۔"

"انہوں نے کیا کہا؟"

"بولے۔۔اوکے۔۔"

"دیکھا ان کو گھنٹہ فرق نہیں پڑتا۔"

اس نے لباس بدل کر نماز پڑھی۔۔پھر آ کر آئمہ کے بیڈ پہ لیٹ گئی۔۔جو اپنی نائٹ روٹین سکن کیئر کی چیزیں منہ پر لگا کر نیٹ فلکس پر مووی ڈھونڈ کر اسی کے انتظار میں تھی۔۔فلم ابھی آدھی بھی نہ ہوئی تھی۔جب دوران میں ہی آئمہ سوگئی۔۔اُس نے ساری فلم ختم کی۔۔۔دو گھنٹے کی طویل فلم ختم ہوگئی۔۔مگر اس کی تھکی ہوئی آنکھوں میں نیند مہربان نہ ہوئی۔۔

آواز آہستہ رکھ کر اس نے سرفنگ شروع کر دی۔۔کوئی گھنٹہ تو اسی چکر میں گزر گیا۔۔نارمل انسان کو تو اب تک نیند آ گئی ہوتی۔۔مگر وہ نارمل تھوڑی تھی۔

جب نہ ہی رہا گیا تو بیڈ سے اُٹھ کر کپڑوں کے اوپر گرم نائٹ گاؤن پہنی اور کمرے سے نکل آئی۔۔

سارے گھر پہ خاموشی کا راج تھا۔

خود کو یہی کہہ رہی تھی کہ باورچی خانے سے پانی لینے جا رہی ہوں۔۔پانی پی کر واپس آئمہ کے پاس ہی جاؤں گی۔۔

بنا آواز بند کئے دبے پاؤں نیچے آئی۔۔

ہال کی بتی جل رہی تھی۔۔ممی کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔

ایوب کے کمرے سے موسیقی کی آواز آ رہی تھی۔وہ اس کے سامنے سے ہوتی ہوئی اسی طرح دبے پاؤں چلتی ہوئی اپنے نئے بیڈروم کے سامنے رکی۔۔

دروازہ کھلا ہوا تھا۔کھڑکیوں کے پردے ہٹے ہوئے تھے۔۔باہر سے آنے والی روشنی میں بیڈ پر ترچھا پڑا نظر آیا۔۔ہاتھ میں وہی بیماری جل رہی تھی۔۔اور کمرے میں پھیلے ہوئے دھویں سے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ کم از کم ایک پورا پیکٹ پھونکا جا چکا ہے۔۔

وہ دروازے سے ہی پلٹ جانا چاہتی تھی۔۔مگرایسا کر نہ سکی۔۔

کمرے میں آکر پہلے تو اس کے ہاتھ سے بچا کچا سگریٹ جھپٹا اور کھڑکی کا پٹ کھول کر باہر پھینک دیا۔۔

وہ کچھ نہیں بولا۔۔

سارہ نے بتی جلا کر بیڈ پر نظر ڈالی۔۔

کپڑے بدلنے تو دور کی بات صاحب جی نے ابھی تک جرابیں جوتے تک نہیں اُتارے ہوئے تھے۔۔

ایک نظر وال کلاک پر ڈالی۔۔پونے تین۔۔
(یعنی اس نے قسم کھائی ہوئی ہے کبھی وقت پر نہیں سونا ہے۔)
الماری میں سے کپڑے نکال کر بیڈ پر پٹخے۔۔
وہ فوراً اُٹھا۔۔۔

جوتے اُتارنے کے بعد جرابوں سمیت اُٹھا اور کپڑے پکڑ کر واش روم میں گھس گیا۔۔

سارہ غصہ پیتی کچن میں آئی۔۔فرج میں ابلا پڑا دودھ نکال کر دوبارہ سے گرم کیا۔۔اور آج جگ میں ڈالنے کی بجائے بڑے سائز کے مگ میں نکال کر ایک پلیٹ میں رکھ کر لے آئی۔۔

ڈارک براؤن شلوار سوٹ پہنے وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا اپنے فون پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔

جو اس کی دماغی پریشانی کی نشانی تھی۔۔کیونکہ عام طور پر وہ گھر پر فون کو صرف اس وقت ہی پکڑتا تھا۔۔جب ضروری فون آتا۔۔بیڈروم میں ہوتے ہوئے وہ فون پہ نہیں جاتا تھا۔اس کے کچھ اصول بہت اچھے تھے۔۔گھر پر غیر ضروری طور پر موبائل فون کا استعمال نہ کرنا ان میں سے ایک تھا۔۔

سارہ کو آتے دیکھ کر اس نے فون رکھ دیا۔۔

سارہ نے پاس جا کر پلیٹ آگے کی۔۔اس نے چپ چاپ مگ پکڑ کر دودھ پینا شروع کر دیا۔۔اینڈ پر حسبِ عادت تھوڑا چھوڑ دیا۔۔

مگ میں بچا دودھ سارہ نے دوبارہ سے اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔۔

وہ اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔اور وہ اپنی نگاہیں مگ پر ٹکائے کھڑی تھی۔۔

"تم جانتی ہو نا مجھے نیند نہیں آنی ہے۔۔"

وہ اس کے آئمہ کے کمرے میں سونے کی جانب اشارہ کر رہا تھا۔وہ سمجھ کر جواب دیتے ہوئے بولی۔

"نہ آئے۔۔"

"نیند تمہیں بھی نہیں آنی۔۔"وہ اسی طرح سپاٹ لہجے میں بولی۔

"نہ آئے۔۔"

" کتنے دن ناراض رہنا ہے؟"

"جتنے دن میرا دل چاہے۔۔"

"اگر ناراض ہی رہنا ہے تو اس وقت کیوں آئی ہو۔۔؟"

"میری مرضی۔۔"

" صبح دس تیس پر میری بڑی اہم میٹنگ ہے۔۔"

"تو میں کیا کروں۔۔؟"

"اگر نیند نہ لے سکا۔۔تو سارا دن برداشت جائے گا۔"

"میرا کیا لینا دینا۔۔"

"تو یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟"

"ہاں۔۔"

"تم جانتی ہو نا ماریہ کو مجھ سے شدید قسم کی نفرت ہے۔۔اور تم میری ہونے کی وجہ سے وقتاً فوقتاً ایسی صورتحال کا سامنا کرتی رہتی ہو۔۔نیا کیا ہے؟۔۔کیوں ایک نان ایشو کو کھینچ رہی ہو۔۔؟"

"تم کبھی اپنی غلطی نہ دیکھنا۔۔الٹا مجھے ہی قصوروار بنا دیا کرو۔۔"

"اگر میں کہوں کہ میں کچھ زیادہ بول گیا تھا۔معاف کر دو۔۔تو؟۔۔"

"اب معافی مانگنے کا کیا فائدہ۔۔ہماری تصویر تو نہیں نہ بن سکی۔۔"

"Ah, the damn picture...!"

وہ صدمے سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پلٹنے لگی تھی۔۔جب اُس نے ہاتھ بڑھا کر سارہ کی

کلائی تھام لی۔۔

"پلیٹ کو سائیڈ پر رکھو۔۔"

"کیوں؟"

"رکھو تو بتاتا ہوں۔"

سارہ نے پلیٹ ایک طرف رکھ دی۔

ڈینیل اپنا موبائل ہاتھ میں لے کر کھڑا ہوا۔ ٹیوب لائٹ کی جانب سارہ کا چہرہ کر کے۔۔ پیچھے سے اسکو بازوؤں کے گھیرے میں لے کر سامنے کی جانب ہاتھ بلند کر کے اس کی اور اپنی سلفی لے ڈالی۔

سارہ کا منہ پھولا ہوا تھا۔۔ سر ڈینیل کے سینے سے مس ہو رہا تھا۔ اور تصویر میں وہ کیمرے کی آنکھ کو گھور رہی تھی۔۔

ڈینیل نے تصویر دیکھی تو ہنسی نکل گئی۔۔ جسے دباتے ہوئے بولا۔۔

"اب تو خوش ہو جاؤ۔۔۔ ہماری اکٹھے تصویر بن گئی ہے۔ مگر یہ میرے پاس ہی رہے گی۔۔ جب بھی تم دیکھنا چاہو میرے موبائل سے دیکھ لینا۔۔"

"اتنے پیارے حلیے میں تصویر بنا کر کاروائی کی ہے۔۔ اس کو دیکھے بغیر ہی جی لوں گی۔۔"

اتنا کہہ کر اس نے مگ میں بچا دودھ پیا۔۔ اور اپنی گاؤن اتارنے کے بعد بتی بند کر کے اپنی جگہ پر لیٹ گئی۔۔

وہ بھی موبائل واپس رکھ کر واش روم میں شاید دانت برش کرنے چلا گیا تھا۔۔

سارہ کہنیوں کے بل ڈینیل کی سائیڈ پر آئی۔۔ اس کا فون اُٹھا کر جلدی سے پن کھول کر گیلری سے تصویر کھولی۔۔ اس دفعہ اپنا چہرہ دیکھ کر اُس کے اپنے لب بھی مسکرا اُٹھے۔۔

تصویر پر شیئر کرنے کے آپشن کو کھول کر واٹس ایپ سے تصویر اپنے نمبر پر بھیجی۔۔

ایپ بند کیں۔۔ اور فون واپس رکھ دیا۔۔

واش روم کے دروازے میں کھڑے دانیال نے اس کی چوری پکڑتے ہوئے کہا۔۔

"اب تو تمہیں سکون کی نیند آئے گی۔۔"

وہ خفیف سی ہو کر واپس اپنی سائیڈ پر گئی اور سر پوری طرح کمبل میں چھپا لیا۔۔

کچھ پل بعد وہ آ کر اپنی جگہ پر لیٹ گیا۔۔بازو ابھی آدھے راستے میں تھا۔۔جب وہ سر اُٹھا کر اس کی منتظر ہوئی۔۔

اس کے بازو پر سر رکھتے ہی۔۔سارہ نے گہری سانس بھرتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔۔

وہ کتنی دیر اندھیرے میں چت لیٹا رہا۔۔جیسے ہی بیوی کی ہموار سانسوں نے احساس دلوایا کہ وہ سو چکی ہے۔۔تو اس نے گردن موڑ کر اس کے بالوں پر بوسہ لیا۔۔پوری طرح اس کی طرف کروٹ لینے کے بعد ریشمی لباس میں لپٹے اس کے وجود کو پوری طرح اپنے حصار میں لینے کے بعد آنکھیں بند کر لیں۔۔

☆.....☆.....☆

صبح ہی صبح ماریہ کو میکے دیکھ کر سارہ کا ماتھا ٹھنکا تھا۔

کیونکہ ابھی دو دن پہلے ہی وہ بھائی کی شادی کی خوشی میں مٹھائی وغیرہ لیکر رخصت ہوئی تھی۔۔دوسرا ماریہ کے موڈ سے پتا لگ رہا تھا کسی مشن پر ہی آئی ہے۔

ماریہ موڈ والی لڑکی تھی۔اچھے موڈ میں ہوتی تو آپ سے اچھے سے مل لیتی۔۔ورنہ سلام لینا بھی گوارا نہ کرتی۔

وہ سیدھی ماں کے کمرے میں آئی تھی۔سارہ نے تازہ کافی بنائی تھی۔ایک کپ بھر کر اس کو پیش کیا۔

"یہ پی لو۔میں ناشتہ لگا رہی ہوں، پھر سب کے ساتھ ناشتہ کرنا۔"

"بہو عقل سے کام لو۔۔پانچ ماہ کی حاملہ لڑکی کو موئی کالی کافی کا یہ بھرا مگ تھما رہی ہو۔۔"

سارہ نے پہلے حیرت سے ساس کی شکل دیکھی آیا مذاق کر رہی ہیں۔مگر جس طرح سے ماریہ ہنس رہی تھی۔۔اس کے انداز نے اس کو کچھ اور ہی بتایا۔۔

ماریہ ہنستے ہوئے بولی۔۔

"ممی آپ اُس بیچاری کو کیوں ڈانٹ رہی ہیں۔اس کو تو پتا ہی نہیں ہے۔"

سارہ نے کھلے چہرے کے اور خوشگوار حیرت کے ساتھ تصدیق مانگی۔۔

"یعنی تم واقعی پریگننٹ ہو؟"

ماریہ ہنسی۔۔

"ہاں۔۔"

سارہ نے خوشی سے اُس کو گلے لگا کر گال چوما۔۔

"ارے تم نے بتایا ہی نہیں۔۔ بہت بہت مبارک ہو۔۔ اللہ تمہیں صحت سلامتی والی نیک اولاد دے۔"

"آمین۔۔بس ممی کہتی تھی۔ابھی کسی کو مت بتانا۔یونو۔۔نظر لگ جاتی ہے۔حالانکہ میں نے ممی سے بحث بھی کی تھی۔بھلا اپنے بہن بھائیوں کی کیوں لگے گی۔۔مگر خیر پرانے خیالات کی ہیں نا۔۔"

"مگر تمہاری فگر سے بھی شو نہیں ہوتا کہ پانچواں مہینہ لگا ہوا ہے۔"

"ہاں میں نے شرٹ کا سائز بڑا کروالیا ہے۔اس لیے محسوس نہیں ہوتا۔"

"آج تو تمہیں تمہاری مرضی کا ناشتہ کرواؤں گی۔۔ بتاؤ کیا کھاؤ گی۔۔آخر تم ایک ماں بننے جا رہی ہو۔۔"

"اگر یہ بات ہے۔۔تو اپنے ہاتھ کے پین کیک کھلا دیں۔"

"ارے اتنی چھوٹی سی فرمائش۔۔میں بنا کر تمہیں بلاتی ہوں۔۔"

وہ وہاں سے نکل کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔جب ممی کی آواز کان میں پڑی۔۔

"دل سے تو سارہ بی بی اتنی خوش نہیں ہوں گی۔۔ جتنا دکھاوا کر کے گئی ہے۔تم زرا احتیاط کرنا۔میں تو کہتی ہوں۔اگر خاص تمہارے لیے کچھ بنائے تو مت کھانا۔کیا پتا حسد کے مارے اس میں کچھ ملا ہی نہ دے۔۔"

"توبہ ہے ممی۔۔ایسی باتیں کر کے آپ میری جان نکال دیتی ہیں۔۔"

سارہ کو اپنے کانوں میں سائیں سائیں محسوس ہوئی۔۔

وہ ڈینیل کو جگانے جا رہی تھی۔مگر اب قدم زمین کا ساتھ چھوڑنے سے انکاری سے ہو گئے۔۔

ایوب کو باہر سے آتے دیکھ کر وہ وہاں سے ہٹ گئی۔

کمرے میں آ کر ڈینیل کو اُٹھانے کی بجائے۔۔اُس کی کمر سے ٹیک لگا کر نیم دراز ہو گئی۔۔

ممی کے اپنے بارے میں اتنے اچھے خیالات سُننے کے بعد اس کو نارمل ہونے میں تھوڑا سا وقت چاہیے تھا۔

ڈینیل کی اس کے جانب پشت تھی۔۔اُس نے اپنا بازو سارہ کی گردن کے گرد لپیٹا۔۔
سارہ چونکی اور نم آنکھوں کے ساتھ چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔
اُس نے ڈینیل کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا۔۔اس کی ہتھیلی اپنے سامنے کھول کر چوم لی۔۔
پیچھے مڑ کر اس کے چہرے کو اپنی نظروں کا فوکس بنایا۔۔وہ آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا تھا۔مگر سویا ہوا نہیں تھا۔
سارہ نے اس کی سیدھی طرف کی ہیر لائن کو انگلی کے پوروں سے ٹریس کیا۔۔پھر جھک کر اس کی پیشانی چومی۔۔
بوسہ لینے کے بعد چند سیکنڈ تک اس کی کالی گھنی پلکوں کو دیکھتی رہی۔۔
سر جھکا کر دائیں آنکھ چومی۔۔وہ بھاری آواز میں بولا۔۔
"یا اللہ خیر۔۔بیوی کو صبح صبح اس غریب پر اتنا پیار آرہا ہے۔۔"
سارہ کی ہنسی نکل گئی۔۔
"میں آپ کو یہ بتانے کے لیے آئی ہوں۔جناب میں ناشتہ تقریباً بنا چکی ہوں۔اس لیے آپ اب بستر چھوڑ کر باہر آجائیں۔اور ہاں ماریہ آئی ہے۔"
" کیا وقت ہوا ہے؟۔۔"
"ساڑھے نو۔۔"
"بہن میری یقیناً صبح صبح موڈ خراب کرے گی۔۔اب سمجھ آیا۔۔تمہیں میرے پہ پیار نہیں ترس آرہا ہے۔اس لیے اتنی مہربانی فرمائی گئی۔۔"
اس کے مسکرا کر ہلکا پھلکا مذاق کرنے پر سارہ ہنستے ہوئے تھوڑی دیر پہلے ساس کی جانب سے لگنے والے تیروں کا درد بھول چکی تھی۔
" آپ کے پاس صرف بیس منٹ ہیں۔میں ماریہ کے لیے پین کیک بنانے جارہی ہوں۔جیسے ہی تیار ہوگئے میں نے ناشتہ لگا دینا ہے۔"
وہ بستر ایک طرف کر کے بیڈ سے اُٹھ گیا۔۔
" کیا ایوب گھر پہ ہے؟"

سارہ نے کمبل کو تہہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ابھی باہر سے آیا ہے۔"

وہ اس کے قریب آیا۔۔ چند سیکنڈ کو اس کے چہرے پر جھکا۔۔پھر باتھ روم کی طرف جاتے ہوئے بولا۔۔

"اس کو کہنا مجھے اس سے کام ہے، کہیں نہ جائے۔"

"اچھا کہہ دیتی ہوں۔"

دو تین منٹ میں بیڈ کے سرہانے وغیرہ سیٹ کرنے کے بعد باورچی خانے کو جانے سے پہلے ممی کے دروازے میں رک کر ایوب کو مخاطب کیا۔۔

"ایوب، ڈین کہہ رہے ہیں۔کہیں جانا مت ان کو شاید تم سے کوئی کام ہے۔"

سارہ کو لگا ایوب کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔۔سنجیدہ چہرے کے ساتھ بولا۔۔

"میں اتنا فارغ تو نہیں ہوں کہ صاحب جی کے انتظار میں بیٹھوں۔۔اس کو کہنا میں آفس میں ہی ہوتا ہوں۔جو بات کرنی ہے۔وہیں کرلے۔

اچھا ممی میں چلتا ہوں۔"

"اتنی جلدی۔۔ناشتہ تو کرتے جاؤ۔"

" کام کا بوجھ بہت زیادہ ہے۔۔نواب صاحب تو سارا سارا دن یہاں سے وہاں میٹنگز کے نام پر عیاشیاں کرتے ہیں۔آفس کا سارا بکھیڑا تو میں ہی دیکھ رہا ہوں۔رات کو ملتے ہیں۔اگر میرے آنے تک آپ جاگ رہی ہوئیں۔"

سارہ حیرت کے مارے پلک تک نہ جھپک پائی۔۔

یہ آدمی ابھی دو ہفتے پہلے ماں کے منتیں کرنے پر آفس جانا شروع ہوا تھا۔اور اس کو عیاش کہہ رہا تھا۔ جس نے آج تک اس کی ہر خواہش پوری کی تھی۔۔

سارہ کے سامنے ایوب کے اس طرح بولنے پر نادیہ بیگم نے اس کو گھوری سے نوازتے ہوئے اوپر اوپر سے ڈانٹ دیا۔۔

"بدتمیز، شرم نہیں آتی باپ جیسے بھائی کے لیے اس طرح بات کرتے ہو۔"

"اچھا اچھا اماں ۔۔ میرا منہ نہ کھلوانا۔۔ جا رہا ہوں ۔۔تم اپنی بیٹی کے ساتھ بیٹھ کر سازشوں کا کام جاری رکھو۔۔"

نادیہ کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔ورنہ بیٹے کو رکھ کر دو تین لگا دیتی ۔۔

سارا غصہ سارہ پہ انڈیل دیا۔۔

"تم نے ناشتہ بنا لیا یا ابھی تک بس اندر باہر ہی گھوم رہی ہو۔۔اس وقت لوگ کھا پی کر کاموں کو نکل جاتے ہیں۔ہمارے گھر صبح ہی دس بجے ہوتی ہے۔بھوک سے میرا بی پی لو ہو رہا ہے۔۔"

(بھوک سے بی پی لو ہو رہا ہے؟ صبح سے ایک پیالی دہی ساتھ میں فروٹ ساتھ میں چائے اور کیک کھانے کے بعد بھی یہ عالم ہے!)

"جی بس دس منٹ چاہیے ہیں۔۔"

ماریہ اپنی نیل پالش اُتار رہی تھی۔

پین کیک بنانے سے لیکر ناشتہ لگانے تک ایک ہی دعا دماغ میں گھومتی رہی۔۔

(یا اللہ،ان لوگوں کی اصلیت ڈین پر کھول دے۔یہ لوگ اس کے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔"

وہ ناشتے کی میز کو آخری دفعہ چیک کر رہی تھی کہ آیا سب کچھ آ گیا ہے۔تب ہی ماریہ اور ممی نے آ کر اپنی کرسیاں سنبھالی۔۔

سارہ نے ان کے پیچھے آتے ڈین کو دیکھا۔۔وہ سفید کھدر کے سوٹ کے اوپر مسٹرڈ اونی جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔ماتھے پر سوچ کی لکیر تھی۔۔

ناشتے کے دوران وہ ماں سے پوچھنے لگا۔۔

"ممی آپ کے گھٹنے کا درد اب کیسا ہے؟"

"کیسا ہونا ہے بیٹا۔۔بڑھاپا آ گیا ہے۔اب یہ سب چلتا رہنا ہے۔"

"میں آپ کا فزیو ڈاکٹر بدل رہا ہوں۔میرے ایک دوست نے ڈاکٹر کا بتایا ہے،لڑکی ہے۔۔امریکہ سے پڑھی ہے۔اب ادھر آ کر اپنا کلینک چلا رہی ہے۔میں نے کل اپنی اسسٹنٹ کو بولا تھا وہ آپ کے لیے اس ڈاکٹر سے وقت لے۔۔آج وہ مجھے بتائے گی۔۔آپ اپنے ملٹی وٹامن تو باقاعدگی سے لیتی ہیں نا؟"

"ہاں جب سارہ کو یاد آتا ہے دے دیتی ہے۔۔ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آتی۔۔کون سی گولی کس مقصد کے لیے ہے۔ پہلے ماریہ یہاں ہوتی تھی۔۔کبھی ناغہ نہیں ہوا تھا۔۔"

سارہ نے دل ہی دل میں دعا کی۔۔

(اب ان کے سامنے مجھے مت سُنا دینا۔) مگر ہر دعا قبول کب ہوتی ہے۔

"سارہ وٹامنز اہم ہیں۔۔ناغہ کیوں ہونے دیتی ہو۔ فون پر ریمائنڈر لگا دیا کرو۔۔یا میں آفس سے کال کر کے یاد دلوا دیا کروں؟"

"نہیں میں کوشش کروں گی۔اب نہ بھولوں۔۔"

(تم اس عورت کی ہر بات کیوں سُنتے ہو۔۔یہ جھوٹی ہے۔جب تم اس کی ہر بات کو سر پر رکھتے ہو۔۔ بہت بُرے لگتے ہو۔۔)

ماریہ نے پین کیک کے ساتھ کانٹے پہ اسٹرابری کا پیس منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔۔

"دانیال۔۔"

"جی۔۔"

"مجھے کچھ پیسے چاہیے ہیں۔"

"کتنے۔۔؟"

"ستر لاکھ۔۔"

ڈینیل نے نظر اُٹھا کر بہن کو غور سے دیکھا۔۔جیسے ستر لاکھ نہ ہوا۔ میٹھی ٹافی ہوگئی۔۔

اُس نے ایک نظر ماں پر بھی ڈالی۔۔جو یکسر لاتعلق نظر آ رہی تھیں۔۔

"کیا جان سکتا ہوں۔اتنی بڑی رقم کس لیے چاہیے؟"

"کیوں۔۔؟ ویسے تو جہاں کہیں پیسے لگاتے ہو وجہ دیکھ کر ہی لگاتے ہو؟"

"پریٹی مچ۔۔"

"اشعر نے اپنے دوست کے ساتھ مل کر ایک ریسٹورنٹ خریدا ہے۔۔دس لاکھ اس کے پاس تھا۔ وہ ڈاؤن پیمنٹ میں دے دیا۔ بینک سے قرضہ منظور نہیں ہوا۔۔میں نے اس کو کہا میں تم سے لے دیتی ہوں۔۔وہ تو کسی کا احسان لینے کے لیے راضی نہیں تھا۔ مگر میں نے اس کو بتایا جو کچھ دانیال کے پاس

ہے۔۔وہ سب کچھ میرے باپ کی جائیداد بیچ کر ہی بنایا گیا تھا۔۔اس لیے اس پر میرا بھی پورا پورا حق ہے۔۔تم ویسے میری مدد نہ کرنا چاہو تو جائیداد میں میرا حصہ ہی دے دو۔۔"

میز پر ایک دم سے خاموشی چھاگئی۔۔

سارہ کا جی اتنا خراب ہوا۔۔کھانے سے ہاتھ ہی کھینچ لیا۔۔

وہ سانس روکے منتظر تھی۔۔ڈین ابھی کے ابھی چیک کاٹ کر بہن کے سامنے رکھے گا۔۔یا پھر لڑائی ہوگی۔۔مگر اس کو ماریہ کا حقارت بھرا انداز ایک آنکھ نہ بھایا۔۔

اس سے پہلے کہ گرما گرمی شروع ہوتی۔۔سارہ بولی۔۔

"ڈین میں آپ کو مبارکباد تو دینا بھول ہی گئی۔۔ماریہ ایکسپیکٹ کر رہی ہے۔۔"

ڈین کچھ کہنے جا رہا تھا۔مگر بیوی کے یوں اچانک بول اٹھنے پر چونکا۔۔

غور سے سارہ کو دیکھا۔۔جس کی آنکھیں اس کی مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔۔وہ پریشان تھی۔۔

وہ مسکرایا۔

"یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔۔ماریہ بہت مبارک ہو۔می آپ کو بھی۔۔"

کسی کو بھی جواب کا موقع دیئے بغیر اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے بولا۔۔

"Maria my darling sister, don't ever try to intimidate me again. I am not a fool, who would easily be manipulated by your poisonous tongue. I am a fudging Businessman and a very successful one at that. I deal with all kinds of people on daily basis. I know, what you are trying to do here.

آج لگے ہاتھ میں تمہیں اس بات کا جواب بھی دے ہی دیتا ہوں۔کیونکہ تم ہر دفعہ اپنی بات منوانے کے لیے ابا کی جائیداد کا ذکر ضرور کرتی ہو،اور جب میں تمہاری بات مان جاتا ہوں۔تم اپنی جگہ یہی سوچ کر خوش ہوتی ہو کہ ڈر کر مان گیا ہے۔آج اس بات کو ہمیشہ کے لیے کلیر کر لیتے ہیں۔ابا جی مرحوم جب اس دنیا سے گئے تھے۔ہمارے پاس فقط ایک مکان تھا۔جو ہم نے پچاس لاکھ میں بیچ کر

تمیں لاکھ کا نیا مکان لیا تھا۔اور بیس لاکھ روپیہ لگا کر میں نے ماموں کے ساتھ کاروبار شروع کیا تھا۔ جس میں حیرت انگیز طور پر ماموں کو تو فائدہ ہوا۔مگر خسارہ سارا میرے ہاتھ آیا تھا۔اس کے بعد دو سال ذلالت دیکھی ۔۔ورک شاپس پر ملازمت کی ۔۔ہوٹلوں میں کام کیا۔۔ماموں کے پیچھے چڑھ کر تھوڑی بہت رقم نکلوائی۔۔کچھ قرضہ اُٹھا کر اپنا کام شروع کیا۔۔یہ سب کچھ جو دیکھ رہی ہو نا۔۔ اس میں اباجی کے پیسے تو تھے۔۔مگر اٹھارہ سال کی عمر سے ہر روز بارہ سے تیرہ گھنٹے کی شفٹ میں نے کی ہے۔۔پچھلے چودہ سال سے ہر روز فیملی ڈنر میں مس کرتا ہوں۔۔ جب تم لوگ عیدوں اور تہواروں پر نئے کپڑے پہن کر اپنی مہنگی گاڑیوں میں دوستوں کے ساتھ آؤٹنگز کے لیے جاتے ہو اور وہاں بے فکر ہو کر دس دس لوگوں کو ڈنر کرواتے ہو نا ۔۔اس وقت دفتر کی کرسی پر بیٹھ کر تمہاری آسائشوں کی قیمت میں بھر رہا ہوتا ہوں ۔میری شادی کو تقریباً تین سال سے اوپر ہو گئے ہیں۔میں ایک دن بھی اپنی بیوی کو باہر ڈنر پر نہیں لے جاسکا ہوں۔اس لیے نہیں کہ میرا جی نہیں چاہتا۔فقط اس لیے کہ میرے پاس وقت ہی نہیں ہوتا۔۔میں رات بارہ کے بعد کہیں جا کر گھر آتا ہوں۔۔

کبھی اپنی زندگی پر غور کیا ہے؟ کیا کبھی کسی چیز کی کمی محسوس کی ہے؟اتنی پُر تکلف زندگی گزار رہی ہو۔ آج تک کبھی ایک تنکا بھی توڑا ہے؟باقی عقل مند کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔۔ جہاں تک رہی پیسوں کی بات ۔۔دے دوں گا۔۔میری طرف سے تمہارے آنے والے بچے کو تحفہ۔۔۔مگر آج کے بعد مجھ سے کسی قسم کی امید مت رکھنا۔۔

ٹھیک ہے ممی، میں چلتا ہوں۔۔رات کو ملاقات ہو گی۔السلام علیکم۔۔"

اُس نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر ماں کی پیشانی چومی مگر نادیہ بیگم کو اتنی بھی توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس کو پیار ہی دے دیتی یا سلام کا جواب ہی دے دیتی۔

سارہ اُٹھ کر شوہر کے پیچھے جانا چاہتی تھی۔مگر جانتی تھی ساس کا پارہ ہائی ہو جانا ہے۔اس لیے برتن اُٹھانے لگ گئی۔۔

سارہ کے وہاں سے ہٹتے ہی ماریہ مری ہوئی آواز میں ماں سے مخاطب ہوئی۔۔

"یہ تو بڑا امیسنا ثابت ہوا ہے۔۔دیکھا آپ نے کیسے اپنے احسان جتا کر گیا ہے۔۔"

نادیہ باورچی خانے کی جانب نظر ڈال کر دبی آواز میں اس کو ڈانٹنے لگی۔۔

"میں بھی تو تمہیں سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھی کہ اس کے ساتھ پیار سے بات کیا کرو۔۔ بھائی بھائی کرتی رہو گی۔۔ جان بھی لٹا دے گا۔۔ مگر تم بھی تو اس کو ایسے مخاطب کرتی ہو۔۔ جیسے وہ تمہارا نوکر ہے۔"

"تو اور کیا ہے؟ آپ نے اس کی شکل دیکھی ہے۔۔ اس کو بھائی بولوں۔۔ افریقی نژاد کو۔۔ پتا نہیں ابا کا کیسے ایک کالی عورت پر دل آ گیا۔۔ ان کو تو دیکھ کر ہی گھن آتی ہے۔۔ کجا کے ان سے محبت کرنا۔۔۔"

سارہ جانتی تھی۔۔ وہاں رک کر ایک بھی لفظ مزید سنا تو وہ بول پڑے گی۔۔ پچھلے باغیچے میں نکل آئی۔۔

مگر دل میں وہ بہت خوش تھی کہ آخر کار ڈینیل نے اپنی قسم توڑی ہے۔۔

☆.....☆.....☆

"مارکو آج کا دن میرے لیے خوش آئین ہے۔ تم وہاں ہوتے تو تمہیں پتا چلتا۔ اُس نے آواز بلند نہیں کی، غصے میں نہیں آیا۔ بڑے ٹھنڈے اور سرد تاثرات کے ساتھ بہن کا گھر پورا کر گیا ہے۔ ہاہاہا۔۔۔ ماریہ کی شکل دیکھنے والی تھی۔"

وہ مارکو کو گود میں لیے باغیچے کے پچھلے کونے میں بیٹھ کر اس کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔

"اگر میں کہوں کہ ڈین نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ سچ میں غلط نہیں ہوگا۔ میں حیران ہوں۔ کیونکہ میں اس کو بے وقوف ہی سمجھتی تھی۔ کہ یہ ان لوگوں کی اصلیت نہیں دیکھتا ہے۔ مگر مارکو۔۔۔ ایسا نہیں ہے۔ وہ سب سمجھتا ہے۔ جانتا ہے۔ جان بوجھ کر ان کے سامنے احمق نظر آتا ہے۔ مجھے ڈین پر جی بھر کر پیار آ رہا ہے۔ دل کر رہا ہے۔ اس کے دفتر جاؤں۔۔ اور اس کی نظر اُتار کر آؤں۔ آج پہلی دفعہ میرا ڈین لگا ہے۔ اور ہاں سب سے اہم بات تو تمہیں بتانا ہی بھول گئی ہوں۔۔ جانتے ہو اُس نے کیا کہا۔۔ کہنے لگا ایک دفعہ بھی بیوی کو ڈنر پر نہیں لے جا سکا ہوں۔۔ اگلی لائن اہم ہے۔۔ بولا یہ نہیں کہ میرا دل نہیں کرتا ہے۔ مگر میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا ہے۔۔۔ ہائے ظالم ہائے ظالم۔۔۔ ان دو لائنوں سے نا وہ میری کتاب میں اپنی ساری کوتاہیاں معاف کروا گیا ہے۔ تم گواہ بن جاؤ مارکو۔۔۔ میں نے اپنے ڈین کی اب تک کی میرے حق میں برتی جانے والی ساری غفلت معاف کی۔۔ دل سے معاف کی۔۔ آج سے دل کی کتاب ہر شکوے سے صاف ہو گئی۔۔ پچھلا حساب

صاف۔۔نیا کھاتا کھولیں گے۔سن رہے ہونا میرے چھوٹے سے جانو۔۔"

"باجی جی۔۔۔کتھے او۔۔؟"

نوکرانی کی آواز پر اُس نے ہاتھ ہلا کر توجہ حاصل کرتے ہوئے کہا۔۔

"مینا میں یہاں پیچھے ہوں۔۔"

"ہاں باجی ایتھے کیوں بیٹھتی ہو۔۔یہاں تو سورج کی دھوپ ہی نہیں آتی ہے۔"

"تم نے آخری دفعہ یہاں پر جھاڑو کب لگایا تھا؟"

"دو ہفتے ہو گئے ہیں۔پر یہاں کی صفائی کا کیا فیدہ یہاں کونسا کوئی آتا ہے۔"

"شاباش ہے مینا۔۔کم از کم ہفتے میں ایک دفعہ یہ جگہ ضرور صاف کیا کرو۔۔سارے پتے بکھرے ہوئے ہیں۔"

مینا نے للچاتی ہوئی نظروں سے مالٹوں سے بھرے پودے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"باجی مالٹا اتار لوں۔"

"پہلے تو میری اجازت لے کر ہی اتارتی ہو۔"

"باجی قسم سے میں روز کا بس ایک اتارتی تھی۔۔یہ سارا اجاڑ آپ کے مہمانوں نے ڈالا ہے۔وہ جو بڑی بیگم صاحبہ کی خالہ ہیں نا۔۔تین دن وہ بس اسی پودے کے گرد گھومتی رہی تھیں۔۔"

"اچھا اچھا چلو بس کرو۔۔یہ بتاؤ مجھے کیوں ڈھونڈ رہی تھی۔؟"

"آپ سے ضروری کام ہے۔"

"بولو۔۔"

"پہلے وعدہ کریں۔۔آپ بڑی بیگم جی سے زکر نہیں کریں گی۔کیونکہ غالب بھائی کی شادی پر انہوں نے مجھے نیگ دیئے تھے۔اب اگر سنا آپ سے پیسے مانگ رہی ہوں۔انہوں نے میری مٹی پلید کرنی ہے۔"

"تمہیں پیسوں کی کیا ضرورت آن پڑی ہے۔؟"

"میری بہن کی نند کی شادی آ گئی ہے۔اور میری بہن کہتی ہے پہلی پہلی دفعہ اس کی سسرال میں شادی آئی ہے اس لیے اگر اس کے بہن بھائی بھاری سلامی نہ دے کر گئے تو اس کی بے عزتی ہو گی۔۔کہتی

ہے پانچ ہزار لڑکی کو سلامی دینا۔۔دو ہزار لڑکے کو۔۔ساتھ میں میری ساس کا میری نند کا سوٹ۔۔
بہن کا ہتھ پڑے کا سوٹ۔۔اب بتاؤ میں اپنے گھر کی روٹی پوری کروں یا فرمائشیں پوری کروں۔۔
میں نے تو بہن کو کہا ہم آتے ہی نہیں ہیں۔۔باجی میں تو خود کو بیچ کر بھی اتنے پیسے نہیں کما سکتی۔۔
آگے سے ناراض ہو گئی تھی۔آج تو اس کی نند کی شادی ہے تو اتنا ڈن ڈال رہی ہے۔کل اپنہ اولاد پر
نہ جانے کیا ہوگا۔۔اللہ ہی خیر کرے۔۔باجی تم پانچ ہزار دے دو۔۔میری تنخواہ میں سے کاٹ
لینا۔"

سارہ ہنستے ہوئے بولی۔۔

"تم ہر دفعہ یہی کہتی ہو۔۔تمہاری تنخواہ می دیتی ہیں۔پانچ ہزار تمہاری مہینے کی تنخواہ ہے۔اُس میں گھر
چلاؤ گی یا قرضے اتارو گی۔۔"

"باجی میں نے ایک اور گھر لے لیا ہے۔۔شام پانچ بجے سے آٹھ بجے تک۔۔وہ باجی کالج میں
پڑھاتی ہے۔کہتی ہے جب شام کو گھر آؤں تم اُس وقت آ کر صفائی کر جایا کرنا۔۔اور گڈی کو بھی
نوکری پر لگوا دیا ہے۔۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو؟۔۔گڈی کی ابھی عمر ہی کیا ہے۔۔"

"باجی پورے بارہ دی ہو گئی جے۔۔"

"اللہ کی بندی۔۔اس کو سکول جانے دو۔۔کیوں اپنی طرح اس کے نصیب میں بھی ساری عمر کی اتنی
سخت محنت لکھ رہی ہو۔اس کو پڑھنے دو۔۔استانی لگ جائے گی۔۔نرس لگ جائے، کسی بینک میں
نوکری کر لے گی۔۔"

"جان دیو باجی۔۔کڑیاں نوں پڑھا کے کیڑا اجج لوانا وے۔۔"

"بڑی بری بات ہے۔۔اگر تم ابھی کے ابھی میرے سے وعدہ نہیں کرو گی کہ تم گڈی کو نوکری سے ہٹوا
کر سکول نہیں بھیجو گی تو میں آج کے بعد کبھی بھی تمہاری مالی مدد نہیں کروں گی۔۔"

"باجی مہینے کا دو ہزار روپیہ کمائے گی۔۔سکول جانے کا کیا فائدہ ہونا ہے۔الٹا کاپیوں کتابوں کا
خرچہ دوں گی۔۔"

"مجھ سے ہر مہینے دو ہزار لے لینا۔۔اور گڈی کی پڑھائی کا سارا خرچہ مجھے دے دو۔۔مہینے کا جتنا

خرچہ ہو کپڑا لتا ڈال کر مجھے بتا دینا۔۔گڈی آج سے میری ذمہ داری سمجھو۔۔خوش؟"

"ہاجی۔۔"

"یہ موضوع یہیں بند۔۔۔کیا ماریہ اندر ہی ہے؟"

"ہائے باجی ماریہ مرچاں تے نہیں کھاندی۔۔توبہ یا اللہ اپنے غصے وچ گڈی دا دروازہ بند کر کے گئی سی۔۔"

سارہ مسکرائی۔۔

"بس وہ ایسی ہی ہے۔۔"

"باجی اللہ نے حُسن کیا دے دیا۔۔ماریہ کا تو نخرہ ہی نہیں پایا جاتا ہے۔۔آپ کو بھی تو اللہ نے اتنا پیارا بنایا ہوا ہے۔۔پر مجال ہے جو کبھی نخرہ دکھایا ہو۔۔"

مینا ویسے تو عیسائی تھی۔مگر اس کی باتوں میں اللہ کا نام بہت دفعہ استعمال ہوتا تھا۔۔

"اچھا اب باتیں چھوڑو۔۔جلدی جلدی اپنا کام ختم کرو۔۔پھر مارکیٹ چلتے ہیں۔۔"

مارکیٹ کا نام سُنتے ہی مینا کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔۔

"باجی بس گیراج کی صفائی رہ گئی ہے۔۔"

"یہاں بھی جھاڑو لگاؤ۔۔"

"ابھی لگاتی ہوں۔۔"

سارہ اندر آ گئی۔۔مینا خوشی خوشی اپنا کام ختم کرنے چلی گئی۔۔

ممی کی دوست آئی بیٹھیں تھی۔۔

"السلام علیکم آنٹی، کیسی ہیں؟"

"وسلام۔۔کیسی ہو سارہ۔۔؟"

"اللہ کا شکر ہے۔"

ممی نے تیوری لے کر پوچھا۔

"تم کہاں تھیں؟"

"میں باہر باغیچے میں تھی۔۔بڑی پیاری دھوپ نکلی ہوئی ہے۔"

"فریدہ کے لیے چائے بنالاؤ۔۔اور آج ذرا پارلر کا چکر لگا آئیں؟"

" کیوں نہیں۔۔ میں آپ سے پوچھنے آئی تھی۔اگر میرے ساتھ مارکیٹ چلیں۔ڈرائنگ روم کے پردے بیڈروم میں بڑے عجیب لگ رہے ہیں۔۔فرنیچر کے ساتھ میچ نہیں کرتے ہیں۔اس لیے میں سوچ رہی تھی۔نئے پردے لے آتے ہیں۔"

"سارہ تم بہت خرچہ کرتی ہو۔۔اچھے خاصے نئے پردے ہیں۔۔مگر خیر جیسے تمہاری مرضی۔۔"

(ہاں جی، ہر ہفتے آٹھ ہزار کا فیشل بہت ہی سستا ہے۔۔اور میں سال میں ایک دفعہ پردے لے لوں تو بہت خرچہ کرتی ہوں۔)

"میں چائے لے کر آتی ہوں۔"

چائے کے ساتھ لوازمات سے بھری ٹرالی ممی اور آنٹی کے سامنے رکھنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آئی۔۔

اپنی الماری کے نچلے خانے میں پیکٹوں میں پیک نئے سوٹ باہر نکال کر بیڈ پر رکھے۔۔

مینا نے آدروازے پر دستک دی۔۔

اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔۔

" آجاؤ۔۔

مینا یہ سوٹ دیکھو۔۔ان میں سے اگر تمہیں کوئی اچھا لگتا ہے تو اپنی بہن یا اس کی نند کے لیے رکھ لو۔۔
"

"باجی یہ کس کے سوٹ ہیں؟"

"میرے ہیں۔۔ مجھے گفٹ ملے تھے۔۔مگر اس کھدر کے سوٹ کا رنگ ڈین کو نہیں پسند ہے۔۔ دوسرے والے بہت شوخ قسم کے فینسی ہیں۔میرے والے نہیں۔۔کھدر کا ایسا کرو تم اپنے لیے رکھ لو۔۔اور فینسی دلہن کو دے دینا۔۔"

"ہائے سچ باجی؟"

وہ الماری میں سے کچھ ڈھونڈتے ہوئے بولی۔۔

"ہاں بھئی۔۔۔بیگ میں ڈال لو۔۔"

الماری سے مڑی تو ہاتھ میں ہینگر تھا۔

"یہ دیکھو، کیا یہ شگفتہ (مینا کی بڑی بیٹی) کو پورا آجائے گا؟"

"باجی یہ تو بڑا مہنگا سوٹ لگ رہا ہے۔"

" کھادی کا ہے۔۔میں نے پچھلے سال صرف ایک دفعہ پہنا تھا۔۔یہ بھی بیگ میں رکھ لو۔۔اور خیال کرنا ممی نے بیگ دیکھ لیا تو تمہارے ساتھ ساتھ میری بھی ہو جانی ہے۔۔"

"باجی تُسی تیار ہو جاؤ۔۔میں بھاگ کر بیگ گھر رکھ آتی ہوں۔۔"

"جاؤ، ویسے بھی ابھی تو فریدہ آنٹی چائے پی رہی ہیں۔"

"یوں گئی یوں آئی، چاند گاڑی پر چلی جاؤں گی۔۔"

"اچھا۔۔رکو پھر پیسے بھی لے جاؤ۔۔"

دوبارہ سے الماری کھولی۔۔

اندر والے خانے سے اپنے ہینڈ بیگ میں سے پیسے نکال کر مینا کے حوالے کیے۔۔

"باجی اللہ آپ کو ہیرے جیسا بیٹا دے۔ میری باجی کو زندگی میں کبھی کوئی کمی نہ آئے۔۔ باجی تم میرے ساتھ بہت بھلا کرتی ہو۔۔خداوند تمہیں عرشوں کے رنگ لگائے۔۔"

" آمین۔۔اب جاؤ۔۔"

"جی اچھا۔۔"

عام طور پر جب گاڑی چاہیے ہوتی تھی۔وہ ڈین کو میسج کرتی تھی۔۔مگر آج میسج کی بجائے کال ملائی۔

بیل جاتی رہی، کوئی جواب نہ ملا۔۔اُس نے دوبارہ ملادی۔۔

دوسری بیل پر فون اُٹھایا گیا۔۔

"جی۔۔؟"

ڈین کی مصروف سی آواز کے جواب میں اُس نے کہا۔

" آپ کیسے ہیں؟"

دوسری جانب خاموشی چھائی رہی۔۔پھر سنجیدگی سے پوچھا گیا۔۔

" کیا واقعی یہ کہنے کو کال کی ہے یا کوئی کام ہے؟"

"یعنی کام کے علاوہ انسان آپ کو کال نہیں کر سکتا ہے؟"

"میرا تجربہ تو مجھے یہی بتاتا ہے۔"

"یہ اب آپ میری انسلٹ کر رہے ہیں۔"

"سارہ۔۔میں آفس میں ہوں۔۔اپنی رومانوی باتیں ہم بیڈ روم میں کر لیں گے۔۔ابھی اگر کام ہے تو بتاؤ۔۔"

سارے موڈ کا ستیاناس ہو گیا تھا۔اُس نے کچھ کہے بغیر کال بند کر دی۔۔

اگلے پل ڈین نے کال کر دی۔۔

سارہ نے فون نہیں اُٹھایا۔۔

موبائل پر تین کالز کے بعد گھر کی لینڈ لائن پر بیل ہوئی۔۔

سارہ نے رسیور اُٹھا کر کان سے لگایا۔۔

دوسری جانب وہ چھوٹتے ہی بولا۔۔

"سارہ؟"

"جی۔۔"

"یہ انتہائی بچکانہ رویہ ہے۔کم از کم تم جیسی سمجھدار لڑکی سے ایسی امید نہیں تھی۔پلیز بتاؤ کال کیوں کی تھی۔۔"

(یہ بچکانہ نہیں جذباتی رویہ ہے۔جہاں مان ہو وہیں یہ دکھایا جاتا ہے۔)

"ممی اور میں شاپنگ کے لیے جا رہی ہیں۔۔گاڑی بھیج دیں۔"

"مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ اتنی سی بات کے لیے تم نے اتنا وقت ضائع کیا ہے۔۔میسج کر دیتیں۔۔میں گاڑی بھیج دیتا۔"

سارہ کے گال تپ گئے۔۔

"بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے ڈین، پہلی اور آخری دفعہ معاف کر دیں۔آئندہ خیال کروں گی۔"

فون بند ہو جانے کے بعد کتنی دیر تک خود کو کوستی رہی۔

(بڑا پیار آ رہا تھا تمہیں اس شخص پر، اب جان کو سکون ہو گا۔۔)

بیس منٹ بعد باہر گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔۔

اس سے پہلے ڈین کی طرف سے ٹیکسٹ موصول ہوا۔

'آج کل مجھے بہت پریشانیوں کا سامنا ہے۔اس لیے تمہارے ساتھ روڈ ہو گیا تھا۔'

سارہ نے سمائل آئکان بھیج دیا۔

جس کے جواب میں ڈین نے ماتھا پیٹ لینے والی ایموجی بھیجی۔۔

☆.....☆.....☆

شام کو وہ آئمہ اور ممی آگ کے گرد بیٹھ کر چائے پی رہی تھیں۔۔ایوب کی چائے وہ اس کے کمرے میں دے آئی تھی۔

آئمہ نے چمٹے کی مدد سے آگ میں مزید کوئلے پھینکے۔۔جس پر ممی نے ٹوکا۔۔

"مزید آگ مت بھڑکاؤ۔۔تھوڑی دیر میں اندھیرا اچھل جانا ہے۔"

"ہاں نا ممی پھر زیادہ مزا آئے گا۔۔یہ لیں آپ مارشمیلو کھائیں۔"

آئمہ نے لکڑی کی سیخ کباب والی سٹک کے اوپر مارشمیلو لگا کر ان کے حوالے کی تا کہ وہ آگ پر سینک کر کھا سکیں۔

ممی نے سٹک لینے سے انکار کر دیا۔

"میرے دانت میں درد ہوتا ہے۔میں نہیں کھانا چاہتی۔۔سارہ کو دے دو۔۔"

گیٹ پر ہونے والے ہارن نے ان تینوں کی توجہ اپنی جانب کھینچ لی۔۔آئمہ بھاگی گئی۔۔

"بھائی کی کار لگ رہی ہے۔۔"

آئمہ نے گیٹ کھولا۔۔

ممی کہنے لگیں۔۔

"آج سورج کس طرف سے نکلا ہے جو یہ سات بجے ہی گھر آ گیا ہے۔۔"

سارہ کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔۔

"اللہ خیر کرے۔۔"

گاڑی رُکتے ہی وہ باہر آیا۔

مگر زیادہ حیرت اگلے پل ہوئی جب وہ ان لوگوں کی طرف آنے کی بجائے آئمہ سے کچھ پوچھ کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

نادیہ کی چھٹی حس نے آلارم بجایا۔ گھبرا کر سارہ سے بولی۔۔

"جاؤ دیکھو اس طرح سلام کیے بغیر اندر کیوں چلا گیا ہے۔۔ بھاگو۔۔"

سارہ حیران ہوئی کہ می اتنا گھبرا کیوں رہی ہیں۔ مگر کچھ بھی کہے بغیر ان کے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے اندر آ گئی۔۔

ابھی ہال کے دروازے پر تھی۔۔ جب اندر سے ایوب اور ڈین کی آوازیں سنائی دیں۔

ڈین کی آواز آہستہ تھی۔۔ جبکہ ایوب اونچی آواز میں بول رہا تھا۔

"تم آفس کس مقصد کے لیے جاتے تھے؟"

"تمہاری جی حضوری کے لیے تو بالکل نہیں جاتا تھا۔"

"میں تمہیں موقع دے رہا ہوں۔ تم جانتے ہو میں اس وقت یہاں کیوں کھڑا ہوں۔ خود ہی سب کچھ بتا دو۔ ورنہ مجھے دوسرا طریقہ استعمال کرنا پڑے گا۔"

"او جا بھائی میرا وقت نہ برباد کر۔۔ سانگو کہیں کے۔۔"

"مس شمسہ کو کیا دھمکی لگائی تھی۔۔"

"ایک تو یہ دو نمبر عورتیں پہلے ادائیں دکھا کر مردوں کے دل لبھاتی ہیں۔ جب مرد توجہ دیتا ہے۔ جا کر دو ٹوک بات کرتا ہے۔ پھر ان کی غیرت عزت سب کچھ جاگ جاتا ہے۔"

"تم نے اس کو ساتھ سونے کے لیے کہا ہے؟"

"یار وہ سارے سگنل دے رہی تھی۔۔ میں نے صرف اتنا کہہ دیا۔ اگر وہ آج رات کام سے جلدی فارغ ہو گئی تو ہم لوگ کہیں مل لیں گے۔ اتنی سی بات کا اُس نے اتنا بتنگڑ بنا دیا ہے۔"

"تمہیں ابھی اُس آفس میں جاتے ہوئے جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے اور آفس کی تین لڑکیوں نے تمہیں سگنل دے بھی دیئے ہیں۔ اور میں جو وہاں سالوں سے کام کر رہا ہوں۔۔ مجھے تو آج تک کسی عورت نے ایسا کوئی سگنل نہ دیا۔۔"

سارہ اور آئمہ سانس روکے کھلے دروازے سے آنے والی آوازیں سُن رہی تھیں۔

نادیہ بیگم بھی راستے میں تھیں۔۔

ڈینیل کی بات کے جواب میں ایوب کمینگی سے ہنستے ہوئے بولا۔۔

"او یار۔۔۔اپنے آپ کو دیکھ۔۔اور پھر مجھے دیکھ۔۔ تجھے تو تیری اپنی بیوی بھی سگنل نہیں دیتی، دوسری عورتیں کیا دیں گی۔۔"

وہ ہنستے ہوئے مزید بولا۔۔

"وہ بچاری تمہارے ساتھ صرف اس لیے ہے کہ ابھی تک میں نے اس کو سیریس ہو کر توجہ نہیں دی۔۔ ورنہ دو تین میٹھے بول۔۔۔"

ایوب کے الفاظ کٹ گئے۔۔اور کمرے سے زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔۔

اس کے بعد ایسا لگا جیسے اندر کمرے میں ہر چیز اُٹھا کر فرش پر پٹخی جا رہی تھی۔۔

سارہ کے ہاتھ بُری طرح سے کانپ رہے تھے۔آئمہ نے بھاگ کر کمرے کا دروازہ کھولا۔۔اور اگلے پل چیختی ہوئی باہر کو بھاگی۔۔

"ممی ممی۔۔۔ڈینی بھائی ایوب کو مار رہے ہیں۔۔"

"ہائے میں مر جاؤں، کیوں مار رہا ہے میرے بچے کو۔۔اس معصوم نے کیا کر دیا ہے۔۔ابھی کچھ دن پہلے بہن کے ساتھ منہ ماری کی ہے، آج چھوٹے بھائی کو مارنے لگ گیا۔۔ہو کیا رہا ہے۔۔؟"

سارہ کا سارا وجود کانپ رہا تھا۔۔مرے قدموں سے ممی کے پیچھے پیچھے کمرے کے دروازے تک آئی۔اندر کے منظر کو دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔

ایوب فرش پر گرا ہوا تھا۔۔اور ڈین اپنے بھاری جوتے سے بار بار اُس کے پیٹ میں کاری ضرب لگا رہا تھا۔۔

پھر نیچے جھکا اور ایک ساتھ دو تین مکے ایوب کے منہ پر مارے۔۔ایوب کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔۔وہ نیم بیہوش نظر آ رہا تھا۔۔

نادیہ بیگم نے سینہ پیٹنا شروع کر دیا۔۔

"ہائے اللہ کوئی تو روک لے اس کو، دیکھو میرے بیٹے کو مار دیا ہے۔۔"

پھر سارہ کی جانب مڑیں۔۔

"یہاں کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہو۔۔خصم کو باہر کھینچو۔۔اس کے اندر کوئی جن تو نہیں آ گیا۔۔کیسے بے دردی سے اس کو مار رہا ہے۔"

سارہ اور آئمہ نے آگے بڑھ کر ڈین کو بازو سے پکڑ کے پیچھے کو کھینچنا چاہا۔۔مگر کامیاب نہ ہوئیں۔۔ اُس کے سر پر جیسے خون سوار تھا۔۔

ان دونوں کو بڑے آرام سے ایک طرف دھکیل کر ایوب کو گریبان سے پکڑ کر کھڑا کرتے ہوئے بولا۔۔

"میری چھت کے نیچے اتنا غلیظ انسان رہتا آ رہا ہے۔اور مجھے خبر ہی نہیں ہے۔۔میں تجھے چھوٹا بھائی سمجھ کر تیرے لاڈ اٹھا رہا ہوں۔۔جس زبان سے تم نے میری عورت کا نام لیا ہے سالے میں تیری زبان گدی سے کھینچ لوں۔آج تیرے اندر کے شیطان کو کسی طرف لگا کر چھوڑوں گا۔اتنا ہی تو خوبصورت ہے کہ آتی جاتی لڑکیاں تیرے ساتھ جنسی تعلق بنانے کو تیار بیٹھی ہیں۔۔کتے سے بدتر ہو۔۔سنا تم نے، کُتے سے بدتر۔۔۔تو نے کیا سمجھا تھا مجھ تک تیرے کرتوت نہیں پہنچیں گے۔۔"

سارہ اس کے اور ایوب کے درمیان آئی۔۔ڈین کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں بھر کر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔

"ڈینیل مراد۔۔کیا ہو گیا ہے؟ آپ کو تو کبھی غصہ نہیں آتا ہے۔"

اُس نے ایوب کو فوکس رکھ کر گھما کر مکا مارا۔۔مگر جب وہ مکا ایوب کی بجائے سارہ کے جبڑے پر لگا۔۔ساتھ ہی سارہ کے منہ سے دلخراش چیخ برامد ہوئی۔۔

سارہ نے ایوب کو پیچھے کی جانب دھکا دے کر ڈین کی پہنچ سے دور کیا تھا۔اس چکر میں مکا کھا بیٹھی۔۔

آئمہ اپنی سی ہمت سے ڈینیل کو کھینچ رہی تھی۔

نادیہ بیگم ایوب کی نیم حالت دیکھ کر مسلسل سینہ پیٹ رہی تھیں۔۔

سارہ کے لہرا کر فرش پر گرتے ہی جیسے ایک دم سے ہر چیز ٹھہر گئی۔۔

اگلے پل ڈینیل کے منہ سے گالی برامد ہوئی۔۔

سارہ اپنا گھومتا ہوا سر لیکر بیٹھی، اُس کو ایسا لگ رہا تھا جیسے آدھا چہرہ جسم سے جدا ہو گیا ہو۔۔

زندگی میں پہلی دفعہ وہ سارہ پر چلایا۔

"تم کیوں سامنے آئی تھی۔۔؟"

اس کو بانہوں میں اُٹھا کر سیٹنگ روم کے صوفے پر بٹھانے کے بعد کچن سے جا کر فریزر سے مٹروں کے دانوں کا بیگ لا کر سارہ کے چہرے پہ لگایا۔۔

"اس کو یہاں سے پکڑ کر بیٹھو۔۔"

"اب بس کر دیں ڈین۔۔اس کو اور مت ماریں۔"

"اپنی بیوی کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ جو ہٹی کٹی ہے۔اور یہاں میرا بیٹا خون میں لت پت پڑا ہوا ہے۔۔ آئمہ جاؤ جا کر ایمبولینس کو فون کرو۔۔"

آئمہ بری طرح سے رو رہی تھی۔۔اس گھر کے افراد اس طرح کے مناظر کے کہاں عادی تھے۔

آئمہ نے فون اُٹھا کر ابھی کان سے لگایا ہی تھا۔ جب پیچھے سے آ کر اس نے بہن کے ہاتھ سے فون لے کر واپس سٹینڈ پر رکھ دیا۔

"اس کا علاج ایمبولینس کے پاس نہیں ہے۔ میں اس کو ٹھیک کر لوں گا۔۔آپ ممی کو ان کے کمرے میں لے جاؤ۔۔"

" آج تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم میرے بیٹے نہیں ہو۔۔میرے ہوتے تو اس طرح اپنے چھوٹے کا چہرہ نہ بگاڑتے۔۔"

نادیہ نڈھال سی ہو کر ایوب کے بیڈ پر بیٹھ گئیں۔۔

ایوب فرش پر لیٹا رو رہا تھا۔۔

ڈین کمرے میں آیا۔اپنی جیکٹ اُتار کر ایک طرف پھینکی۔۔

کف فولڈ کیے اور بھائی کے نہ نہ کرنے کے باوجود اس کو بازو سے پکڑ کر اُٹھانے کے بعد واش روم میں لے گیا۔۔اور شاور کے اندر کھڑا کر کے ٹھنڈے پانی کی دھار کھول دی۔۔

اپنے ہاتھوں سے اس کے بٹن کھول کر شرٹ اُتاری۔۔

تولیہ پکڑ کر ٹھنڈے پانی میں بھگونے کے بعد ایوب کی سوجن زدہ آنکھ پر رکھا۔۔اور بار بار یہ عمل دہراتا گیا۔۔یہاں تک کہ سوجن میں کمی نظر آنے لگی۔۔اسی طرح اس کے ہونٹ کو پریس کرتا

رہا۔۔

ایوب بیچ بیچ میں احتجاج کے طور پر اس کے ہاتھ ہٹاتا مگر کامیاب نہیں ہو پا رہا تھا۔

آخر میں اس نے پانی بند کر کے تولیے سے اس کے اوپری سارے جسم کو خشک کیا۔ بال رگڑے۔۔ اور تولیہ اس کو دے کر کمرے میں آیا۔۔ جہاں گھر کی تینوں خواتین موجود تھیں۔۔ نادیہ روتے ہوئے۔۔ آئمہ بے یقینی میں۔۔ اور سارہ نم۔۔

وہ ان تینوں کو اِگنور کرتے ہوئے الماری میں سے کپڑے نکال کر واپس واش روم تک گیا اور ہینگر کو سٹینڈ پر رکھ کر اپنے پیچھے دروازہ بند کرنے کے بعد ان تینوں کو وہیں چھوڑ کر باہر نکال گیا۔۔

جا کر دودھ گرم کیا۔۔ دو گلاس میں دودھ نکال کر بیچ میں ہلدی اور چینی ڈال کر مکس کرنے کے بعد ٹرے میں رکھا، ساتھ کبرڈ سے پیراسیٹامولز کا پتہ ٹرے میں رکھا۔۔

واپس آیا۔۔ سارہ غائب تھی۔۔ ایوب اس کے نکال کے دیئے ٹریک سوٹ میں ملبوس ہو کر بیڈ پر لیٹا ہوا ملا۔۔

" اُٹھ کر یہ پیو۔۔ ساتھ میں درد کی گولی لو۔۔"

" مجھے نہیں پینا ہے۔۔"

اُس نے مزید اصرار نہیں کیا۔۔ بلکہ آگے بڑھ کر اس کو اُٹھا کر گلاس اُس کے منہ سے لگایا۔۔ اور تب تک پیچھے نہیں ہٹایا جب تک ایوب نے گلاس آدھا خالی نہیں کر دیا۔ پھر دو گولیاں پتے سے نکال کر ایوب کو منہ کھولنے کا اشارہ کیا۔۔ گولیاں منہ میں رکھنے کے بعد باقی کا دودھ ختم کروانے کے بعد گلاس کو ٹرے میں رکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

ماں کا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے مخاطب ہوا۔۔

" چلیں باہر چلتے ہیں۔ وہاں آپ مجھے مار کر اپنا غصہ کم کر لیں۔۔"

نادیہ اُٹھ گئی۔۔ مگر چہرے پر دانیال کو دیکھ کر غصے کی لکیر نمودار ہو گئی تھی۔۔

کمرے کی لائٹ بند کرنے سے پہلے ڈینیل آخری دفعہ ایوب کی طرف مُڑا۔

" تمہارے پاس آج کی رات ہے۔۔ آرام کر لو۔۔ کیونکہ کل صبح تمہیں یہ گھر چھوڑنا ہو گا۔۔ تمہاری ساری اکڑ اس دولت اور سٹیٹس کے بل بوتے پر ہے۔۔ کل سے تمہاری ساری آسائشیں بند۔۔ اپنا

موبائل، گھڑیاں۔۔ گاڑی۔۔ وغیرہ یہیں چھوڑ جانا۔۔ کپڑے جتنے چاہو لے جاؤ۔۔کل بارہ بجے کے بعد اگر تم مجھے اس گلی میں بھی نظر آ گئے نا۔۔ میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔۔تمہارے خلاف میرے پاس بہت مضبوط کیس ہے۔گواہوں کے ہمراہ۔۔سوئٹ ڈریمز۔۔"

ایوب کے کمرے کی بتی بند کرنے کے بعد دروازہ بھی بند کر دیا۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں کو ماں کے کمرے میں اکٹھا کر کے ماں کو سمجھا رہا تھا۔۔

"اس نے آفس کی تین لڑکیوں کو جنسی طور پر ہراساں کیا ہے۔۔ان کو پیسے لے کر اپنے ساتھ وقت گزارنے کی پیشکش کرتا رہا ہے۔۔یہ تو میرے سٹاف کا میرے پر اعتماد ہے جو وہ اس کی شکایت لیکر سیدھا میرے پاس آئی ہیں۔اگر پولیس میں رپورٹ ہوتی نا۔۔تو یہ سیدھا حوالات کی ہوا کھاتا۔ میں جانتا ہوں ممی آپ کو اس وقت مجھ پر بہت غصہ ہے۔۔مگر میں نے جو کیا ہے۔۔یہ اس تکلیف سے کم ہے۔۔جو اس کو مل سکتی ہے۔اگر آپ اس کی خیر خواہ ہیں۔تو اس کو کچھ عرصے کے لیے در بدر کی ٹھوکریں کھانے دیں۔۔"

وہ ماں کی آنکھوں میں دیکھ کر نرمی سے سمجھا رہا تھا۔۔آخر میں نظر جھکا کر بولا۔۔

"اس نے میری بیوی کے لیے جس قسم کی زبان استعمال کی ہے۔میرے جیتے یہ اور میں ایک چھت کے نیچے نہیں رہ سکتے ہیں۔۔ایک دفعہ اپنی سزا کاٹ لینے کے بعد اگر یہ ان لڑکیوں سے معافی مانگ لیتا ہے۔تو اس گھر میں واپس آ سکتا ہے۔مگر اس کی واپسی کی صورت میں۔۔میں یہ گھر چھوڑ جاؤں گا۔پہلے تو میرا ارادہ تھا اوپر الگ پورشن بنوانے کا۔۔مگر اب ایسا ممکن نہیں رہا ہے۔۔میں سارہ کو الگ گھر لے دوں گا۔"

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو۔کیا بکواس کیے جا رہے ہو۔ایوب نے اس کلموہی کو کون سا توپ کا گولا مار دیا ہے۔ بیوی کی وجہ سے بھائی کے دشمن بن گئے ہو۔

یہاں سے چلے جاؤ دانیال، آج تم نے میرا دل توڑ دیا ہے۔تم باپ کی جگہ ہو۔تم کیسے اپنے بھائی کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتے ہو۔"

"باپ کی جگہ ہی تھا۔اس لیے آج تک اس کی ہر نا مناسب حرکت کو نظر انداز کرتا آیا ہوں۔تا کہ آپ کی دل آزاری نہ ہو۔۔آپ کو دکھ نہ پہنچے۔۔پھر آپ بھی اس کی ہر بری بات پر مجھے یہی کہہ کر چپ

کرواتی رہی ہیں کہ ابھی بچہ ہے۔۔ بڑا ہو کر بدل جائے گا۔اب وہ بچہ نہیں شیطان بن گیا ہے۔جس کو نہ تو رشتوں کا تقدس ہے۔۔نہ کوئی شرم یا غیرت بچی ہے۔میری طرف سے یہ فارغ ہے۔"

وہ گہری سانس بھرتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

"ممی یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔اور میں پیچھے ہٹنے والا نہیں ہوں۔"

وہ کمرے سے چلا گیا۔۔

آئمہ بولی۔۔

"ایوب نے اچھا نہیں کیا ہے۔۔ بھابھی تو ماں جیسی ہوتی ہے۔سارہ بھابھی نے اس کے ساتھ کیا بُرا کیا تھا۔جو ایسے نامناسب الفاظ بولا۔۔یہ تو ڈین بھائی کا ظرف ہے۔۔جو اس کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔ ورنہ۔۔۔"

"تم چپ کر کے بیٹھی رہو۔آئی بڑی سیانی۔۔جاؤ جا کر اپنا کام کرو۔۔ماریہ آجاتی تو ماں کا ساتھ بھی دیتی۔۔اس کو بھی اس لڑکے نے ناراض کر دیا ہوا ہے۔کتنی دفعہ اس کو کال کر چکی ہوں۔مگر وہ آنے کو راضی نہیں ہوتی۔۔یا اللہ میں کہاں چلی جاؤں۔۔یہ دن بھی دیکھنے تھے۔"

سارہ پر نظر پڑی جو گال کے ساتھ مٹروں کا بیگ لگائے خاموش بیٹھی فرش کو دیکھ رہی تھی۔۔

نادیہ نے سارا غصہ اس پر نکال دیا۔۔

"بیگم صاحبہ جی، آج تو آپ بڑی خوش ہوں گی۔۔ پہلے نند کو گھر سے نکلوایا۔۔اب دیور چلا جائے گا۔۔آہستہ آہستہ ہم سب کو بے دخل کر دینا۔۔اپنے غریب ماں باپ کو یہاں لے آنا۔۔یہی تمہارا پلان ہے۔۔"

"بھابھی نے کیا کہا ہے۔۔کیوں ان کو الزام دے رہی ہیں۔ایوب بھائی کی باتیں میں نے اپنے کانوں سے سُنی ہیں۔۔اور جنسی طور پر کسی کو ہراساں کرنے کی سزا جانتی ہیں؟۔۔اچھا خاصہ جرمانہ پھر جیل الگ۔۔شکر کریں ڈین بھائی نے اپنے انداز میں معاملہ سنبھال لیا ہے۔"

"چلی جاؤ۔۔تم تو سدا سے کالو کی چمچی رہی ہو۔۔"

"چلیں بھابھی۔۔۔ممی آپ آرام کریں۔۔صبح تک بہتر محسوس کریں گی۔۔"

"نیند کس کافر کو آنی ہے۔۔ مجھے نیند کی گولی دو۔۔میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے۔۔"

سارہ نے آگے بڑھ کر جگ سے گلاس میں پانی انڈیلا۔۔۔ دراز سے گولی نکال کر ان کی جانب بڑھائی۔۔

منہ میں بڑبڑاتے ہوئے انہوں نے پانی اور گولی پکڑ لی۔۔۔

ان کے لیٹ جانے کے بعد سارہ باہر آ گئی۔۔ آئمہ نے بتی اور دروازہ بند کر دیا۔۔

"بھابھی آپ لیٹ جائیں۔۔"

"میرا سر چکرا رہا ہے۔۔ ایسا لگتا ہے۔ جیسے میری آنکھ اور بائیں طرف سے چہرہ وہاں رہا ہی نہیں ہے۔"

" آپ کو نیل پڑ گیا ہے۔ چلیں آپ میرے ساتھ۔۔ کمرے میں آرام کریں۔۔"

وہ سارہ کو کا ہاتھ پکڑ کر اس کے کمرے تک لائی۔۔ سارہ سمجھ رہی تھی ڈین کمرے میں ہے۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔۔

"لیٹ جائیں۔۔"

"ڈین کہاں گئے ہیں؟"

" گھر پہ ہی ہیں۔۔ کیونکہ گاڑی کی آواز تو آئی نہیں ہے۔ آپ پلیز لیٹ جائیں۔۔ میں بھائی کو دیکھتی ہوں۔"

" نہیں رکو میں بھی تمہارے ساتھ جاتی ہوں۔۔"

"بس بس۔۔ کبھی اپنا بھی سوچ لیا کریں۔ ہر وقت دیوانوں کی طرح ان کے گرد ہی گھومتی رہتی ہیں۔ خبردار جو آپ کمرے سے باہر آئیں۔۔ بلکہ رکیں آپ کو بھی درد کی گولی دیتی ہوں۔۔"

آئمہ جا کر اس کے لیے دوا لائی۔۔

درد کے ساتھ ساتھ اس نے سارہ کو بھی نیند کی گولی دے دی۔۔ کیونکہ جانتی تھی۔۔ وہ زیادہ دیر ٹک کر نہیں پڑے گی۔۔

سارہ نے خود کو کمبل میں چھپا لیا۔۔ شام کس قدر افسردگی سے بھر گئی تھی۔۔ کیسے اچانک سے چیزیں اتنی بدل گئیں۔۔

جو روپ اس نے ڈین کا دیکھا تھا۔۔ ابھی تک اس کی تصویر تصور میں ویسے ہی زندہ تھی۔۔ وہ کس قدر

نڈر ہو کر مار رہا تھا۔۔نرم تاثرات والے چہرے پر اس قدر سختی تھی۔جیسے یہ کوئی بالکل ہی الگ انسان تھا۔اسی کو سوچتے سوچتے وہ نیند کی وادی میں اُتر گئی۔۔

☆.....☆.....☆

ابھی صرف نو بجے تھے۔مگر گھر پہ مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔آئمہ نے گراؤنڈ فلور پر ہر طرف دیکھ لیا۔مگر ڈین کہیں نظر نہیں آیا۔۔

ایک ایک کمرے کی بتی جلا کر دیکھ رہی تھی۔۔پہلی منزل پر بھی نہ نظر آیا۔۔اب اس کو پریشانی گھیر رہی تھی۔۔آخر کہاں گیا۔۔

پلٹ رہی تھی۔جب بالکونی پہ اندھیرے میں سُرخ شعلہ دکھا۔۔

شکر کا سانس بھرتی آگے بڑھی۔۔

" آپ جان گئے تھے۔آپ کو ڈھونڈ رہی ہوں۔تو بتایا کیوں نہیں کہ ادھر موجود ہیں۔"

وہ دھیرے سے بولا۔۔

" کیونکہ اس وقت میں گم ہی رہنا چاہتا ہوں۔"

آئمہ نے اپنی کرسی بھائی کے عین ساتھ لگائی۔۔پیروں کو اوپر سمیٹ کر بیٹھنے کے بعد دونوں بانہیں ڈین کے گلے میں ڈالیں اور اس کے گال پر پیار کرنے کے بعد اپنا سر اس کے کندھے پہ رکھ لیا۔۔

ڈین نے سوچا۔۔

یہ لڑکی ہمیشہ مجھے احساس دلواتی ہے کہ میں بھی انسان ہی ہوں۔۔میں بھی ٹوٹ سکتا ہوں۔بکھر سکتا ہوں۔۔اور اس کو وہ دن بھی یاد تھے۔جب نادیہ نے گھر میں ڈین کے برتن الگ رکھے ہوتے تھے۔۔کیونکہ وہ ان کے باقی خاندان کی طرح گورا چٹا نہیں تھا۔ایک تو رنگ گہرا تھا۔۔دوسرا وہ ایک افریقن ماں کا بیٹا تھا۔

مراد خان کا نکاح خاندان کی خوبصورت ترین لڑکی نادیہ سے ہوا تھا۔۔نکاح کے بعد وہ امریکہ گئے۔۔وہاں ان کو سرینا ملی۔۔دونوں ایک کمپنی میں جاب کرتے تھے۔۔علیک سلیک بڑھ گئی۔جوان خون تھا۔۔پتا نہیں واقعی محبت تھی۔یا پھر گرین کارڈ لینے کے لیے بنائے گئے تعلق کو محبت کا نام دیا گیا۔۔دونوں نے شادی کر لی۔۔گھر والوں کو شادی کا بتایا ہی نہیں۔۔کیونکہ سائیڈ افیر گھر والوں

سے چھپا کر ہی چلائے جاتے ہیں۔شادی کے سال بعد ان کے یہاں بیٹا ہو گیا۔۔جس کا نام ڈینیل مراد رکھا گیا۔۔ڈینیل صرف چار سال کا تھا۔۔جب سرینا روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئی۔۔پہلے امریکہ میں ویزا لگوانے کے لیے بیٹھا مراد خان سب کچھ بیچ میں چھوڑ کر بیٹے کو ساتھ لے کر پاکستان آ گیا۔۔

سارے خاندان میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی۔۔

سسرالیوں نے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔

مگر مراد نے نادیہ سے ملاقات کر کے اس کو شیشے میں اتارا۔انہوں نے کہا یہ شادی میں نے گرین کارڈ لینے کے لیے کی تھی۔۔تاکہ پکا ویزا لگ جائے تو ایک دن تمہیں بھی امریکہ لے جاؤں۔۔بار بار یقین دلوایا۔۔سرینا سے محبت نہیں تھی۔۔محبت صرف تم ہو۔۔وہ ڈٹ گئی کہ سوچنا بھی مت کہ میں تمہارے اس کالے کلوٹے بیٹے کو ماں تو کیا ہمدرد بن کر بھی پالوں گی۔۔رخصتی سے پہلے مراد کو الگ مکان لینا پڑا۔۔ڈینیل دادا دادی کے پاس چھوڑا گیا۔۔

باری باری دادا دادی چلے گئے۔۔مراد ڈینیل کو گھر لے آیا۔۔

سٹور روم میں جگہ ملی۔۔

تصور کرو نا۔۔وہ سات آٹھ سال کا بچہ۔۔تین سال کا تھا تو ماں چھن گئی۔۔کچھ ماہ بعد باپ اس کو اجنبیوں کے درمیان چھوڑ کر خود الگ ہو گیا۔دادا دادی اجنبی ہی تو تھے۔۔اور جب تک وہ ان سے واقف ہوا۔آپس میں کوئی تعلق بنا۔۔وہ دونوں بھی چھن گئے۔۔اس کو باپ ایک نئے گھر میں لے آیا۔۔یہاں پر ایک اتنی خوبصورت عورت ملی۔۔جس کو وہ کتنی دیر تک پلک جھپکائے بغیر دیکھے جاتا۔۔بھاگ بھاگ کر اس کا کہا مانتا کہ وہ اس کو دیکھ کر اسی طرح مسکرائے گی۔۔جس طرح وہ ڈینیل سے چھوٹے بہن بھائیوں کو دیکھ کر مسکراتی تھی۔۔ابا نے بتایا تھا۔۔یہ چھوٹی لڑکی ماریہ اور غالب۔۔تمہارے بہن بھائی ہیں۔تو وہ دن رات اپنے دماغ میں حساب لگاتا۔۔اگر یہ بہن بھائی ہیں۔تو ان کی ماں میری بھی تو ماں ہوئی۔۔

اسی طرح ایک دن اُس نے دیکھا دیکھی۔۔کہہ دیا۔۔

"ممی بھوک لگی ہے۔"

وہ خوبصورت عورت اس کے باپ پر چلانے لگی۔۔موقع ملتے ہی اس کے نرم گال پر چماٹ مار دیتی۔۔کہتی میرے سامنے نہ آیا کرو۔۔میرا دل خراب ہوتا ہے۔۔

آئے دن گھر کی چیخ چیخ سے تنگ آ کر باپ نے اس کو ہاسٹل میں داخل کروا دیا۔۔

بچے چھٹیوں میں گھر جاتے۔۔اس کو اجازت نہ ملتی۔۔اکیلا اتنے بڑے ہاسٹل میں گھومتا رہتا۔۔

آہستہ آہستہ دوست بنتے گئے۔۔دس سال کا گھر سے نکلا تھا۔چودہ سال کی عمر میں واپس آیا۔

گھر میں دو لوگوں کا اضافہ ہو چکا تھا۔اس کو وہ روئی کے گالوں والی گڑیا بڑی پسند آئی۔۔باپ نے یہ کہہ کر اس کی گود میں ڈالی۔۔

"یہ تمہاری چھوٹی بہن ہے۔۔آئمہ۔۔"

وہ باپ کے پاس گھنٹہ گھنٹہ بہن کو گود میں لے کر بیٹھا رہتا۔مگر اس ماریہ کو ڈینیل سے خاص خار تھی۔۔کیونکہ ماں نے اپنے اندر کا زہر قطرہ قطرہ کر کے اس بچی کے اندر منتقل کرنا شروع کر دیا تھا۔

سب بچوں کے کپڑے نادیہ خود دھو کر استری کرتی۔۔ڈینیل کے کام ملازمہ کرتی۔وہ اُسے اپنے ہاتھ سے کھانا نکال کر دینے کی بھی روادار نہ تھی۔۔کچن کے ایک خانے میں اس کے برتن الگ رکھے جاتے۔۔جیسے ناپاک ہوں۔۔وہ جتنا اس کو دور کرتی۔۔وہ اتنا اس کی خوشنودی کا طلب گار رہتا۔۔

اگر کبھی وہ اس کو مخاطب کر لیتی۔۔ڈینیل ہواؤں میں اُڑتا تھا۔اپنے بہن بھائیوں کی مدد کرتا تاکہ ان کی ماں اس سے خوش ہو۔۔

ماریہ نے اس کے ایک سو ایک نام رکھے ہوتے تھے۔۔

کبھی کہتی۔۔"ممی کمرے میں اتنا اندھیرا کیوں ہے۔۔؟"

"جب ہنستا ہے تو دانت کیسے چمک کر سامنے آتے ہیں۔۔جیسے ہمارا خون پینے جا رہا ہو۔۔"

مراد نے اسے کئی زمہ داریاں دیں۔۔تاکہ کسی طرح وہ اس فیملی کا حصہ بن جائے۔۔

وقت بے وقت کھانا کھانے والے کو اللہ نے قد کاٹھ بھی ایسا دیا کہ پندرہ سال کی عمر میں وہ باپ سے لمبا ہو گیا تھا۔اپنی جسامت کی وجہ سے اپنی عمر سے بڑا معلوم ہوتا۔۔

بہن کو سکول چھوڑنے جانا۔۔نادیہ کے ساتھ بازار جانا۔۔اس نے ڈینیل کو ڈرائیونگ سکھا دی۔۔

تب نادیہ کو مجبوری کے تحت اسی کے ساتھ جانا پڑتا۔۔ڈاکٹر کے پاس۔۔شادیوں پہ۔۔فنکشنوں

پر۔۔مراد کو بہانہ مل گیا۔۔آرام سے کہہ دیتے میں مصروف ہوں۔۔اور نادیہ ناچار ڈینیل کی مدد لیتی۔وہ کبھی بھول کر بھی ماں کو کسی کام کے لیے نہ نہیں کرتا تھا۔

یوں وہ گھر میں اپنی جگہ بناتا گیا۔۔اصل دھچکا مراد کی اچانک وفات کے بعد لگا۔۔

دل کا ایسا دورہ پڑا کہ وہ اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔۔

اُن دنوں میں نادیہ کو ڈینیل کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔

خاندان والے کہتے چلو شکر ہے بیٹا بڑا ہے۔گھر میں مرد ہو تو عورت کو تسلی رہتی ہے۔نادیہ کو مراد کے بعد گھر میں کمی تو بہت محسوس ہوئی مگر غیر محفوظ ہونے کا احساس نہ ہوا۔۔کیونکہ ڈینیل تھا۔۔

پھر جوں جوں مشکل حالات سے گزرنے کے بعد اچھے وقت آتے گئے۔۔نادیہ کا رویہ ڈینیل کے ساتھ بدل گیا۔کیونکہ وہ کماتا تھا۔اور وہ بلا جھجک خرچ کرتی تھی۔۔اُس نے بڑی سے بڑی فرمائش بھی کی ڈینیل نے انکار نہیں کیا۔۔

اپنے ہاتھوں سے ماں کے لیے مہنگے مہنگے تحفے خرید کر لاتا۔۔اس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ماں نے اُس وقت تک مجھ پر التفات کی نگاہ ڈالنا پسند نہیں کیا۔۔جب تک میرے پاس پیسہ نہیں آیا۔ پیار محبت چاہیے تو دولت خرچ کرو۔۔ورنہ ڈینیل مراد اس قابل نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کوئی محبت کرے۔ان سب کے رویوں نے اس کے دل میں اپنی بیوی کے حوالے سے بھی شکوک ڈالے ہوئے تھے۔ڈینیل کو یقین تھا۔اگر وہ اتنا امیر نہ ہوتا۔۔تو سارہ کی اس سے شادی نہ ہوتی۔۔اس لیے وہ دن رات ایک کر کے اپنے مالی حالات کو بہتر سے بہتر بنانے میں ہی مصروف رہتا تھا۔اس نے اپنے اندر سے ہر قسم کے جذبات کو ختم کر دیا ہوا تھا۔شادی کے بعد شاید ہی کوئی ایسا شخص ملا ہو اس کے سسرالیوں کے علاوہ جس نے یہ احساس نہ دلوایا ہو کہ سارہ کے سامنے ڈینیل کس قدر بدصورت ہے۔اور یہ سب کیوں؟ کیونکہ اس کا رنگ ان سب سے گہرا تھا۔۔ہونٹ بڑے تھے۔ آنکھیں موٹی تھیں۔۔

جب بھی وہ سنتا کہ گورے لوگ بہت ریسسٹ ہیں۔تو اندر ہی اندر قہقہہ لگا کر ہنستا۔۔کیونکہ اس کا تجربہ یہ تھا کہ ایشین لوگوں سے زیادہ رنگ کی بنیاد پر لوگوں کو جج کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔

یہ مسلمان ہیں جن کے پیارے نبی پاک ﷺ نے فرمایا، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر۔۔

کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ اللہ کی نظر میں سب برابر ہیں۔ ہاں مگر جس کا تقویٰ زیادہ ہو۔۔

مگر یہاں تو کلمہ پڑھنے والے ایک انسان کی زندگی سے کھیل گئے۔۔ کیونکہ وہ کالا ہے۔۔ ابھی تو وہ ایک پاکستانی باپ میں سے ہونے کی وجہ سے اپنی ماں کے رنگ سے کم گہرا تھا۔ اُسے یہ سوچ کر ہی جھرجھری آجاتی کہ اگر اس کی ماں اس خاندان میں آتی تو یہ لوگ اس کے ساتھ کیسا سلوک کرتے۔۔

اپنی شرٹ پر آئمہ کے آنسوؤں کی نمی محسوس کر کے چونکا۔۔

سر جھکا کر نرمی سے پوچھا۔۔

"اوئے میرے بلے کو کیا ہوا ہے؟ کیا میں نے تمہیں بھی ڈرا دیا ہے؟"

آئمہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"بھائی ایوب نے ایسا کیوں کیا ہے۔۔ اس کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔"

وہ کیا جواب دیتا۔۔ اس کے تو سینے میں درد تھا۔۔ دل کر رہا تھا۔۔ کہیں غائب ہو جائے جہاں ایسے دل کے ٹکڑے کرنے والے الفاظ نہ سُننے کو ملیں۔۔

"سارہ کیسی ہے؟"

"ان کے گال پر نیل پڑ گیا ہے۔۔"

ڈینیل کے سینے سے سانس کھینچ کر نکلی۔۔

"اس کا سامنا کیسے کروں گا۔۔"

"وہ آپ کے لیے پریشان ہو رہی تھیں۔"

"ممی مجھ سے ناراض ہو گئی ہیں۔"

"آپ حق پر ہیں۔ ان کو ایوب سے ناراض ہونا چاہیے۔۔ زندگی میں پہلی دفعہ ممی کو بس آپ کا ساتھ دینا چاہیے۔۔"

"ایوب انکا اپنا بیٹا ہے۔۔"

"تو کیا ہوا جو آپ نے ان کی کوکھ سے جنم نہیں لیا ہے۔ آپ نے اس گھر کو سنبھالا ہے۔ ورنہ ابا کے بعد

نہ جانے ہمارا کیا بنتا۔۔"

"ایسے نہیں بولو۔۔"

"دیکھا آپ کو سن کر ہی تکلیف ہو رہی ہے۔ جتنا آپ نے ان سب کے لیے کیا ہے۔ان کو آپ کا احسان ماننا چاہیے۔۔مگر ایوب احسان فراموش نکلا ہے۔۔ مجھے اسے سے نفرت محسوس ہو رہی ہے۔۔وہ آپ کے ساتھ ایسا کیسے کرسکتا ہے؟"

"او ہیلو ینگ لیڈی۔۔آپ کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو رہی ہیں۔میرے خیال میں آپ کو جا کر آرام کرنا چاہیے۔۔کل کالج ہے۔"

" آپ نے ڈنر کیا تھا؟"

"ہاں۔۔"

"پکا؟"

"ایک دم۔۔"

"پھر آپ بھی آرام کریں۔۔"

" نہیں مجھے اتنی جلدی نیند کہاں آنی ہے۔کچھ فون کالز کرنی ہیں۔مگر ابھی تھوڑی دیر یہیں بیٹھنا چاہتا ہوں۔"

"چائے یا کافی کچھ لا دوں؟"

" نہیں۔۔شکریہ۔۔تم جاؤ۔۔"

" آپ جانتے ہیں نا مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔۔"

وہ اس کے انداز پر مسکرایا۔۔

"جی میری جان۔۔ایک تم ہی تو ہو ساری دنیا میں جس کے جذبات پر مجھے کبھی شک ہوا ہی نہیں ہے۔"

"ہونا بھی نہیں چاہیے۔۔اور میں اکیلی آپ سے محبت نہیں کرتی ہوں۔۔سارہ بھابھی آپ کو سب سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔"

(آئمہ اس کو پیار نہیں مجبوری کہتے ہیں۔)

" گڈ نائٹ بھائی۔۔"

" گڈ نائٹ گڑیا۔۔"

بہن کے جانے کے بعد وہ پلک جھپکائے بغیر دور اندھیرے میں دیکھتا رہا۔۔۔

چہرے پر افسردگی تھی۔۔سنجیدگی تھی۔۔اداسی تھی۔۔تنہائی تھی۔۔وہ درخت دیکھے ہیں۔۔جو بہت اونچے چلے جائیں۔۔اوپر جا کر تنہا ہو جاتے ہیں۔خاص کر اگر وہ ایسی جگہ پر اُگے ہوں جہاں اردگرد یا تو گھاس ہے۔یا چھوٹے موٹے پودے۔۔ان کے درمیان کھڑا درخت خود کو اکیلا ہی محسوس کرتا ہے۔۔

وہ پہلے ہی اپنی بیوی سے محبت جیسے جذبے کی امید نہیں کرتا تھا۔کیونکہ وہ اسی معاشرے کی پیداوار تھی۔۔جہاں رنگ کے پیچھے لوگوں کی پوری شخصیت مسخ کر دی جاتی ہے۔۔مگر ایوب ماریہ اوران جیسے دوسرے لوگ اس کے لیے اپنی شادی کو نارمل انداز میں چلانا مزید مشکل بنا دیتے تھے۔

آئمہ کے الفاظ کان میں گونجے تو اس کے چہرے پر اداس مسکراہٹ اُبھری۔۔۔

"سارہ کے گھر کے بل میں دیتا ہوں۔۔اس کے لیے محبت کرنا آسان ہے۔۔احسان اتارتی ہے۔۔اور دیکھنے والے اس کو محبت کا نام دے دیتے ہیں۔۔"

اپنی حالت پر ترس کھاتے ہوئے خود ہی ہنسا۔

"مسٹر ڈینیل مراد۔۔تمہاری زندگی تو سٹار پلس کے ڈراموں کو مات دیتی ہے۔۔"

پیر آگے کو پھیلا کر کرسی پہ مزید چوڑا ہو کر لیٹ گیا۔۔

بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اگلا سگریٹ سلگایا۔۔

گہری سی سانس اندر کھینچ کر زہر کو لمبے کش کے ساتھ سینے میں اتارا۔۔پھر دھوئیں کے مرغولوں کو اندھیرے میں پھیلتے دیکھنے لگا۔۔

جب آسمان پر ہلکی ہلکی روشنی پھیلنی شروع ہوئی۔۔جسم نے مزید سردی برداشت کرنے سے انکار کر دیا۔۔وہ اُس کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

ٹھنڈ سے ہڈیاں جیسے اکڑی ہوئی تھیں۔۔دھیمے دھیمے قدم اُٹھاتا۔۔وہ اپنے کمرے میں آیا۔۔

دروازہ بند تھا۔مگر لاک نہیں تھا۔۔

اُس نے ماتھے پہ تیوری لے کر بیڈ کی جانب دیکھا۔۔کمرے میں لیمپ کی ہلکی سی روشنی تھی۔۔

اس نے دروازہ اندر سے لاک کیا۔۔

اور بیڈ کے قریب آیا۔۔

سارہ کے بالوں نے اس کا چہرہ پوری طرح سے ڈھانپا ہوا تھا۔۔

وہ بیڈ کے پاس نیچے کارپٹ پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔اور سارہ کے چہرے کو سہلاتے ہوئے احتیاط کی کہیں اس کی گال نہ دکھا دے۔۔ساتھ اس کو آواز دی۔۔

"سارا۔۔۔سارو۔۔"

وہ اس کے ٹھنڈے ہاتھوں سے چہرے کو دور کر رہی تھی۔۔

مسلسل اُٹھانے سے وہ غنودگی میں بولی۔۔

"ہوں۔۔"

"آنکھیں کھول کر میری بات سنو۔۔"

"آپ کے ہاتھ بہت ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔۔"

"سوری۔۔"

"کیا ہوا ہے۔۔؟"

"پہلے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھو۔۔۔"

"ڈین۔۔؟"

"سارہ آنکھیں کھول کر میری بات سنو۔۔مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔"

وہ نیند سے بھری آواز میں حیرت سے بولی۔۔

"سب خیر تو ہے نا۔۔آپ اس طرح کیوں بیٹھے ہیں۔۔؟"

وہ سب یاد آتے ہی ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھی۔۔

"آپ فرش پر کیوں بیٹھے ہیں۔۔اوپر اٹھیں۔"

"سارہ تم آج کے بعد رات کے بارہ ایک بجے تک بالکونی پر بیٹھ کر میرا انتظار نہیں کرو گی۔۔"

"ہیں۔۔؟"

"جب میں گھر پر نہ ہوں۔۔ممی وغیرہ بھی سو جائیں تو تم اپنے کمرے کے دروازے کو لاک کر کے اندر رہو گی۔۔"

"آپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔۔کیا ایوب کی وجہ سے کہہ رہے ہیں؟"

"مجھ سے سوال وجواب مت کرو۔۔مجھ سے صرف وعدہ کرو کہ تم میری بات مانوں گی۔۔"

"مگر ڈین ہمارا گھر بہت محفوظ ہے۔یہاں کیا خطرہ ہونا ہے۔"

"تم میری ایک بات مان سکتی ہو؟ یہ گھر محفوظ نہیں ہے،تمہارے لیے محفوظ نہیں ہے۔۔اور جب تک تم میری غیر موجودگی میں اپنا خیال رکھنے کا وعدہ نہیں کرتی ہو۔مجھے سکون نہیں آئے گا۔"

سارہ نے غور سے اس کے چہرے کو پڑھا۔۔

وہ پریشان تھا۔۔بے چین تھا۔۔سارہ نے ہمیشہ اس کو بہت پر سکون اور پر اعتماد دیکھا تھا۔اس لیے یہ ڈین اجنبی محسوس ہوا۔۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔۔

"وعدہ کر رہی ہو؟"

"جی۔۔"

"کیا ایوب نے کبھی۔۔۔؟"

وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر سر جھکا گیا۔۔

سارہ کا منہ کھل گیا۔۔یہ کیا کیا سوچ کر خود کو ازیت دے رہا ہے۔۔

وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام کر سرگوشی میں بولا۔۔

"مجھے معاف کر دو۔۔میں اپنی زمہ داری ٹھیک سے پوری نہیں کر پایا ہوں۔۔مجھے ان پر اعتماد تھا۔۔وہ میرا بھائی ہے۔۔اور بھائی آپ کی عزت کے محافظ ہوتے ہیں۔مجھے کیا خبر تھی۔۔یہ مجھ سے اس قدر نفرت کرتا ہے۔۔۔"

سارہ سے مزید برداشت نہیں ہوا۔مضبوط الفاظ میں اعتماد سے بولی۔۔

"ڈین۔۔۔؟میری طرف دیکھیں۔۔"

اس نے ڈین کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اس کی نگاہوں میں دیکھتے ہوئے پورے یقین سے بولنا شروع

کیا۔۔

"میں نہیں جانتی ہوں۔ایوب نے آپ کے سامنے میرے بارے میں ایسے بات کیوں کی ہے۔۔ شاید وہ آپ کو تکلیف دینے کے لیے مجھے استعمال کر رہا ہے۔۔آپ کی پریشانی دیکھ کر اندازہ ہو رہا ہے۔۔وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہے۔ایوب نے میرے ساتھ کبھی کسی قسم کی کوئی بدتمیزی نہیں کی ہے۔حقیقت تو یہ ہے۔ہمارے درمیان بات چیت ہی ضرورت کے تحت ہوتی ہے۔اُس کو کچھ چاہیے ہو تو مجھ سے مخاطب ہوتا ہے۔ورنہ وہ اپنے کام سے کام رکھتا ہے۔"

شوہر کو تسلی دلوانے کے چکر میں یہ بات بالکل گول کر گئی کہ کبھی کبھار ایسا ہوا ہے۔جب اس نے ایوب کی بڑی گہری نظروں کو خود پر فوکس دیکھا ہے۔

" آج کے بعد تم اُس کا کوئی کام نہیں کرو گی۔۔وہ میرا بھائی نہیں ہے۔وہ ایک سانپ ہے۔"

وہ اس کے ہاتھ جھٹک کر اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

ڈین نے کمرے کی بتی جلائی۔۔

سارہ نے اس کی حالت کا جائزہ لیا۔۔

اس کے دائیں ابرو کے اوپر خون جما ہوا تھا۔سیدھے ہاتھ کی جلد پھٹی ہوئی تھی۔۔

مگر وہ ہر درد سے بے نیاز۔۔ لینڈ لائن اٹھا کر نمبر ملانے کے بعد فون کان سے لگا کر بیڈ کی دوسری جانب ٹک گیا۔۔

"ہیلو۔۔۔میں ڈینیل مراد بول رہا ہوں۔۔مجھے اپنے گھر کے لیے ایک عدد گارڈ کی فوری ضرورت ہے۔"

سارہ اس کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔۔

تین منٹ تک ساری تفصیلات دینے کے بعد اس نے فون رکھ دیا۔۔

مگر اپنی جگہ سے اُٹھا نہیں۔۔

" آپ نے کھانا نہیں کھایا نا۔۔؟"

کوئی جواب نہ آیا۔۔جیسے اُس نے سنا ہی نہیں ہو۔۔

سارہ نے کرسی پہ رکھا گاؤن پہنا اور چلتی ہوئی آ کر اس کے عین سامنے رک گئی۔۔

اس کے ہاتھ سے فون لے کر واپس رکھا۔۔

ایک ایک کر کے اس کی شرٹ کے بٹن کھولنے کے بعد اس کو بازو سیدھے کرنے کا اشارہ کیا۔۔ڈینیل نے اس کا اشارہ سمجھ کر بازو اٹھا دیا۔۔

اس کی خون کے دھبوں والی شرٹ اتارنے کے بعد وہ واش روم میں گئی۔۔تولیے کو ڈیٹول ملے گرم پانی میں بگھونے کے بعد واپس آئی۔۔

پہلے اس کی پیشانی پر جمے خون کو صاف کیا۔

پھر اسی طرح نرمی سے اس کا ہاتھ صاف کیا۔۔

اتنا اونچا لمبا انسان اپنے بھائی کے زبان سے نکلے زہر سے کس قدر متاثر ہوا تھا۔۔سارہ کی آنکھوں میں نمی آگئی۔۔

الماری میں سے سوٹ نکال کر اس کے پاس رکھا۔۔جس طرح شرٹ اُتارتے وقت وہ اس کے اشاروں پر عمل کرتا گیا تھا۔۔بالکل اسی طرح اس کے کہنے پر قمیض پہن لی۔۔

سارہ نے شلوار اس کی گود میں رکھی۔

"میں کھانے کو کچھ لے کر آتی ہوں۔۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔اور تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔"

"ڈین میں اپنا خیال رکھ سکتی ہوں۔۔آپ یہ ڈرے ہوئے باپ جیسا ردِعمل دکھانا بند کریں۔۔جو اپنی اولاد کی حفاظت کے چکر میں کچھ زیادہ ہی پریشان ہوتا ہے۔۔"

پہلی دفعہ ڈین نے سر اُٹھا کر اس کو گھوری سے نوازا۔۔

"اپنی اسی عادت کی وجہ سے تم نے اپنے چہرے پہ مکا کھا لیا ہے۔۔تم باز کیوں نہیں آتی ہو؟۔"

"کس عادت کی وجہ سے؟ مجھے تو صرف اتنا پتا ہے۔میں لڑائی ختم کروانا چاہ رہی تھی۔۔"

"تمہیں مداخلت نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔ابھی تو بچت ہوگئی ہے۔اگر جبڑا وغیرہ ٹوٹ جاتا تو پھر۔۔؟"

"مانتی ہوں آپ بڑے فٹ اور صحت مند انسان ہیں۔مگر اب آپ محمد علی باکسر بھی نہیں ہیں۔۔جو ایک ہی مکے میں مجھے ناک آؤٹ کر دیتے۔۔"

"میں مانتا ہوں۔میں محمد علی نہیں ہوں۔۔اور نہ ہی تم مائیک ٹائسن ہو جو مکا کھا کر کھڑی رہتیں۔۔مگر میں ابھی تک شوقیہ طور پر ورزش میں باکسنگ کرتا ہوں۔۔"

"(شوخا انسان۔۔۔باڈی ایسے بنا کر رکھی ہوئی ہے جیسے نمائش میں پیش کرنی ہو۔۔خبردار جو تم نے میرے علاوہ کسی عورت کو یہ جسم دیکھنے کی بھی اجازت دی ہو۔۔چھونا تو بہت دور کی بات ہے۔۔ ورنہ میں مکے مار مار کر اُس کا تو حشر کروں گی۔۔دیکھنے والی کی آنکھیں نکال لوں گی۔۔تم سر سے پیر تک صرف میرے ہو۔۔سُن رہے ہو؟)"

سارہ ناخون چباتے ہوئے اس کو یک ٹک دیکھے جا رہی تھی۔۔۔

ڈین نے چونک کر اس کو دیکھا۔۔تھوڑی دیر دیکھتا رہا پھر مسکراتے ہوئے بولا۔۔

"جی سُن رہا ہوں۔۔اور کچھ؟"

سارہ نے خوفزدہ نظروں سے اُس کو دیکھا۔۔کیا سب کچھ اونچی آواز میں بول گئی۔؟ ڈینیل کی آنکھوں سے نکلنے والی گرمی اس کے شک کی تصدیق کر گئی۔۔

سارہ نے پھٹی آنکھوں کے ساتھ دونوں ہاتھ منہ کے اوپر رکھ لیے۔۔

کمرے میں ڈین کا قہقہہ گونجا۔۔

اگلے پل وہ اس کے لال پڑتے گالوں کی وجہ سے اس کو تنگ کرنے کی نیت سے بولا۔۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا۔کہ تم میرا اس قدر غور سے جائزہ لیتی ہو۔۔"

سارہ بت بنی کھڑی تھی۔۔

ایک پل کو منہ سے ہاتھ ہٹا کر بولی۔۔

"اس وقت موت کے فرشتے مجھے لے جائیں ان سے کوئی شکوہ نہیں کروں گی۔۔"

ڈینیل کے ہونٹ پھیل گئے۔

"چلو شکر ہے۔۔جس کو متاثر کرنے کے لیے اتنی محنت کرتا ہوں۔اس نے آج اپنی پسندیدگی کا اعتراف تو کیا ہے۔"

سارہ نے حیرت سے اُس کو دیکھا۔۔اُس کی شرارت سمجھے بغیر چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اس کے پاس آئی۔۔اور بڑی معصومیت سے پوچھا۔۔

" کیا آپ واقعی مجھے متاثر کرنے کے لیے اتنی ورزش کرتے ہیں؟"

ڈین نے بڑی مشکل سے اپنا قہقہہ دبایا۔۔سارہ کا ایک نیا روپ اس کے سامنے آیا تھا۔اور وہ اس گفتگو کو حد سے زیادہ پسند کرر ہا تھا۔۔اس لیے ڈرامہ کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔۔

" ظاہری بات ہے۔اور کس کے لیے کروں گا۔"

"ہائے میں تو سمجھتی تھی۔۔آپ کو فٹ رہنے کا شوق ہے۔۔"

بے خیالی میں ڈین کے بالوں کو سیٹ کرتے ہوئے بولی۔۔

"ایک بات بتاؤں۔۔؟"

"ہوں۔۔؟"

" آپ کو میرے لیے اتنی جان کھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔آپ اگر موٹے ہوتے۔۔سخت مسلز کی بجائے اگر آپ کا پیٹ بھی نکلا ہوتا۔۔تب بھی آپ مجھے ایسے ہی اچھے لگتے۔۔"

"اچھا۔۔۔"

"ہاں۔۔بلکہ ایک فائدہ ہونا تھا۔۔"

ڈین نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔

" کیسا فائدہ۔۔؟"

"فائدہ یہ ہوتا۔۔دوسری لڑکیاں آپ کو منہ میں پانی لے کر ایسے نہ دیکھتیں جیسے سامنے ڈین کی بجائے چاکلیٹ پڈنگ ہو۔۔"

"تو تمہیں مجھے دیکھ کر چاکلیٹ پڈنگ یاد آتی ہے؟"

"ہاں،اور خاص وہ والی جس میں اعلیٰ قسم کا چاکلیٹ استعمال ہوا ہو۔۔آپ ایک چمچ لو۔۔تو درمیان سے گرم چاکلیٹ نکلے۔۔۔اُف چلیں کچھ کھا کر آتے ہیں۔۔"

"بڑی آسانی سے تم نے میرا دماغ ہلکا پھلکا کر دیا ہے۔ مجھے علم نہیں تھا۔کہ تمہارے اندر یہ خوبی بھی ہے۔۔"

وہ اس کی انگلیوں کے گرد اپنی لمبی انگلیاں لپیٹتے ہوئے سارہ کو بڑے غور سے دیکھتے ہوئے دھیمے سے کہہ رہا تھا۔۔

"مجھے ایک ایسی جگہ کا پتا ہے۔ جہاں شہر کی سب سے اچھی چاکلیٹ پڈنگ ملتی ہے۔۔آج رات تیار رہنا۔۔میں تمہیں وہاں لے کر چلوں گا۔۔"

سارہ نے سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔پھر نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دبا کر مسکراہٹ کا گلا گھونٹتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"Mr Deen?"

"Yes."

"Is it a date?"

"Well, you'll see."

"Okay.."

مسکراتے ہوئے بولی۔۔

"ابھی کے لیے ایک مسئلہ ہے۔۔"

"وہ کیا۔۔؟"

"وہ یہ کہ میں نے ڈنر نہیں کیا تھا۔اور اب بھوک سے میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔۔اس لیے آپ بندی پر احسان کرتے ہوئے میرے ساتھ کچن میں چلیں۔"

"تم اپنے کھانے کی روٹین کب بدلو گی۔۔"

"جب آپ ڈنر گھر پر کرنا شروع کر دیں گے۔۔"

اتنا کہہ کر وہ دروازے کی جانب بڑھ گئی۔۔اور ڈین کا انتظار کیے بغیر کمرے میں سے چلی گئی۔۔

ڈین نے فوراً جوتے اُتارے، اپنا ٹراؤزر بدلا۔۔اور پیروں میں سلیپر اڑساتے ہوئے اس کے پیچھے آ گیا۔۔

ڈین کو دیکھتے ہی سارہ نے پوچھا۔

" کیا کھانا پسند کریں گے؟۔۔"

" کچھ ہلکا پھلکا دے دو۔"

" آملیٹ بنا دوں؟ یا کوفتوں کے ساتھ پراٹھا لیں گے؟"

"میں اتنا بھاری کھانا کھا کر نہیں سو سکتا ہوں۔اس لیے آملیٹ ہی بنا دو۔۔"

سارہ کو بہت کم موقع ملتا تھا ڈین کے لیے ناشتے میں اہتمام کرنے کا کیونکہ وہ ناشتہ ہلکا پھلکا کرتا تھا۔۔اس لیے آج شوق سے اس کے لیے مشرومز۔۔پالک۔۔سن ڈرائیڈ ٹماٹر وغیرہ ڈال کر آملیٹ بنایا۔۔ساتھ اس کو چائے کا کپ دیا۔

اپنے لیے البتہ اُس نے کوفتوں کے ساتھ پراٹھا اور اچار ہی لیا۔۔

کھانے کے بعد وہ برتن اُٹھا رہی تھی۔۔جب گیٹ پر بیل ہوئی۔۔

ڈینیل باہر چلا گیا۔۔

اس کے پیچھے دیکھتے ہوئے سارہ نے سوچا،"یہ بالکل بھی خیال نہیں کرتا ہے کہ یہ شہر کے امیر ترین لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔۔کیا ضرورت ہے خود سے یوں جا کر دروازہ کھولنے کی۔۔۔دوسری طرف کوئی چور ڈاکو بھی تو ہو سکتا ہے۔کوئی اس کو نقصان پہنچا دے تو پھر۔۔؟

اللہ پاک سدا اس کی حفاظت کرے۔۔اس کا بال بھی بیکا نہ ہو۔۔"

اُس نے آیت الکرسی پڑھی اور تصور میں ڈین کو لے کر اُس پر پھونک دی۔۔

ابھی صبح کے پونے پانچ ہوئے تھے۔۔

مگر آج خلاف معمول نادیہ بیگم بھی جلدی اُٹھ گئی تھیں۔۔

سارہ کو کچن میں کھڑے دیکھ کر پہلا تنز کا تیر پھینکا۔۔

"میرے بیٹے کی حالت بگاڑنے کے بعد یہاں شوہر کے ساتھ چونچلے ہو رہے ہیں۔۔۔لوگوں میں انسانیت ہی مر گئی ہے۔۔یاد رکھنا۔اگر میرا بیٹا اس گھر سے گیا۔میں تمہارا جینا حرام کر دوں گی۔۔"

"ممی میرا کیا قصور ہے۔۔؟"

"تمہارا کیا قصور ہے؟تمہاری وجہ سے اس نے بھائی پر ہاتھ اُٹھایا ہے۔۔"

"میں ڈین سے کہوں گی۔۔وہ ایوب کو معاف کر دیں۔"

"تم نے جو کرنا تھا۔۔کر لیا ہے۔اپنی منحوس شکل لے کر میرے سامنے مت آنا۔۔"

سارہ نے دکھی دل کے ساتھ نادیہ بیگم کی نفرت لُٹاتی نظروں میں دیکھا۔۔

وہ کمرے میں آگئی۔۔

وضو کر کے نکلی تھی۔جب ڈین نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بتایا۔۔

"ایوب چلا گیا ہے۔۔اور باہر گارڈ آ گیا ہے۔"

"ڈین ایوب کو معاف کر دیں۔۔ممی بہت ناراض ہیں۔۔"

ڈین نے ہاتھ اُٹھا کر اس کو وہیں چپ کروا دیا۔۔

"اس موضوع پر کوئی بات نہیں ہوگی۔تم نماز پڑھو۔۔ممی کو منانا میرا مسئلہ ہے۔"

اتنا کہہ کر وہ کمرے سے نکل گیا۔۔

☆.....☆.....☆

"میرا بیٹا گھر سے نکالا گیا ہے۔اور یہ عورت شوہر کے ساتھ مل کر صبح کے پانچ بجے باورچی خانے میں ٹھٹھے لگا رہی تھی۔۔اس کو اتنی اہمیت دینے والا اور کوئی نہیں ہے۔تم ہو۔۔"

وہ کسی مجرم کی طرح ماں کے پیر پکڑے بیٹھا ہوا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں نا آپ ایک دفعہ اپنا غصہ جانے دیں۔۔میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔۔"

"مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی ہے۔جاؤ جا کر بیوی کے ساتھ جشن مناؤ۔۔پہلے بہن کو ناراض کیا۔۔ اب چھوٹے بھائی کو گھر سے نکال دیا ہے۔کل کو میری چارپائی اُٹھا کر گلی۔۔"

اُس نے ماں کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر ان کو بات مکمل کرنے سے روک دیا۔

"میری زندگی میں ایسا دن آنے سے پہلے مجھے موت آ جائے۔۔ممی خدارا ایسا نہ کہیں۔۔آپ کے الفاظ مجھے تکلیف دیتے ہیں۔۔"

"تمہیں تکلیف کا کیا پتا۔۔میرے جگر کا ٹکڑا تین دن ہو گئے گھر سے نکلا ہوا ہے۔نہ جانے کہاں ہے۔۔کچھ کھایا بھی ہوگا یا نہیں۔۔نہ جانے کتنا دکھی ہوگا۔۔"

"ممی میں نے اس کو عقل سکھانے کے لیے یہ سزا دی ہے۔میں اس پر نظر رکھے ہوئے ہوں۔وہ اپنے دوست کی طرف ہے۔بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔صرف کچھ دن۔۔گنتی کے چند دن اور ایک دفعہ اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔۔میں خود جا کر اس کو گھر لے آؤں گا۔۔"

"تم نے تو قسم کھائی تھی۔۔یا اس گھر میں وہ رہے گا۔۔یا تمہاری اداؤں پڑی رہے گی۔۔تمہاری عقل ماری گئی دانیال۔۔اس کے حسن نے تمہاری عقل ماری ہوئی ہے۔۔میرے بیٹے تم نے عورت کے

فساد میں آکر اپنے بھائی کو بے گھر کر دیا۔۔ یہ نہیں سوچا۔۔ یہ ادائیں نہ دکھاتی تو وہ کیوں ایسا بولتا۔۔ لوگوں کے سامنے خاموش بن کر ان کی ہمدردیاں لینے کو مظلوم نظر آتی ہے۔ جیسے تمہارے ساتھ شادی ہونا اس پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ کیا ہوا جو تمہارا رنگ کالا ہے۔"

اس نے اپنے کالے بالوں والا سر ماں کی گود میں رکھا۔

"ایک دفعہ کھانا کھالیں۔ پلیز۔۔ جو کہیں گی میں وہی کروں گا۔۔"

"ماریہ اور غالب کو فون کرو۔۔ ان کو بولو گھر آئیں۔۔ ان کی ماں کو ان کی ضرورت ہے۔ اور اس لڑکی کو کہہ دو۔ کھانا دینے کے لیے بھی میرے سامنے نہ آئے۔۔"

"میں کہہ دیتا ہوں۔۔ مگر پلیز ماں آپ کی طبیعت مزید خراب ہو جانی ہے۔۔ کھانا کھالیں۔۔ دوا لینی ہے۔۔ ماں پلیز ہاتھ جوڑتا ہوں۔۔"

آئمہ کالج گئی ہوئی تھی۔۔ نوکرانی کام ختم کر کے کب کی جا چکی تھی۔۔

نادیہ بیگم کے کمرے کے باہر کھڑی سارہ پچھلے ایک گھنٹے سے ایک ہی پوزیشن میں کھڑی اندر سے آنے والی آوازیں سُن رہی تھی۔

اس کو کمرے میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔۔ مگر تین وقت تازہ لذیذ کھانا بنا کر وہی اندر بھیج رہی تھی۔۔

ڈین کی حالت دیکھ کر دل پر چھریاں چل رہی تھیں۔

وہ مسلسل گھر پر تھا۔۔ اپنے سارے اہم کام۔۔ میٹنگز وغیرہ سب کو چھوڑ کر ماں کی تیمارداری میں مگن تھا۔۔ ماں کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔۔ ماں کے کمرے میں ہی سو رہا تھا۔۔

اس کو دنیا بھول گئی تھی۔۔ نادیہ کی ڈینیل کے لیے اہمیت کیا ہے۔ ان چند دنوں میں کھل کر سامنے آئی تھی۔۔

پہلے بھی ماں کے معاملے میں کبھی کمپرومائز نہ کرنے والا اب ہر حد پار کر رہا تھا۔۔

اور اس دوران بیوی کہاں تھی؟

سارہ کو جیسے خاموشی لگ رہی تھی۔۔ وہ بس خاموشی سے صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے روزمرہ کے کام سرانجام دے رہی تھی۔۔

آئمہ بھی جب گھر ہوتی مسلسل ماں کو سمجھانے کی کوشش کرتی۔۔مگر وہاں کسی کے الفاظ اثر نہیں کر رہے تھے۔۔

اُس رات ممی کو کھانا اور دوا وغیرہ دینے کے بعد تب تک اُن کے پاس بیٹھا رہا جب تک وہ سو نہیں گئی۔ اس کے بعد اپنا آفس کا بیگ اور پچھلے تین دنوں میں آفس سے آنے والی فائلز وغیرہ لے کر ڈرائنگ روم کا رخ کیا۔۔آئمہ اپنے کمرے میں نیٹ فلکس دیکھ رہی تھی۔سارہ کا کہیں کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔۔کچن میں جا کر کافی کے دو کپ بنائے۔۔

ڈرائنگ روم کے میز پر لیپ ٹاپ کھلا ہوا تھا۔۔اور وہ آفس کے سٹاف کے ساتھ فون پر مخاطب تھا۔۔

سارہ کافی لے کر کمرے میں آئی۔۔

ڈین نے نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔۔

"میں نے سائن کر دیے ہیں۔۔صبح ڈرائیور کے ہاتھ فائل بھیج دوں گا۔۔اس پر جلد از جلد کام شروع کر دیں۔۔"

اُس نے چھوٹی سٹول پر ٹرے رکھا۔۔اور سٹول کو میز کے پاس کر دیا۔۔

صوفے سے ایک کشن اُٹھا کر فرش پر ایسی جگہ رکھا۔۔ جہاں میز کی دوسری جانب سے ڈین بالکل سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

خاموشی سے بیٹھی اس کو دیکھتی رہی۔۔اُس نے گرے رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔۔حسب عادت کف فولڈ کیے ہوئے تھے۔۔

آنکھوں میں نیند نہ پوری ہونے کی لالی تھی۔۔ماتھے پر فکر کی ایک لکیر تھی۔۔

ذہین آنکھیں سامنے کھلی فائل پر دوڑ رہی تھیں۔۔

جیسے ہی کال بند ہوئی۔۔سارہ نے گلا کھنکار کر توجہ حاصل کرتے ہوئے کہا۔۔

"میں تین دن سے اپنے شوہر سے ملی نہیں ہوں۔۔نہ بات ہوئی ہے۔۔میرے کسی ٹیکسٹ یا واٹس ایپ کا جواب تک نہیں مل رہا ہے۔۔کیا ابھی بات ہو سکتی ہے۔۔میں بہت پریشان ہوں۔۔تین دن پہلے انہوں نے مجھے ڈیٹ پر لے کر جانا تھا۔۔اب ڈیٹ تو دور کی بات ہے۔۔دو فقرے تک

نہیں میسر ہیں۔۔"

ڈین نے نظر اُٹھا کر سارہ کو تعجب سے دیکھا۔۔

اگلے پل اس کے الفاظ ثابت کر گئے کہ وہ سارہ سے کس قدر دور کھڑا تھا۔۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔کہ تم اس قدر خود غرض ہو سکتی ہو۔۔"

سارہ نے حیرانی سے پوچھا۔

"خود غرض۔۔؟ میں۔۔؟ کیسے؟"

"کیسے؟ کیا تم اتنی معصوم ہو؟ میری ماں کی حالت دیکھ رہی ہو نا؟ میں آفس نہیں جا پا رہا ہوں۔۔اور تمہیں ڈیٹ کی پڑی ہوئی ہے۔"

اس کے الفاظ سے زیادہ اس کے تاثرات نے سارہ کو تکلیف دی تھی۔

مگر بہادر بنی بیٹھی رہی کہ چلو اس کے پاس بیٹھ کر بات تو کر پا رہی ہے نا۔۔ورنہ تو وہ ماں کے کمرے میں بند تھا۔۔جہاں جانے کی سارہ کو اجازت نہیں تھی۔۔۔

"ڈین۔۔میں نے آپ سے کب کہا ہے کہ مجھے ڈیٹ پر جانا ہے۔میں تو بس یہ جتانا چاہ رہی ہوں۔ کہ کیوں آپ مجھ سے بات تک نہیں کر رہے ہیں۔۔"

"بات نہیں ہو رہی تو کیا ہوا؟ ہوں تو یہیں نا؟"

"کیا آپ مجھ سے خفا ہیں؟"

"سارہ میرا بہت زیادہ کام جمع ہو چکا ہے۔۔میں یہاں اس نیت سے بیٹھا ہوں کہ تھوڑا بہت چیزوں کو انڈر کنٹرول کر لوں۔۔تم جا کر سو جاؤ۔۔پھر بات کریں گے۔۔"

"میرے ساتھ ایک کپ کافی پی لیں۔پھر میں آپ کو کام کرنے کے لیے اکیلا چھوڑ دوں گی۔"

"تم جانتی ہو۔۔ میں رات کے وقت کافی نہیں پیتا ہوں۔۔"

"دودھ لے آتی ہوں۔۔"

"سارہ ممی پہلے ہی میرے ساتھ صحیح سے بات نہیں کر رہی ہیں۔اگر انہوں نے تمہیں میرے ساتھ دیکھ لیا تو بات کرنا بالکل بند کر دیں گی۔۔اس لیے یہاں سے جاؤ۔۔"

سارہ بے یقینی سے اُس کی شکل دیکھنے لگی۔۔

"آپ ممی کے ڈر سے مجھ سے بولنا چھوڑ دیں گے؟"

"تم اتنی ڈرامیٹک کیوں ہو رہی ہو؟ تم میری ماں کے ساتھ مقابلہ بازی کیوں کرتی ہو؟ وہ تو بوڑھی ہوگئی ہیں۔اور بوڑھے لوگوں کو بچوں کی طرح بہلانا پڑتا ہے۔۔مگر تم تو بچی نہیں ہو۔۔۔دو دن ہماری بات نہیں ہوگی تو کونسی قیامت آجانی ہے۔۔"

سارہ غصے سے بولی۔۔

"مجھے یہاں سے اُٹھ ہی جانا چاہیے۔۔کیونکہ اس وقت آپ واقعی نادیہ بیگم کے بیٹے لگ رہے ہیں۔ ایک نمبر کے مطلبی اور خودغرض۔۔"

"ایک منٹ۔۔میں مطلبی اور خودغرض ہوں؟"

"کیا کوئی شک ہے؟"

"میں مطلبی ہوں؟ جو تمہیں ہر چیز مہیا کرتا ہوں؟ تم اس عالی شان گھر میں رہتی ہو۔۔اچھا کھاتی ہو۔۔اچھا اوڑھتی ہو۔۔اس کے بدلے میں اگر چند دن میں تمہارے کمرے میں نہیں گیا۔۔تم سے بات نہیں کی۔۔تو میں خودغرض ہو گیا ہوں؟"

وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑی باقاعدہ اس کو گھور رہی تھی۔

"میرے کمرے میں نہیں آئے؟"

"تو اور کیا۔۔بجائے اس کے کہ تم مشکل وقت میں میرا ساتھ دو۔۔تم ایک دم بچکانہ سا رویہ دکھا رہی ہو۔سارہ اس کو خودغرضی بولتے ہیں۔۔جہاں آپ اپنی ذات میں اتنے مگن ہیں۔۔اردگرد کیا ہو رہا ہے۔۔تمہیں کوئی احساس ہی نہیں ہے۔۔تم نے ایک دفعہ بھی ممی سے معافی مانگنے کی کوشش نہیں کی ہے۔۔"

"میں معافی مانگوں۔۔؟ مگر کیوں؟ کس بات کی؟ کیا ہی کیا ہے؟ اور اگر آپ نے غور نہ کیا ہو تو وہ میری شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں ہیں۔۔مجھے ان کے کمرے میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔۔"

"مجھ سے بھی تو ناراض تھیں۔۔مجھے بھی کمرے سے جانے کا بولتی رہی ہیں۔۔میں تو چھوڑ کر نہیں گیا ہوں۔۔"

"مجھے یقین نہیں آرہا کہ ہم اس بات کو لے کر بحث کر رہے ہیں۔۔جب آپ خود ہی کمرے کے

دروازے سے ہی کھانا پکڑ کر مجھے واپس بھیج دیتے ہیں۔۔آپ ان سے اتنا ڈرتے کیوں ہیں؟"

"تم اپنی آواز دھیمی رکھ کر بات کرو۔۔ میں نہیں چاہتا ہماری لاحاصل بحث سے ممی کی نیند ٹوٹ جائے۔۔"

"مجھے مزید کوئی بات کرنی ہی نہیں ہے۔۔آپ اپنی ماں کو خوش کریں۔۔اور اپنا کاروبار دیکھیں۔۔ کیونکہ صرف یہی دو کام کرنے کے لیے آپ دنیا میں آئے ہوئے ہیں۔"

سارہ کے کمرے سے چلے جانے کے بعد اُس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے لمبی سانس اندر کھینچی۔۔ گردن جھکا کر دونوں ہاتھ سر کی پشت پر رکھے۔۔

چند پل اسی حالت میں رہنے کے بعد سیدھا ہوا۔۔نظر کافی کے ٹرے پر پڑی۔۔

اُٹھ کر ٹرے کو پکڑ کر دور کونے میں رکھ آیا۔۔اور کام میں مگن ہو گیا۔۔

☆.....☆.....☆

وہ کمرے میں یہاں سے وہاں چکر لگاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

"تم یقین کر سکتے ہو۔۔ یہ شخص کس قدر بے حس ہے؟ اس کا کاروبار اس کی ماں۔۔اس کا یہ اس کا وہ۔۔ہاں۔۔تو میں کیا ہوں؟ کیا یہ اندھا ہے؟ کیا اس کو نظر نہیں آتا میں یہاں صرف اور صرف اس کے لیے بیٹھی ہوئی ہوں۔۔"

مارکو سر کو اوپر نیچے کر کے اس کو تجسس بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

نچلے ہونٹ کو دانتوں کے درمیان چھپاتے ہوئے مارکو کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔

"میرا دل کر رہا ہے۔۔ واپس جاؤں اور دونوں کافی کے کپ اس کی فائلز اور لیپ ٹاپ پر گرا کر آؤں۔۔"

مارکو نے ہوں کی آواز نکالی۔۔

"جانتی ہوں غصہ کرے گا۔۔تو اچھا ہے نا۔۔ جیسے میں جل رہی ہوں۔۔ یہ بھی جلے۔ میں لکھ کر دینے کو تیار ہوں۔۔اس کو میری ناراضگی کی رتی بھر پرواہ نہیں ہونی ہے۔۔ چاہو تو جا کر تصدیق کر لو۔ فائل میں سر دیئے بیٹھا ہوگا۔۔ یا اللہ مجھے اتنا بزدل آدمی کیوں ملا ہے۔۔ بہن کے ساتھ منہ ماری کر لی۔۔ بھائی کو مار پٹا لی۔۔اور ماں کی بات آتی ہے تو اس کے منہ میں زبان ہی نہیں رہتی ہے۔۔

اور ماں بھی دنیا کی تیز ترین عورت ہے۔۔ جانتی ہے اس کا بیٹا قصور وار ہے۔۔ پھر بھی ٹسوے بہا بہا کر بڑے بیٹے کا دل نرم کیے جا رہی ہے۔۔ ماریہ اور ایوب کی بدتمیزی کے پیچھے سارا زہر اس عورت کا ہے۔ مگر یہ آدمی نہیں سمجھے گا۔۔"

مارکو نے سر کمبل کی نرماہٹ پہ رکھا۔۔

"اچھا اب تم بھی میری بکواس سُن کر تھک گئے ہو۔۔ اگر تمہارے پاس بھی میری بات سُننے کا وقت نہیں ہے نا۔۔ تو میں اپنا غصہ اسی پر نکال کر آتی ہوں۔۔ جس پر ہے۔۔"

اگلے پل لمبے لمبے ڈگ بھرتی اپنے کمرے سے نکل کر ڈرائنگ روم کی جانب آئی۔۔

دروازے میں رُک کر اندر جھانکا۔۔

ڈینیل کی دروازے کی جانب سائیڈ تھی۔۔ وہ ہاتھ میں ایک شیٹ لیے کھڑا فون پر بات کر رہا تھا۔۔

سارہ نے میز پر کافی کے کپ نہ پا کر کمرے میں نظر دوڑائی۔۔

دروازے کے پاس فرش پر پڑے رکھی نظر آئی۔۔

اُس نے آواز پیدا کیے بغیر ایک کپ اُٹھایا۔۔ اور کارپٹ پر دبے پاؤں چلتی ہوئی اس کے پاس آئی۔۔ صوفے پر چڑھ کر ڈینیل کے مقابلے میں اونچائی حاصل کرنے کے بعد بڑے آرام اور تحمل سے کپ کو ڈینیل کے سر پر انڈیل دیا۔۔

وہ اُس کو کمرے میں محسوس کر چکا تھا۔ مگر جو حرکت اُس نے کی تھی۔۔ ڈین کو اس کی سو سال میں بھی امید نہیں تھی۔۔

ٹھنڈی کافی اس کے سر سے ہوتی ہوئی اس کے چہرے اور شرٹ کو بھگونے کے بعد کارپٹ پر گری۔۔ اس نے جیسے سر پیٹ لیا۔۔ منہ سے گالی نکلی۔۔ جس پر کال کی دوسری جانب موجود آدمی نے چونک کر پوچھا۔

"جی سر۔۔؟"

"تم سے نہیں کہہ رہا ہوں۔۔ رکو میں واپس فون کرتا ہوں۔"

کال کاٹنے کے بعد اپنے حلیے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے سارہ سے بولا۔۔

"What the hell, you crazy woman, have you lost your mind

or something?"

وہ تنزیہ مسکراہٹ سمیت اس کے کندھے پر تسلی کا ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔۔

"I did lose my mind after speaking to you earlier, but now? Now we are good, now I can sleep in peace."

ڈینیل کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔ تصدیق کرتے ہوئے پوچھا۔

"Seriously..? Are you for real?"

وہ فاتحانہ انداز میں ہاتھ جھاڑتے ہوئے صوفے سے نیچے اُتری۔۔

"As real as you are my love."

پنجوں پہ وزن ڈال کر ڈینیل کے گال پر پیار کیا اور دروازے کی جانب جاتے ہوئے بولی۔۔

"Good night..!"

ڈینیل نے پیپر میز پر رکھا اور اس کے پیچھے آیا۔۔

جیسے ہی وہ دروازے سے باہر نکلی۔۔ ڈینی نے دروازے کے پاس رکھا کپ اُٹھا کر اس کے سر پہ اوندھا کر دیا۔ اور نرم سی مسکراہٹ سمیت مدھم مگر بھاری آواز کے ساتھ اس کے کان کے قریب جھکا۔۔

"Love you more sweetheart, sweet dreams."

ڈینیل نے کمرے میں جاتے ہی اندر سے دروازہ بند کر لیا۔۔

سارہ نے کھا جانے والی نظروں سے بند دروازے کو گھورا۔۔

اور پیر پٹختی اپنے کمرے کی جانب آ گئی۔۔

شاور کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔۔۔

مارکو کی نظروں میں دیکھتے ہوئے سارہ نے تنبیہ کی۔۔

"خبردار جو تم ہنسے۔۔ کمرے سے نکال کر بالکل ویسے ہی دروازہ بند کروں گی۔۔ جیسے میرے پر کیا گیا ہے۔۔"

الماری سے سونے کا لباس پکڑ کر واش روم کا رُخ کیا۔۔

پندرہ منٹ بعد شاور لے کر باہر آئی تو مارکو کو جاگتے پایا۔

"تمہاری راتوں کی نیند کیوں حرام ہوئی ہے؟ کیا تمہیں بھی کسی سے محبت ہوگئی ہے؟ کیا تم بھی کسی کے بازو پر سر رکھ کر سونے کے عادی ہو۔۔؟۔۔چلو میں ہوں نا۔تم میرے بازو پر سر رکھ کر سو جانا۔۔میری تو لگتا ہے۔آج کی رات بھی نیٹ فلیکس کے سہارے کٹنی ہے۔میں نے کل ایک فلم کا ٹریلر دیکھا ہے۔پلس ون۔۔آج وہی دیکھ لیں؟ کاسٹ کوئی اتنی خاص نہیں ہے۔مگر چانس لینے میں کیا حرج ہے۔ہوسکتا ہے۔سرپرائز نکل آئے۔رکو میں بال ڈرائے کرلوں۔۔پھر دیکھتے ہیں۔۔۔۔مجھے بھوک بھی لگ رہی ہے۔۔"

مارکو نے آواز نکالی۔جس پر وہ احتجاج کرتے ہوئے بولی۔۔

"اچھا اچھا۔۔میں جانتی ہوں۔میری عادتیں بہت خراب ہیں۔جتانے کی ضرورت نہیں ہے۔میں کیا کروں۔۔پہلے جب تک وہ گھر نہیں آجاتا تھا۔حلق سے نوالا نہیں اُترتا تھا۔اب وہ سارا دن ساری رات ماں کے کمرے میں ہوتا ہے۔۔نہ جانے خود بھی کچھ کھاتا ہے کہ نہیں۔۔۔ہر دفعہ جو کھانا اندر بھیجتی ہوں۔اُس میں سے بچ کر ہی آتا ہے۔۔"

اُس نے ڈرائیر سے بال سکھائے۔۔چہرے پر نائٹ کریم لگائی۔۔ہاتھ پیروں پر بھی خاص قسم کی کریم لگانے کے بعد لیمپ جلایا۔۔کمرے کی دوسری بتیاں گُل کرکے بیڈ پر سرہانوں کے درمیان لیٹ گئی۔۔مارکو بھی اس کے اوپر لیٹ گیا۔۔

سارہ کی نظریں ٹی وی پر تھیں۔۔اور ایک ہاتھ مارکو کی فر میں گم تھا۔جس سے گاہے لگاہے وہ اس کے بال سہلا رہی تھی۔۔کوئی آدھا گھنٹہ گزرا ہوگا۔۔جب وہ مارکو کو مخاطب کرتے ہوئے بولی۔۔

"وہ جانتا ہے۔۔میں نے کھانا نہیں کھایا ہوگا۔۔مگر پھر بھی اس کو پرواہ نہیں ہے۔۔"

مارکو کا جواب خراٹے میں آیا۔

مزید آدھا گھنٹہ گزر گیا تو بولی۔

"اگر میری نیند خراب ہوئی ہے۔تو سوتا وہ خود بھی نہیں ہوگا۔۔دیکھ لینا کرسی یا صوفے پر اونگ کر راتیں گزار رہا ہے۔۔"

مووی ختم ہوگئی۔مگر نیند کا دور دور تک نام ونشان نہ تھا۔۔

بہت دیر تک یونہی آنکھیں بند کیے لیٹی رہی مگر اکتا کر سائیڈ پر رکھا اپنا فون پکڑا۔۔۔

ڈین کا میسج باکس کھولا۔۔۔

اس کی ڈی پی پر لگی نادیہ بیگم اور مراد انکل کی تصویر کو دیکھتی رہی۔۔تصویر ان کی جوانی کی تھی۔

جب رہا نہ گیا تو لکھ بھیجا۔۔۔

"میرے پسندیدہ سوٹ کو خراب کرنے والے کے فون کا سارا ڈیٹا اُڑ جائے۔"

پانچ منٹ بعد جواب آیا۔۔

" کبھی بیک اپ کے بارے میں سُنا ہے؟"

یہیں سے اندازہ لگالو۔۔تم جواب بھی دیر سے دیتے ہو۔۔اور میں دو سیکنڈ بھی نہیں رہ سکتی۔۔

"اللہ کرے ساری کی ساری بیک اپ فائلز کریش کر جائیں۔"

"وقت دیکھا ہے؟"

"ہاں پونے تین ہوئے ہیں۔۔"

"تو جاگ کیوں رہی ہو۔۔؟"

"۔۔۔۔۔۔۔"

"سو جاؤ۔۔"

"اچھا۔۔

ڈین۔۔؟"

"ہوں۔۔؟"

" مجھے نیند نہیں آتی ہے۔۔"

دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔۔اُس نے دس منٹ انتظار کیا۔۔پھر فون بیڈ پر پھینک دیا۔۔

پانچ منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا۔۔بتی جلی۔۔اور قمیض کے بغیر کندھوں پر تولیہ ڈالے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لیے وہ بیڈ کی جانب آتے ہوئے بولا۔۔

"اگر تم نے اپنی عادتیں نہیں نہ بدلیں۔۔تو میں تب تک کمرہ چھوڑ دوں گا جب تک تم لائن پہ نہ آئی۔۔

اُٹھ کر کھانا کھاؤ۔۔"

وہ مسکراہٹ لیے کچھ کہنے جا رہی تھی۔۔جب ڈین نے ہاتھ اُٹھا کر سختی سے روک دیا۔

"ایک لفظ نہیں بولو گی۔"

سارہ نے للچاتی نظروں سے ٹرے میں رکھی بریانی کی پلیٹ اور رائتے کو دیکھا۔ساتھ میں ایک جگ میں دودھ تھا۔۔حسبِ معمول گلاس ایک ہی تھا۔۔

بریانی کی مقدار دیکھ کر حیرت ہوئی، یہ ساری میں کھاؤں گی۔۔؟مگر اگلے پل پلیٹ کی دوسری جانب رکھا دوسرا چمچ نظر میں آیا۔۔

سارہ سے پہلے ہی وہ اپنا چمچ اُٹھا کر بریانی کھانے لگا۔۔نظریں سکرین پر لگی ہوئی تھیں۔۔۔

سارہ نے اپنا چمچ اُٹھایا۔

ڈینیل نے گلاس میں دودھ نکال کر ٹی وی کی سکرین کو سکرولنگ کرتے ہوئے گلاس خالی کیا۔۔سارہ نے اس کا گلاس دوبارہ بھر دیا۔۔جس میں سے فقط ایک گھونٹ لینے کے بعد اُس نے گلاس واپس رکھ دیا۔۔اور بریانی کا آخری نوالہ لے کر بیڈ سے اُٹھ گیا۔۔

جب تک وہ دانت برش کرنے کے بعد کمرے میں چالیس قدم چل کر فارغ ہوا وہ ٹرے کو بیڈ سے ہٹا چکی تھی۔۔

"سونے سے عین پہلے کھانا۔۔صحت کے لیے انتہائی نامناسب ہے۔۔اپنا تو تمہیں خیال نہیں ہے۔۔مگر کسی دن مجھے بھی ہارٹ اٹیک کرواؤ گی۔۔"

"استغفراللہ۔۔"

سارہ جا کر دانت برش کر آئی۔۔

وہ بتیاں گل کر کے بستر میں لیٹ چکا تھا۔۔وہ بھی آ کر اپنی جگہ پر لیٹ گئی۔۔

ڈین کے پیروں سے اسکا پیر مس ہوا۔۔ڈین کے پیر ٹھنڈے یخ ہو رہے تھے۔۔

اس نے اپنے پیر کمبل کے دوسرے کونے میں چھپا لیے۔۔اگلے پل منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی جب ڈین نے اپنے دونوں پیر اس کے پیروں کے اوپر اس طرح رکھے کہ سارہ اپنے پیر وہاں سے ہٹا نہ سکے۔۔

☆.....☆.....☆

دوپہر کے کھانے کا وقت تھا۔ وہ کچن میں کھڑی ایک وقت میں تین تین چیزیں بنانے میں مصروف تھی۔۔ چاولوں کو دم دینے کے بعد تیزی سے چاپنگ بورڈ پہ دھنیہ کاٹنے لگی۔۔

تازہ دھنیہ ایک مٹھی بھر کر کوفتوں پر ڈالا۔۔ ساتھ ہی لمبی کٹی ہری مرچ اور ادرک چھڑکی۔۔۔

اسی طرح قورمے پر مسالہ ڈالا۔۔۔

اور باری باری دونوں برتن باہر ڈائننگ پر رکھوائے۔۔

ایک ٹرے میں بریانی نکالی۔۔ وہ کھانے نکالتی جا رہی تھی۔۔ اور نوکرانی لے جا کر باہر میز پر لگاتی جا رہی تھی۔۔

برتن وہ پہلے ہی بھیج چکی تھی۔۔

خالہ اور چچی لوگ ممی کی عیادت کے لیے آئی ہوئی تھیں۔۔ جس کی وجہ سے آج کھانے میں دو آئٹم زیادہ تھے۔۔

گڑ والے چاول ابھی دم پر تھے۔۔ اس نے فریج میں سے فروٹ ٹرائفل نکالی۔۔ نوکرانی نے شلف پر رکھی شامی کباب کی ٹرے پکڑی اور سارہ کے پیچھے پیچھے باہر آ گئی۔۔

سارہ نے میز پر تنقیدی نظر ڈالی۔۔ اور نوکرانی سے مخاطب ہوئی۔۔

"سالاد اور تکے بھی لا کر یہاں رکھ دو۔ فریج سے کولڈ ڈرنک نکال لاؤ۔۔ میں اندر کھانے کا بول کر آتی ہوں۔۔"

مسلسل تین گھنٹے سے کھڑے رہ رہ کر کمر اکڑ گئی تھی۔ پہلے سب مہمانوں کو لوازمات سے بھری چائے دی تھی۔ اس کے بعد کھانے کی تیاری شروع کی۔

بڑے کمرے میں ساری فیملی جمع تھی۔ ماریہ، آئمہ، غالب، اس کی بیوی اور سارہ کا شوہر۔۔ سوائے آئمہ کے کسی نے ایک دفعہ بھی آ کر یہ پوچھنے کی زحمت نہیں کی تھی کہ سارہ اکیلی لگی ہوئی ہو۔ تمہیں مدد چاہیے؟۔۔ سالاد ہی بنا دیں؟ یا کچن میں تمہیں کمپنی ہی دے دیتے ہیں۔۔

اندر سے آتی شوخ آوازوں اور قہقہوں پر سارہ نے گہری سانس کھینچی۔۔

اب تو اس کو اس سب کی عادت ہو چکی تھی۔۔ مگر پھر انسان آخر انسان ہی ہے نا۔۔ پتھر تو نہیں۔

کھلے دروازے پر دستک دی۔۔

" کھانا لگ گیا ہے۔۔سب آجائیں۔۔"

ماریہ چھوٹتے ہی بولی۔۔

" شکر ہے کھانا لگا۔۔ورنہ بھوک سے جان نکل رہی تھی۔"

نادیہ بیگم لال گال لیے بولیں۔۔

" سارہ بڑی سستی سے کام کرتی ہے۔۔جو کام ایک گھنٹے کا ہو۔۔یہ کم از کم ڈھائی تین گھنٹے لگائے گی۔۔"

غالب کی بیوی بولی۔۔

" ممی میں تو یوں چٹکیوں میں کام ختم کر لیتی ہوں۔۔"

سارہ نے دل میں سوچا۔۔بیٹا تمہارے ناخنوں کی لمبائی دیکھ کر پتا چل رہا ہے۔۔تمہارا بیڈ بھی نوکر ہی بناتے رہے ہیں۔۔

جیسے ہی وہ اپنی کرسی کھینچ کر بیٹھنے لگی۔۔نادیہ کو یاد آیا۔۔۔

" سارہ بیگم۔۔اگر برا نہ منائیں تو اندر والے باتھ روم میں میرا سوٹ سرف میں بھیگا پڑا ہے۔۔اس کا رنگ نہ خراب ہو جائے۔۔زرا کھنگال کر ڈرائے کر دو۔۔دیکھو زیادہ زور سے مت رگڑنا۔۔تم تو ہاتھ سے دھلنے والے کپڑوں کو بھی یوں سخت ہاتھوں سے مسلتی ہو۔۔بڑا نرم نازک سا کپڑا ہے۔۔نرم ہاتھ رکھنا۔۔"

اُس نے صبح ناشتے میں بس ایک کپ چائے لیا ہوا تھا۔۔۔

چند پل تو حیرت سے نادیہ کا چہرہ ہی دیکھتی رہی۔۔

جو آنکھوں میں چیلینج لیے ہوئے تھی۔۔

اُس نے نظر پھیر لی۔۔کرسی پیچھے دھکیل کر کھڑی ہو رہی تھی۔۔جب نئی دلہن بولی۔۔

" سارہ تم اگر کپڑے دھونے جا رہی ہو۔۔تو میرے گرے سوٹ کیس میں سارے ہاتھ سے دھلنے والے فینسی سوٹ پڑے ہیں۔۔زرا ان کو بھی دھو دینا۔۔ڈرائیر میں بالکل نہیں ڈالنے ہیں۔۔ائر ڈرائے کرنے ہیں۔۔ڈارک اور لائٹ کلرز مکس نہ ہوں۔۔ہر سوٹ قیمتی ہے۔۔خیال رکھنا خراب نہ ہوں۔۔"

سارہ نے سختی سے جبڑے کو بھینچ رکھا تھا۔۔تا کہ منہ نہ کھل جائے۔۔کیونکہ وہ ان لوگوں کی نہیں۔۔ بلکہ خاموشی سے ماں کی پلیٹ میں سالاد اور تکے ڈالتے ہوئے اپنے شوہر کی بزدلی کی حد دیکھنا چاہتی تھی۔۔تا کہ پھر کوئی پچھتاوا نہ رہے۔۔

دو منٹ تک خاموش رہ کر اس نے اپنے شوہر کے بولنے کا انتظار کیا۔۔شدید خواہش جاگی کہ وہ بول کر اپنی بھابھی کو یہ باآور کروائے۔۔میری بیوی اس گھر کی نوکرانی نہیں ہے۔۔مالکن ہے۔۔میری ماں کے کام اس لیے کر دیتی ہے۔۔کیونکہ میں اپنی ماں پر جان دیتا ہوں۔۔اور وہ مجھ پر جان دیتی ہے۔۔میری محبت اور اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے میری بیوی میرے ساتھ ساتھ میری ماں کے کام بھی بنا شکن لائے کر دیتی ہے۔۔پر تم لوگ اپنے کام خود کرو۔۔خبردار جو میری بیوی پر کسی قسم کا حکم چلایا۔۔

مگر ہر خواہش کب پوری ہوتی ہے۔۔

اُس کو اتنی بھوک لگی ہوئی تھی کہ ہر چیز پر لعنت بھیج کر پہلے کچن میں گئی۔۔نوکرانی کو ہدایت کی اور ایک پلیٹ میں اپنے لیے کھانا نکالا۔۔پچھلے دروازے سے نکل کر باغیچے میں اپنی پسندیدہ جگہ پر جا کر بیٹھ گئی۔۔

مارکو کو جیسے کسی سینسر کے تحت پتا چل جاتا تھا۔۔۔اُسی وقت کہیں سے ٹپک پڑا۔۔۔

اُس کے سامنے روٹی کا ٹکڑا رکھتے ہوئے سرگوشی میں بولی۔۔

"نہیں مجھے کسی پر غصہ نہیں ہے۔۔سوائے اُس کے۔۔اور اتنا غصہ ہے کہ اس وقت میں اُس کا نام بھی نہیں لینا چاہتی ہوں۔۔ایک انسان کے پاس سب کچھ ہو۔۔مگر ضمیر نہ ہو تو کیا وہ بھی کوئی انسان ہے؟۔۔خیر نادیہ آنٹی بچاری اب اپنی سسرال کے سامنے مجھے کھل کر یہ تو نہیں کہہ سکتی تھی نا کہ میرے سامنے بیٹھ کر مت کھانا کھانا۔۔آخر مجھے دیکھ کر ان کو اپنا بیٹا یاد آتا ہے۔۔جس نے ایک دفعہ جھوٹے منہ فون کر کے بھائی سے معافی مانگنا پسند نہیں کیا۔۔"

غصے میں کچھ بھوک تھی۔۔کھانا دوگنی سپیڈ کے ساتھ اندر جا رہا تھا۔۔

"تم باہر کیوں آجاتے ہو؟۔۔یہ جو اتنے موٹے نظر آتے ہو نا۔۔آدھی سے زیادہ فر ہی ہے۔۔کسی دن کوئی چیل تمہیں اُٹھا کر لے گئی تو میں کیا کروں گی؟ ہاں۔۔اتنے تو تم نایاب ہو۔۔اندر ہی رہا

کرو۔۔تم جیسا دوسرا تو مل ہی جائے گا۔۔مگر تم نہیں ملو گے۔۔سُن رہے ہو۔۔۔"

"کاش اتنی محبت کا اظہار کبھی کسی انسان سے بھی کیا ہوتا۔"

ڈینیل کی آواز پر وہ ایک دم سے اچھلی۔۔ہواس قابو ہوتے ہی فر بولی۔۔

"جتنی محبت یہ مجھ سے کرتا ہے۔۔اگر کسی انسان نے کی ہوتی تو میں بھی اظہار کر دیتی۔۔۔"

"یہ تم سے محبت کرتا ہے؟ تمہیں اس نے خود بتایا ہوگا؟"

"ہاں۔۔اسی نے بتایا ہے۔۔جب بھی اکیلی بیٹھ کر کھانا کھانے لگتی ہوں۔۔جو کہ دن میں تین دفعہ ہوتا ہے۔۔ہر دفعہ یہی مجھے کمپنی دیتا ہے۔۔اداس ہوتی ہوں یہی میرے شکوے سُنتا ہے۔۔غصے میں ہوتی ہوں۔۔"

"تو یہی تمہاری دل جوئی کرتا ہے۔۔اور کچھ؟" ڈینیل نے اس کو درمیان میں ٹوک کر بات پوری کر دی تھی۔۔

سارہ نے گہری سانس بھری اور ڈینیل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسی کے انداز میں بولی۔۔

"ڈین صاحب، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اپنے مصروف ترین دن میں سے اس ناچیز کے لیے دو پل نکال کر آپ کیا نیا حکم کرنے کو یہاں حاضر ہوئے ہیں۔۔؟"

ڈینیل ٹراوزر کی جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔آنکھیں سکیڑ کر بیوی کا بغور جائزہ لیا۔۔

"میں ممی کو چیک اپ کے لیے لے کر جا رہا ہوں۔۔تم گھر کے اندر نظر نہیں آئی تو دیکھنے آ گیا کہ کہاں ہو۔۔"

"او۔۔۔تو آپ کو میرا خیال بھی آتا ہے۔۔مجھے جان کر خوشی ہوئی ہے۔۔آخر اتنے دن بعد آپ کے اندر اتنی جرات پیدا ہو ہی گئی کہ بیوی کے بارے میں سوچتے کہ وہ کہاں ہے۔۔"

ڈینیل نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔۔

"یعنی تم نے قسم کھائی ہوئی ہے۔کہ جب بھی ہم دونوں کی بات ہوگی۔۔تم نے لڑنا ضرور ہے۔"

"میں پاگل جو ہوں۔۔اور پاگلوں کو اور کیا کام ہے؟ ہاں؟ میرے پر احسان کریں۔۔یہ جو کبھی کبھار میرا خیال آ جاتا ہے نا۔۔اس کو بھی چھوڑ دیں۔۔"

"سارہ تم سمجھتی کیوں نہیں ہو۔۔۔میں جانتا ہوں تم رات کو سو نہیں پاتی ہو۔۔مگر کچھ دن کی بات

ہے۔۔ممی کی طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔۔سب کچھ واپس نارمل ہو جائے گا۔۔"

"ڈین آپ یہاں سے جائیں۔۔"

وہ کچھ پل کھڑا رہا۔۔پھر قدم قدم چلتا اُس کے پاس آیا۔۔اس کی کرسی کے بالکل سامنے کھڑا ہوا۔۔جہاں وہ حسبِ عادت دونوں پیر اوپر کیے بیٹھی تھی۔۔

سارہ کی پیشانی ڈین کے پیٹ تک آ رہی تھی۔۔

وہ جان بوجھ کر قریب ہوا۔۔

سارہ نے گہری سانس اندر کھینچی۔۔۔اس کی خوشبو۔۔

ڈین نیچے جھکا۔۔اور اس کے کالے بالوں پر لب رکھے۔۔

سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔۔

"مجھے اس بلے سے بڑا حسد محسوس ہوتا ہے۔۔کاش اس کو کوئی چیل اُٹھا کر لے جائے۔۔"

دوسرے پل پیچھے ہٹا اور اندر کی طرف چلا گیا۔۔

وہ اس کی چوڑی پشت کو دور ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔

مارکو سے بولی۔۔

"تم جاننا چاہتے ہو ظالم لوگ کیسے ہوتے ہیں؟ میرے شوہر کو دیکھ لو۔۔فقط تم ہی سے اپنے دکھ سکھ شیئر کرتی ہوں۔۔اور تم سے وہ حسد کرتا ہے۔۔ایک بلی سے حسد؟ اور خود کو نہیں دیکھتا ہے؟ جب ماں کے اشارے پر بیوی کو نظر انداز کر کے میںنا گھنا بنا ان کے پیر دباتا ہے۔۔اگر ماں کے سامنے بیوی کی بات کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔تو شادی کیوں کی تھی۔؟"

آخری نوالہ کھانے سے پہلے پانی پیا۔۔۔پھر نوالہ منہ میں ڈالنے کے بعد انگلیاں منہ سے صاف کیں۔۔اور بولی۔

"مارکو۔۔تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ان لوگوں نے نہیں بدلنا ہے۔۔پھر اپنا خون جلانے کا کیا فائدہ۔۔اور وہ جو نئی میم صاحبہ آئی ہیں۔۔دل تو کر رہا ہے۔جا کر باتھ ٹب میں پانی بھر کر اس کا سارا سوٹ کیس اس پانی میں بھگو آؤں۔۔۔سارے رنگوں کا زردہ بن جائے۔۔آئی بڑی کسی انگلش میڈیم کی اولاد نہ ہو تو۔۔"

ایک ہاتھ میں اپنے خالی برتن پکڑے۔۔دوسرے صاف ہاتھ سے مارکو کو اٹھا کر سینے میں بھینچ کر اندر لے آئی۔۔۔

"چلو ہم وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں۔۔"

☆.....☆.....☆

دوپہر میں مارکو کے سنگ کمرے میں آئی تھی۔۔آؤٹ لینڈر دیکھتے ہوئے پتا ہی نہ چلا کب سو بھی گئی۔۔اب اچانک سے آنکھ کھلی تو کمرے میں اندھیرا پایا۔۔

اس کے سونے کے دوران کوئی کمرے میں آیا تھا۔کیونکہ ٹی وی بند تھا۔

مارکو بھی منظر سے غائب ملا۔۔

وہ واش روم گئی۔۔منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر نیند بھگائی۔۔شاید بھرے پیٹ سونے کی وجہ سے اتنی بے ہوشی کی نیند آئی تھی۔۔یا پھر پچھلے کچھ دنوں سے ٹھیک نیند پوری نہ ہونے کا اثر تھا۔۔

باہر ہال میں مکمل خاموشی ملی۔۔

باہر سے آنے والی آوازوں کی جانب چل پڑی۔۔

اگلے باغ میں انگیٹھی میں آگ جلائے چاروں خواتین اور غالب آگ سینکتے ہوئے شام کی چائے پی رہے تھے۔۔

وہ پلر کے پاس کھڑی ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ نہ جانے شام کی چائے کس نے بنائی ہے۔۔جب ساس کے الفاظ پر چونکی۔۔

"تم لوگ اب فیملی پلاننگ میں مت پڑنا۔۔مجھے ہمیشہ سے دادی بننے کا شوق تھا۔۔شکر کیا ماریہ کی جانب سے خوش خبری ملی ہے۔۔مگر اب مجھے تم دونوں کی جانب سے بھی اچھے کی امید ہے۔۔آتے آتے ہی مل جائے تو اچھا ہے۔۔۔ورنہ بڑی بہو کی طرح چار پانچ سال یونہی بے پھل گزر جاتے ہیں۔وہ تو شادی ہوتے ہی فیملی پلاننگ میں پڑ گئی۔۔جیسے یہاں بڑا بچوں کا رش پڑا ہوا تھا۔۔یا اس کے شوہر کے پاس بچے پالنے کے پیسے نہیں تھے۔۔کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے وہ جان بوجھ کر بچے نہیں لے رہی۔۔حالانکہ میں جانتی ہوں۔۔میرے دانیال کو بچوں کا کتنا شوق ہے۔۔سوچتی ہوں۔۔۔ کہیں مجھے اس کی دوسری شادی ہی نہ کرنی پڑے۔۔یہ عورت تو ہمارے لیے اچھی ثابت نہیں ہوئی

ہے۔۔میرا بیٹا اس کی وجہ سے بے گھر ہوا ہے۔۔منحوس ماری۔۔"

وہ لڑکھڑا کر گرتی اگر پیچھے سے دو مضبوط ہاتھوں نے اس کو تھام کر اپنے ساتھ نہ لگا لیا ہوتا۔۔

وہ ابھی تک یک ٹک اپنی ساس کو دیکھ رہی تھی۔۔جو اپنی چھوٹی بہو کی بلائیں لے رہی تھی۔۔ایک تو وہ دور کھڑی تھی۔۔دوسرا پلر کی اوٹ میں تھی۔۔

ڈین اس کے کان کے پاس جھکا۔۔

"اگر تم چاہو تو ہم کسی ڈاکٹر سے مل لیتے ہیں۔۔"

وہ پھولی سانس کے ساتھ بولی۔۔

"کیوں۔۔؟"

"تم ممی کی بات پر یوں اس قدر پریشان جو ہوگئی ہو۔۔میں تو یہی کہوں گا۔۔اتنی کوئی بڑی بات نہیں ہے۔۔دو چار سال تو نارمل چیز ہے۔۔"

وہ اس کی بانہوں میں گھومی۔۔اور ہاتھ اُٹھاتے ہوئے اس کو مزید بولنے سے روکا۔۔

"ڈین میں اس لیے نہیں پریشان ہوئی ہوں کہ میرے بچے نہیں ہیں۔۔بلکہ میں تمہاری سوکالڈ ماں کی مکاری اور دوغلہ پن محسوس کر کے صدمے کا شکار ہوئی ہوں۔۔"

ڈین کے ماتھے پر شکنوں کا جال دیکھ کر اُس نے سختی سے کہا۔۔

"میں جانتی ہوں۔۔تمہیں اپنی ماں کی شان میں گستاخی پسند نہیں ہے۔۔مگر میری بھی ایسی گھٹیا عادت نہیں ہے کہ بلا وجہ کسی کے خلاف زہر اگلوں۔۔اس لیے مہربانی کر کے میری پوری بات سُن لو۔۔جب میں اس گھر میں آئی تھی۔۔تمہاری ماں نے صرف ایک ہی بات کی تھی۔۔کہ میں بچوں کے چکر میں نہ پڑ جاؤں۔۔کیونکہ ان کے خیال میں تم ابھی اس کے لیے تیار نہیں تھے۔۔نہ صرف مجھے دن رات پکا کیا کہ فیملی نہ بناؤں۔۔بلکہ خود مجھے پرہیزی دوائیں لا کر دیں۔۔میں پاگل آنکھیں بند کر کے اس عورت کی بات مان گئی کہ چلو سوتیلی ہی صحیح ہے تو ماں ہی۔۔"

"سارہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہوگی، ممی ایسا کیوں چاہیں گی۔۔"

سارہ نے جیسے سر پیٹ لیا۔۔

"ڈین خدا کے لیے آپ کب حقیقت کو مانیں گے۔۔"

اُس نے ڈین کا ہاتھ پکڑا اور اس کے احتجاج کے باوجود اس کو کھینچتی ہوئی باہر لے آئی۔۔

" آپ لالچ اور ہوس میں اس قدر اندھی ہو چکی ہیں۔ کہ آپ کو انسانیت یاد ہی نہیں ہے۔ میں آپ کی باتوں سے سمجھ گئی ہوں۔۔ آپ کبھی چاہتی ہی نہیں تھیں کہ ڈین اور میرے بچے ہوں۔۔ میں چاہتی ہوں کہ آج آپ سب کے سامنے اس بات کا اعتراف کریں۔۔ مجھے تو اب تک پرہیز کے سبق دیتی آئی ہیں۔ اور آج دس دن نہیں ہوئے اپنے بیٹے کی شادی کو اور آپ اپنی دادی بننے کی شدید ترین خواہش کا اظہار کر رہی ہیں۔ کس قدر۔۔۔"

ڈین نے اس کو بات مکمل کرنے سے روک دیا۔۔

"سارہ پاگل تو نہیں ہو گئی ہو۔ ممی کے ساتھ اتنی بدتمیزی کے ساتھ بات کر رہی ہو۔۔ میں تمہیں ایسی بے ہودگی کی اجازت نہیں دے سکتا ہوں۔۔ فوراً معافی مانگو۔۔"

"اگر کسی کی معافی مانگنی بنتی ہے۔۔ تو ان کی، میری نہیں۔۔"

"دیکھا۔۔ میں کہتی تھی نا میرے اچھے بھلے ہنستے بستے گھر میں دراڑیں ڈالنے والی کوئی اور نہیں یہی عورت ہے۔ دیکھ لو اب یہ کھل کر تم سب کے سامنے آ گئی ہے۔۔ دانیال۔۔ اس کو اس گھر سے چلتا کرو۔ اب اس چھت کے نیچے یا یہ رہے گی۔۔ یا میں۔۔"

"تو پھر اپنا سامان پیک کر لیں۔۔ کیونکہ میں تو کہیں نہیں جا رہی ہوں۔۔"

سارہ نے مضبوط لب و لہجے میں کہا اور ڈین کا اپنے بازو پر رکھا ہاتھ جھٹک کر اندر کی جانب بڑھنے سے پہلے مزید بولی۔۔

"ویسے آپ کو بہت مبارک ہو۔۔ کیونکہ آپ کو مزید پلاننگ نہیں کرنی پڑے گی۔ مجھے ویسے بھی اب ڈین کے ساتھ بچے پیدا کرنے کا کوئی شوق نہیں رہا ہے۔۔۔"

ڈینیل حیرت کی انتہا پر کھڑا بیوی کی شکل دیکھ رہا تھا۔ جو آج بولی تو ساری حدیں پار کر کے بول رہی تھی۔

نادیہ ڈین کو جتانے کی خاطر چمک کر بولی۔۔

"میں جانتی تھی۔ تم اس کے کالے رنگ کی وجہ سے اندر ہی اندر اس کو ناپسند کرتی ہو۔۔ ہو نا ہو ایوب کو یہی رنگ دکھا کر پٹایا ہوگا۔۔"

"میں لعنت بھیجتی ہوں آپ کے ایوب پر اور اس کو پٹانے پر۔۔ جو کچھ اس کی نظروں کے سامنے میرے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ اور جو ہو رہا ہے۔۔ مجھے اسی لیے ڈین کے بچے پیدا نہیں کرنے ہیں۔۔ کیونکہ آج یہ بیوی کے لیے اپنی دوغلی ماں کے آگے نہیں بول سکتا تو کل کو اولاد کے لیے کیا بولے گا۔۔ میں سب کچھ برداشت کر گئی ہوں۔۔ مگر میں کبھی برداشت نہیں کروں گی کہ میری اولاد اس سب سے گزرے۔۔ اس لیے خوش ہو جائیں۔۔ اس کی ساری دولت آپ کی ہی ہوگی۔۔ ہاں اگر اس کی واقعی دوسری شادی کروانا چاہتی ہیں۔۔ تو بسم اللہ کریں۔۔ مگر ہم سب جانتے ہیں۔۔ کہ آپ ایسا نہیں کریں گی۔"

اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔ تیز تیز چلتی وہاں سے ہٹ گئی۔۔

پیچھے نادیہ کی ہائے ہائے سننے کو ملی۔۔۔ یقیناً ان کی طبیعت بگڑ گئی تھی۔۔ اور ڈین سب بھول کر ماں کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔

اپنے کمرے میں بند ہو کر وہ یہاں سے وہاں چکر کاٹ کر اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش میں لگ گئی۔ غصہ کم ہوا تو دکھ اُبھر کر اوپر آیا۔۔

کیا رشتے ایسے ہوتے ہیں؟ خون چوسنے والے، اعتبار توڑنے والے۔۔ خودغرض، بے مروت۔۔ ظالم۔۔

تین گھنٹوں کے بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا۔۔

ڈین کمرے میں آیا۔۔ اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔۔

ڈین کی نظروں میں اجنبیت دیکھ کر سارہ کی ہمت جواب دینے لگی۔۔

"یہ سب ڈرامہ جو تم نے کیا ہے۔ اس کے بغیر بھی ہمارا گزارا ہو سکتا تھا۔ ممی کا بی پی شوٹ کر گیا ہے۔۔ اور وہ چاہتی ہیں کہ تم اس گھر سے چلی جاؤ۔۔"

سارہ منہ کھولے کھڑی ڈین کی شکل دیکھ رہی تھی۔۔

جو ماتھے کو مسلتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تم تیار ہو جاؤ، ڈرائیور تمہیں چھوڑ آئے گا۔"

سارہ کا جی چاہا کوئی چیز اُٹھا کر سامنے کھڑے شخص کے سر پہ مار دے۔۔

پچھلے ایک دن سے وہ مسلسل اپنی ماں کے ساتھ تھا۔ ڈاکٹر آ رہا ہے۔ جا رہا ہے۔ ڈین ماں کی ٹانگیں دبا رہا ہے۔ سر دبا رہا ہے۔ اپنے ہاتھوں سے ان کو سوپ پلا رہا ہے۔ بچوں کی طرح پچکار کر لاڈ اٹھا رہا ہے۔

وہ ٹھہری ہوئی آواز میں بولی۔۔

"ڈین میں کہیں نہیں جا رہی ہوں۔"

ڈین نے اس کو سرد نگاہوں کی زد میں لیا۔۔

"تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔ جاہل عورتوں کی طرح میری ماں کے ساتھ زبان درازی کی ہے۔ جب تک تم یہاں موجود ہو۔۔ وہ دوا کھانے سے انکاری ہیں۔ تمہارا کیا چلا جائے گا۔۔ اگر تم چند دن کے لیے اپنے گھر چلی جاؤ۔۔"

"اپنے گھر ڈین؟ اپنے گھر چلی جاؤں۔۔ زرا یہ بھی بتا دیں میرا گھر ہے کونسا۔۔؟ یہ جہاں میں موجود ہوں۔۔ یا میرے والدین کا گھر میرا گھر ہے؟"

"مجھے تمہاری یہ عادت بہت بُری لگتی ہے جو تم صورتحال کو سمجھنے کی بجائے اپنی ضد اور انا کا مسئلہ بنا لیتی ہو۔ تم اگر کچھ دن کے لیے منظر سے ہٹ جاؤ۔۔ ممی ٹھیک ہو جائیں، میں ان کو منا کر تمہیں واپس بلا لوں گا۔۔۔ ہمیشہ کے لیے تھوڑی بھیج رہا ہوں۔۔ تم کیسی بیوی ہو جو مشکل وقت میں شوہر کی مدد نہیں کر سکتی ہے۔ میرا کارڈ لے جاؤ۔۔ شاپنگ کرنا۔۔ اپنی فیملی کے ساتھ کہیں گھومنے چلی جانا۔۔ اس گھر میں بند رہ کر بور ہو چکی ہو گی۔۔"

سارہ کو لگا اگر وہ اس کے سینے میں چھری کھونپتا تو اتنا درد نہ ہوتا۔۔ جتنا اس کے الفاظ سن کر ہو رہا تھا۔۔

وہ اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔ اس لیے مزید کچھ کہے بغیر۔۔ الماری کے نچلے خانے سے چھوٹا کیس نکالا۔۔

الماری کھول کر اپنے تین چار سوٹ رکھے۔۔ باقی ضرورت کی چیزیں رکھیں۔۔ کیس کو بند کرنے کے بعد گھر والے سلیپر اُتار کر دوسرے جوتے پہنے۔۔

ڈین کی کمرے میں موجودگی سے وہ سمجھی شاید اس کو جانے کا بول کر پچھتا رہا ہے۔ شاید روک لے

گا۔۔مگر اس کی امید پر پانی اس وقت پڑا جب کمرے میں ڈین کی آواز ابھری۔۔

"ہیلو ڈاکٹر صاحب۔۔۔پلیز آپ اگر گھر جانے سے پہلے ممی کو دیکھ جاتے۔۔"

"جی ابھی تو سو گئی ہیں۔۔"

"بہت شکریہ۔۔میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔۔"

وہ فون بند کر کے جیب میں رکھنے کے بعد سارہ کی جانب ایک نظر تک ڈالے بغیر کمرے سے نکل رہا تھا جب سارہ نے روکا۔۔

"میں یہاں سے تمہارے کہنے پر جا رہی ہوں۔۔مگر اتنا جان لو۔۔میں واپس تمہارے کہنے پر بھی نہیں آؤں گی۔۔ایک آخری دفعہ میں تم سے جاننا چاہتی ہوں۔۔اگر میں تمہارے لیے ذرا سی بھی اہمیت رکھتی ہوں۔۔تو مجھے مت جانے دو۔۔اور اگر میرا جانا ہی ضروری ہے۔۔تو ڈینیل مراد میرے پیچھے مت آنا۔۔کیونکہ میں نے پوری نیک نیتی سے تمہاری بیوی کی حیثیت سے تمہارا گھر بار سنبھالا، تمہاری ماں بہن بھائیوں کی خدمت کی۔۔۔مجھے یہاں سے جا کر کوئی پچھتاوا نہیں ہوگا۔۔ اور نہ ہی میں تمہاری زندگی یا اس گھر میں واپس آؤں گی۔۔"

"میرا نہیں خیال کہ اس کی ضرورت بھی پڑے گی۔۔تم سب کے سامنے اس بات کا اعتراف کر چکی ہو کہ تم میرے ساتھ فیملی بنانے تک کی روادار نہیں ہو۔۔تو ہمارے درمیان بچا کیا ہے؟ میری ماں تمہاری وجہ سے بیمار ہے۔۔میرا بھائی تمہاری وجہ سے گھر سے نکالا گیا ہے۔۔میں تمہارے لیے اتنا سب کچھ کر رہا ہوں۔۔اور تم نے سب کے سامنے مجھے ہی دو کوڑی کا کر دیا ہے۔۔میرے خیال میں ہم دونوں کو سوچنے کے لیے وقت چاہیے۔۔"

اپنی بات پوری کر کے وہ چلا گیا۔

(تو تمہاری زندگی میں میری یہ جگہ ہے۔۔تمہاری نظر میں میری یہ اوقات ہے۔)

درد بہت زیادہ تھا۔اُس نے اپنا دوپٹہ کھول کر لیا۔۔

ایک ہاتھ میں اپنا ہینڈ بیگ پکڑا۔۔دوسرے میں ہینڈ کیری کا ہینڈل اور کمرے سے نکل آئی۔۔

کچن سے آئمہ اور ڈین کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔وہ مخالف سمت میں چلتے ہوئے گھر سے باہر آئی۔۔

اس پر نظر پڑتے ہی ڈرائیور نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔

اس کا جی چاہ رہا تھا۔گاڑی کو آگ لگا دے۔۔
شام کا وقت ہونے کے باوجود اس نے نوکروں سے اپنے آنسو چھپانے کی نیت سے بیگ میں سے کالے شیشے نکال کر آنکھوں پر رکھے۔
"اپنے گھر چلی جاؤ۔۔اپنی فیملی کے ساتھ کہیں گھومنے چلی جانا۔۔
یعنی نہ یہ گھر میرا ہے۔۔نہ تم میری فیملی ہو۔۔تم نے مجھے چاکلیٹ پوڈنگ کھلوانے لے کر جانا تھا۔ تمہارے لیے سارہ اہم ہوتی تو اس کے ساتھ بنائے گئے پروگرام اہم ہوتے۔۔ایک ٹشو پیپر کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔۔اُٹھاؤ استعمال کرو اور پھینک دو۔۔مجھے تم سے شدید نفرت محسوس ہو رہی ہے۔"
ڈرائیور کو حیران کھڑا چھوڑ کر وہ گیٹ پار کر گئی۔۔
غصے میں بڑے بڑے قدم اُٹھاتی وہ کب سڑک تک پہنچی احساس ہی نہ ہوا۔۔جس دن سے شادی ہوئی تھی۔آج پہلی دفعہ یوں خود سے لوکل سفر کر رہی تھی۔۔گھبراہٹ کا شکار اس لیے نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ شادی سے پہلے وہ اکیلی ہی پہلے کالج پھر یونیورسٹی اس کے بعد نوکری پر جایا کرتی تھی۔۔
رکشے کو ہاتھ دے کر روکا۔۔مطلوبہ پتا بتایا۔۔پہلے اپنا چھوٹا سا ہینڈ کیری رکشے میں رکھا۔۔پھر خود بھی اندر بیٹھ گئی۔۔
رکشے کے آگے بڑھنے سے پہلے اس نے ایک دفعہ پیچھے ضرور دیکھا تھا۔کہ شاید وہ آیا ہو۔۔
مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔
پندرہ منٹ بعد رکشہ رُکا۔۔اُس نے پیسے دیئے اور اپنا سامان تھامے رکشے سے نکل کر امی کے کھلے دروازے سے اندر چلی آئی۔
سامنے ابو جی صحن میں بچھی چارپائی پر لیٹے ٹی وی دیکھ رہے تھے۔
چھوٹے سے کچن سے امی کی آواز آرہی تھی۔
"عمارہ جاؤ اپنی چچی کو ساگ دے آؤ۔۔ورنہ شکوہ کرے گی۔۔"
"جی امی۔۔"
عمارہ اپنے کمرے سے نکلی۔۔سامنے سارہ کو دیکھ کر خوشی سے چیخ ماری۔۔
"ارے آپی آئی ہے۔۔واہ اتنی خاموشی سے کیوں کھڑی ہیں۔۔"

ابو جی بھی متوجہ ہو گئے۔۔امی بھی کچن سے نکل آئیں۔۔

اُس نے چہرے پر بشاشت بھرتے ہوئے کہا۔۔

"جیسے آپ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔میری بجائے کوئی چور بھی اندر آجاتا آپ کو کوئی خبر نہیں ہونی تھی۔۔"

ابو اس کو گلے لگاتے ہوئے مسکرائے۔۔

" کیسی ہو؟۔۔"

"بالکل فٹ فاٹ۔۔سر جی آپ اپنی سنائیں۔"

"اللہ کا کرم ہے۔۔ڈرائیور باہر ہی ہے؟۔۔اس کے لیے بیٹھک کا دروازہ کھولوں۔۔"

(میرے ابا کو بھی عادت ہے کہ بیٹی ڈرائیور کے ساتھ ہی آتی ہے۔۔داماد بہت امیر جو ہوا۔خود نہیں آسکتا ہے۔۔ڈین تم چھوڑ دیئے جانے کے ہی قابل تھے۔)

"نہیں وہ آج گھر پر نہیں تھا۔میرا آپ سے ملنے کو دل کر رہا تھا۔اس لیے خود ہی آ گئی ہوں۔"

"واہ جی۔۔اکیلی آئی ہو۔۔"

"ہاں تو میں کوئی بچی تھوڑی ہوں۔۔"

ابو اُس کے انداز پر ہنس دیئے۔۔

امی چولہے کے سامنے سے اُٹھ کر آنے کی وجہ سے گرم ہو رہی تھیں۔۔سارہ نے ان کو اپنی بانہوں میں بھینچ کر آنکھیں بند کیں۔۔مگر زیادہ دیر اس طرح نہ کھڑی رہ سکی۔۔امی کو آتے ہی شک ہو جاتا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔۔اس لیے فوراً پیچھے ہٹ گئی۔۔

"خوشبو بتا رہی ہے۔ساگ بہت ہی مزے کا بنا ہے۔۔"

کچن میں داخل ہوئی اور سامنے نظر پڑتے ہی خوشی سے چلائی۔۔

"اُف ساتھ باجرے کی روٹی۔۔میں کتنے ٹائم پر آئی ہوں۔۔"

"ہاں عمارہ نے ضد کر کے بنوائی ہے۔حلانکہ میں منع کر رہی تھی۔۔صبح ناشتے میں کھا لینا۔۔رات کو ہضم نہ ہوئی تو۔۔"

"ارے امی بر گر پزے ہضم ہو جاتے ہیں۔ یہ تو پھر صحت مند غذا ہے۔"

"تو اور کیا، میں بھی یہی کہہ رہی تھی۔۔"

"نئے دور کے نئے رواج ہیں۔آجاؤ ادھر ہی بیٹھ جاؤ۔۔میں روٹی اُتارتی ہوں۔۔گرم گرم کھالو۔۔ دانیال کا کیا حال ہے؟"

وہ سائڈ پر رکھی پیڑھی پکڑ کر امی کے قریب رکھ کر اُس پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔۔

"وہ ٹھیک ہیں۔۔ہمیشہ کی طرح مصروف تھے۔۔"

"بچارہ بچہ بہت کام کرتا ہے۔"

امی کے کہنے پر وہ بشاشت سے بولی۔۔

"ایسا کوئی بچارہ نہیں ہے۔آپ میری روٹی پر مکھن رکھیں۔۔"

امی نے اُس کے انداز پر ہنستے ہوئے اس کی روٹی پہ پڑے ساگ کے اوپر ہاتھ بھر کر مکھن رکھا۔۔

"ساتھ کیا پیو گی؟ پانی یا دودھ نکال دوں؟"

عمارہ کے پوچھنے پر امی نے کہا۔۔

"مجھے گلاس دو، یہاں سے گرم گرم دودھ دیتی ہوں۔۔ساگ کے ساتھ پانی کیوں پئے۔"

سارہ نے پہلا نوالا منہ میں رکھا اور آنکھیں بند کر لیں۔۔

"ہائے ماں۔۔بندہ آپ کے ہاتھ کا ساگ کھا کر اپنے سارے غم بھول جائے۔۔"

امی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

"اللہ نہ کرے تمہیں کبھی کوئی غم آئے۔۔"

(ماں محبت نے غم نہیں روگ دے دیئے ہیں۔۔عمر بھر نہ ختم ہونے والے روگ۔۔دعائیں مستجاب نہیں ہوئی ہیں۔)

"تمہاری ساس کا کیا حال ہے؟"

(بہت زیادہ خوش و خرم ہو گی، سارے مرض دور ہو گئے ہوں گے۔)

"ٹھیک ہیں۔"

"آئمہ کو ہی ساتھ لے آتیں۔۔اکیلی کیوں آئی ہو۔۔باہر تو اندھیرا ہو گیا ہو گا۔۔سردیوں میں شام جلد اُتر آتی ہے۔۔"

"میں تو رہنے کے لیے آئی ہوں۔آئمہ نے کالج جانا ہوتا ہے۔"

امی کے ساتھ ساتھ عمارہ نے بھی خوشگوار حیرت سے اس کو دیکھا۔۔

امی کے لہجے میں کھوج تھی۔۔

"واہ جی۔۔۔آج کیسے دل کر آیا۔۔ورنہ تو ہزار بہانے بنا کر ٹال دیتی ہو۔۔"

"ایک جیسی روٹین سے اکتا گئی تھی۔۔ ویسے بھی ڈین پشاور سے باہر گیا ہوا ہے۔۔ میں نے سوچا موقع ملا ہے۔۔آپ کے ساتھ کچھ دن گزار لیتی ہوں۔۔"

"پھر تو بڑی اچھی بات ہے۔۔عمارہ روٹی کھانے کے بعد اپنے کمرے میں ہی بہن کے لیے بستر لگا دو۔۔"

رات گئے جب دونوں بہنیں اکیلی ہوئیں۔۔اپنے بستر پہ لیٹے سارہ نے کہا۔

"عمارہ۔۔"

"ہوں۔۔؟"

"تھوڑی سی کھڑکی تو کھول دو۔۔"

"آپی اتنی ٹھنڈ ہے۔۔"

"پلیز۔۔آسمان نظر نہیں آ رہا۔۔"

"آپی کھڑکی میں کھول دیتی ہوں۔مگر فائدہ کوئی نہیں ہونا۔آسمان کی بجائے تمہیں ہمسایوں کی دیوار نظر آنی ہے۔"

"اچھا پھر رہنے دو۔۔"

تھوڑی دیر خاموشی چھائی رہی، پھر اندھیرے کمرے میں عمارہ کی آواز ابھری۔۔

"آپی۔۔"

"ہاں۔۔"

"تم شادی کے بعد پہلی دفعہ رات رہ رہی ہو۔۔"

سارہ کے گلے میں گولا سا پھنس گیا۔۔جواب ہی نہ دیا گیا۔۔کافی دیر بعد خود کو بولنے کے قابل سمجھا تو بولی۔۔

"ماری۔۔"

"جی۔۔"

" کیا میں تمہارے بازو پر سر رکھ لوں۔۔؟"

اس کی آواز میں ایسا کچھ تھا کہ عمارہ انکار نہ کرسکی۔۔مگر بہن کا رویہ اور سوال دونوں عجیب بھی لگے۔۔

عمارہ اس کے قریب ہوئی۔۔۔سارہ نے اس کے بازو پر سر رکھا۔۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی۔۔جب عمارہ کو شک ہوا کہ سارہ رو رہی ہے۔۔

تصدیق کے لیے اپنا دوسرا ہاتھ بڑھا کر سارہ کے مخالف سمت ہوئے چہرے پر لگایا۔۔اگلے پل حیرت سے دریافت کیا۔

" آپی۔۔؟تم رو کیوں رہی ہو؟"

" پچھلے کچھ دنوں سے نیند پوری نہیں ہوئی،بس تھکاوٹ کی وجہ سے آنسو نکل آئے ہیں۔۔"

" آپی کچھ ہوا ہے کیا۔۔؟"

" عمارہ میں نے ڈینیل کو چھوڑ دیا ہے۔۔"

عمارہ کو لگا شاید اس کی سماعت میں نقص آیا ہے۔۔

" کیا کہا؟"

"میں نے کہا ہے کہ میں سارہ اقبال۔۔ڈینیل مراد کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ آئی ہوں۔۔"

عمارہ نے بہن کا کندھا پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

"ایسے کیسے یوں اچانک اتنا بھیانک مذاق۔۔؟ اول تو میں آپ کی بات پر یقین ہی نہیں کرسکتی ہوں۔۔دنیا ادھر کی اُدھر ہوجائے۔آپ اور ڈینیل بھائی الگ نہیں ہوسکتے ہیں۔مطلب کیا یار کچھ بھی۔"

"اس نے مجھے کہا کہ کچھ دن کے لیے اپنے گھر چلی جاؤ۔۔میں نے کہا اگر مجھے یوں بھیجو گے۔میں ہمیشہ کے لیے تمہیں چھوڑ دوں گی۔اس کو میری بات کا کوئی اثر نہیں ہوا۔۔میں اس کو چھوڑ آئی ہوں۔

"

عمارہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور میٹرس کے ساتھ فرش پر رکھا لیمپ آن کیا۔۔

" آپی تم میرا ہارٹ فیل کروگی۔۔پلیز کہہ دو پرینک ہے۔"

"میں نے اپنی زندگی کے چار قیمتی سال اس کے لیے ضائع کیے ہیں۔ جس کو میرے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ اتنے آرام سے اُس نے کہہ دیا چلی جاؤ۔۔ مجھے اپنے آپ پر غصہ آ رہا ہے۔۔ میں نے اپنا سونا جاگنا۔۔ کھانا پینا ہر ہر کام اس کی روٹین کے مطابق ڈھال لیا۔۔ حالانکہ وہ پہلے دن سے موڈی رہا ہے۔۔"

"ایسا تو نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ آپ کا اتنا خیال کرتے رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ اتنے اچھے سے پیش آتے ہیں۔۔ آپی ہمارا خرچ وہ اُٹھاتے ہیں۔"

"ہاں۔۔ اس گھر سے وہ نوکرانی جو لیکر گیا ہوا تھا۔۔ اس نوکرانی کی خدمت کا صلہ اس کے ماں باپ کی مالی مدد کر کے پورا کرتا رہا ہے۔۔"

"آپی آپ ایک دم سے اتنی بدظن کیسے ہوگئی ہیں۔۔ آخر آپ کی لڑائی ہوئی کس بات پر ہے؟"

سارہ نے ایوب والی بات مختصر سی بیان کر دی۔۔

"اس کی ماں اپنے رشتے داروں کے سامنے مجھے بوڑھی بول کر زلیل کرتی رہی کہ میری عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک میری اولاد نہیں ہوئی۔۔ وہ میری ذات سے اتنے جھوٹ منسلک کرتی رہی ہے۔۔ میں نے ہر بات پر صبر کیا ہے۔ کبھی مڑ کر جواب نہیں دیا۔۔ آج میں نے جواب دے دیا۔۔ اور جانتی ہو۔۔ اس نے پھر سے جھوٹ بولا کہ تم اندر ہی اندر ڈینیل کو ناپسند کرتی ہو اسی لیے اس کا بچہ پیدا کرنا نہیں چاہتی ہو۔۔"

سارہ کے آنسو لگاتار بہہ رہے تھے۔۔ اور عمارہ ششدر سی بیٹھی اُس کو سُن رہی تھی۔۔

"ہائے اللہ میں کیا کروں۔۔ عمارہ کاش تم وہاں ہوتیں۔۔ ڈین کے چہرے پہ لکھا تھا کہ وہ اس عورت کے الفاظ کو حقیقت مان گیا ہے۔ میں نے جو کہا۔۔ اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔۔ میری بات پر یقین ہی نہیں کیا۔۔ اور ایک میں پاگل ہوں۔ چار سال میں ایک رات اپنی ماں کے گھر نہیں رکی کہ رات کو آفس سے واپس آئے گا۔۔ تو اس کے کپڑے کون نکال کر دے گا۔۔ اس کا دودھ کون گرم کرے گا۔۔ جانتی ہو سردی ہو یا گرمی وہ دودھ گرم ہی پیتا ہے۔۔"

آنسوؤں کو سکارف میں جذب کرتے ہوئے بولی۔۔

"ہم عورتیں انتہائی فارغ ترین مخلوق ہیں۔۔ مرد اس دنیا میں ہمارا نہیں ہوتا۔۔ اور ہم اس کے ساتھ

جنت تک کے خواب بھی سجالیتی ہیں۔مرد کواس کے اصل میں دیکھنے کی بجائے اندھی بہری بن کراس کواپنے خوابوں اوردل کے آئینے میں بالکل ویسادیکھتی ہیں۔۔جیسا ہم اس کودیکھنا چاہتی ہیں۔اس کی ہر خامی پرخود ہی پردہ ڈال کراپنے آپ کو بہلالیتی ہیں۔۔مگر وہ اچھا ہوتا تو میرا دل نہ توڑتا۔۔"

"آپی رونا تو بند کریں نا۔۔آپ کی لڑائی ہوئی ہے۔ہر گھر میں لڑائیاں ہوتی ہیں۔۔پھر صلح بھی ہو جاتی ہے۔۔دیکھ لیجیے گا۔ابھی ڈینیل بھائی کا فون آجائے گا۔وہ آپ کومنالیں گے۔"

"مجھے اس وقت اُس آدمی سے شدید نفرت محسوس ہورہی ہے۔اُس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ مجھ سے دور ہی رہے۔۔کیونکہ میں طلاق لے رہی ہوں۔"

"آپی اتنی جذباتی مت ہوں۔"

"میں جذباتی ہرگز نہیں ہوں۔ہاں اب سے حقیقت پسند بننا چاہتی ہوں۔معذرت میں نے تمہیں بھی پریشان کردیا۔۔بتی بند کردو۔۔میں سونا چاہتی ہوں۔۔کیونکہ صبح نوکری کے لیے اپلائی کرنا ہے۔۔۔"

"امی ابو سے کیا کہنا ہے۔"

"ان کوبھی حقیقت ہی بتانی ہے۔۔"

"آپاان کو بہت دکھ ہوگا۔"

"جو دکھ نصیب میں ہوں۔ان سے بھاگا نہیں جاسکتا ہے۔وقت میرا ضائع ہوا ہے۔محبت میری ناکام ہوئی ہے۔مجھ سے زیادہ دکھ کس کو ہوگا۔۔اوراگر میں سہہ لوں گی۔تو امی ابو بھی سمجھوتہ کرہی لیں گے۔۔تم اپنا بازو کھینچ لو۔تمہارا بازو بہت پتلا ہے۔۔مجھے بازو کے بغیر سونے کی عادت ڈالنی ہے۔ٹائم کیا ہوا ہے؟"

عمارہ نے اپنے فون کی سکرین کوجلا کروقت دیکھا۔۔

"پونے دوہوگئے ہیں۔۔"

"آج سے وہ کمرے میں اکیلا سوئے گا۔اچھا ہے۔۔اپنے کیے کی سزا کاٹے۔۔نہ آتا کمرے میں۔۔پورا مہینہ ماں کے ساتھ رہتا۔۔مت مجھ سے بات کرتا۔مگر گھر سے جانے کوتو مت کہتا۔۔کیا وہ میرا گھر نہیں تھا؟۔کہہ رہا تھا۔۔تمہاری وجہ سے میری ماں بیمار ہوئی ہے۔تمہاری وجہ سے میں

نے اپنے بھائی کو گھر سے نکالا ہے۔۔۔اب تو اُس کی ماں ٹھیک ہوگئی ہوگی۔۔بے قصور بھائی بھی واپس آ گیا ہوگا۔۔صرف میرے وہاں ہونے سے ہی سب کو مسئلہ تھا۔"

عمارہ نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

تھوڑی دیر بعد سرگوشی میں بولی۔

"بیگ میں میرا فون رکھا ہے۔زرا دیکھو تو کیا اُس کا کوئی میسج آیا ہے؟"

عمارہ نے جتایا۔۔

"کچھ گھنٹے تو گزر نہیں رہے ہیں۔۔اور دعوے طلاق لینے کے کر رہی ہیں۔۔"

"سچ کو ماننے میں کچھ دن تو لگیں گے نا۔۔اس کے بعد تم خود دیکھ لینا۔۔میں اس کا زکر تک نہیں کروں گی۔۔"

"اللہ نہ کرے ایسا کچھ ہو۔۔اللہ آپ دونوں کا ساتھ سدا سلامت رکھیں۔۔"

"کیا اس کا میسج آیا ہے؟"

"ہمم۔۔نہیں۔۔مووی دیکھیں گی؟"

"میں آوٹ لینڈرز دیکھ رہی ہوں۔۔اگر چاہو تو وہ دیکھ لیتے ہیں۔"

"وہ پرائم ویڈیو پر آتا ہے۔۔وہ میرے پاس نہیں ہے۔۔۔"

"میرے اکاؤنٹ سے لاگ ان کر لو۔۔"

عمارہ نے اپنے میک بک پر پرائم ویڈیو کی ایپ کھول کر لاگ ان کا آپشن دبایا۔۔

"ای میل کیا ہے؟"

"وہی جو میرا ای میل ہے۔۔"

عمارہ نے جلدی سے ٹائپ ان کیا۔۔

پھر پوچھا۔۔

"پاس ورڈ کیا ہے۔۔"

"تم سے نہیں لکھا جائے گا۔۔میں لکھ دیتی ہوں۔۔"

"ایسا بھی کیا جو مجھ سے نہیں لکھا جائے گا۔۔جلدی بتائیں۔۔"

"پھر نہ کہنا۔۔کہ وارننگ نہیں دی۔۔لکھو۔۔"

"پاسورڈ میں ایسا کیا ہونا ہے۔جس کی وارننگ دینی پڑے۔۔"

"لکھو۔۔"

"بولیں۔۔"

"ilvelDanielmurad@hedsntbelivme"

عمارہ کا منہ کھلا رہ گیا۔

"یہ آپ کا پاسورڈ ہے؟"

"ہاں۔۔۔"

عمارہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔

"کیا ڈین بھائی یہ بات جانتے ہیں؟"

"کہ مجھے اُس سے پیار ہے؟"

"نہیں کہ آپ نے اپنے پاسورڈ میں کیا لکھا ہوا ہے۔۔"

"شائد جانتا ہو۔مگر کیا فائدہ۔۔اب بدل دوں گی۔۔بلکہ دوا بھی بدل دیتی ہوں۔۔"

وہ اُٹھ کر بیٹھی اور عمارہ کی گود سے میک بک لے کر اپنے سامنے رکھا۔اور پاسورڈ بدلنے لگی۔۔

"Haslewafakuchnhi@bewafadaneilmurad"

اپنا کام ہو جانے کے بعد اُس نے میک بک واپس عمارہ کے سامنے کر دیا۔۔

جس کو شرارت سوجھی۔۔

"کیا آپ کے سوشل اکاؤنٹس کے پاسورڈ بھی ایسے ہی محبت بھرے ہیں۔۔"

سارہ نے نظر چراتے ہوئے مدہم آواز میں کہا۔۔۔

"ابھی نیند آرہی ہے۔۔کل صبح سب سے پہلے سارے پاسورڈز بدلوں گی۔"

"مجھے بتائیں نا۔۔فیس بک کا کیا پاس ہے۔"

"تم مذاق اُڑاؤ گی۔۔"

"بالکل بھی نہیں۔۔پلیز بتائیں نا۔۔"

"Myblackbeauty@deny"

عمارہ نے بمشکل اپنے قہقہے کا گلا گھونٹتے ہوئے اگلا مطالبہ کیا۔۔

انسٹا گرام پر کیا لکھا ہے۔۔

سارہ کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔اور بولی۔۔

"Foreveryours@myheartdeen"

پھر خود ہی مزید بتایا۔۔

"میرے بینک اکاؤنٹ کا پاس ہے۔۔Mydarkkhan@supercool"

عمارہ اپنا پیٹ پکڑ کر دوہری ہوتے ہوئے بولی۔۔

"ایک نیٹ فلکس بچا ہے، اُس کا بھی بتا دیں۔۔

سارہ نرمی سے بولی۔۔

"اسکا چھوٹا سا ہی ہے۔۔"

"پھر بھی بتائیں۔۔"

"Deenxxx"

سارہ کے چہرے کی مسکراہٹ سنجیدگی میں تبدیل ہوتی دیکھ کر عمارہ نے آؤٹ لینڈرز کی پہلی قسط لگا دی۔۔

جسے دیکھنے کے دوران ہی سارہ سو گئی۔۔۔

عمارہ نے میک بک وہیں بند کر کے لیمپ کو بجھایا اور خود بھی لیٹ گئی۔۔۔۔

دماغ میں سارہ کی کہی باتیں گھوم رہی تھیں۔۔

☆.....☆.....☆

ماریہ سیدھی ماں کے کمرے میں گئی۔۔

"جاگ رہی ہیں؟"

"ہاں بھئی آؤ آؤ۔۔رات تو یوں فوراً سے ہی بھاگ گئی تھی۔۔"

"ممی میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔اور یہاں تو یہ بڑے بڑے دھماکے ہو رہے تھے۔۔خوامخواہ کا

سٹریس لینے کے موڈ میں نہیں تھی۔۔"

"خیر تمہارے لیے ایک بڑی ہی اہم خبر ہے۔۔"

" کیسی خبر؟ کیا ایوب واپس آ گیا ہے؟"

"وہ بھی آ جائے گا۔۔شروعات ہو گئی ہے۔۔اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

" کیسی شروعات ہوئی ہے۔جس نے آپ کے چہرے پر رونق دوڑا دی۔۔"

نادیہ بیگم ہنستے ہوئے بولی۔

"سارہ رات کی گھر چھوڑ کر جا چکی ہے۔۔"

"ہیں؟"

"ہاں۔۔سارہ ڈین کو چھوڑ گئی ہے۔"

وہ جو ماں کے لیے دودھ پتی اور خشک میوے لے کر کمرے میں آ رہا تھا۔۔

ان کی آخری بات پر قدم وہیں رک گئے۔۔

ماں کے الفاظ سے زیادہ بہن کی سچائی نے دل پر بوجھ ڈالا۔۔

"سارہ؟ اور ڈین کو چھوڑ گئی؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔۔ میں مان ہی نہیں سکتی ہوں۔سارہ کی زندگی ڈین کے ارد گرد ایسے گھومتی ہے۔جیسے سورج کے گرد زمین گھومتی ہے۔اس لیے یہی کہوں گی آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔وہ لڑکی ڈین کو چھوڑ کر جانے والوں میں سے نہیں ہے۔"

"چلو میری بات پر یقین نہیں کرنا تو نہ کرو۔۔آئمہ سے پوچھ لینا۔۔"

وہ باہر کھڑا نہ رہ سکا۔۔

اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی۔۔ماریہ نے سوال داغ دیا۔

" کالو۔۔یہ کام تم کیوں کر رہے ہو۔۔سارہ کدھر ہے؟ اور ممی آپ اس وقت ناشتہ کرتی ہیں۔آج چائے کیوں پی رہی ہیں۔۔"

جواب ڈین کی طرف سے آیا۔۔

"میں نے ناشتہ آرڈر کر دیا ہے۔آدھے گھنٹے تک پہنچ جائے گا۔"

"تو آپا یہ سچ ہے کہ سارہ اس وقت گھر پر نہیں ہے۔۔"

"میں نے بتایا تو ہے۔ڈانیال کے ساتھ لڑ کر چلی گئی ہے۔"

ماریہ ہنستے ہوئے بولی۔

"ڈین قسم سے تم ایک نمبر کے لوزر ہو۔ایسی عورت تم سے لڑ کر چلی گئی۔۔جو انتہا کی بے غرض اور وفادار عورت ہے۔افسوس۔۔"

"خاک بے غرض اور وفادار ہے۔۔تم نے سُنا نہیں تھا۔کیسے اعتراف کر رہی تھی۔کہ اس کو ڈین کے بچے پیدا نہیں کرنے ہیں۔توبہ استغفار۔ایسی بے شرم عورت۔۔

میں اپنے بیٹے کی دوسری شادی کر رہی ہوں۔۔دانیال کو کون سا لڑکیوں کی کمی ہے۔۔اس دفعہ میں کسی جلد بازی سے کام نہیں لوں گی۔اور اس بار اسے اپنے ہم پلہ لوگوں میں بیاہوں گی۔"

وہ کسی خاموش تماشائی کی طرح سب کچھ سُنتا رہا۔۔

"چلیں آپ تو لمبے پروگرام بنائے بیٹھی ہیں۔۔میں تو سوچ کر آئی تھی۔جا کر سارہ کے ہاتھ سے بنے پین کیک کھا کر آتی ہوں۔مگر یہاں پر تو۔۔۔خیر۔۔کالو ناشتے میں کیا آرڈر کیا ہے؟"

"پی سی کے نمبر پر فون کر کے پین کیکس منگوالو۔آرڈ نمبر وہیں فون کے پاس پرچی پر لکھا ہوا ہے۔ناشتے میں پین کیک بھی آجائیں گے۔۔"

"ماریہ تمہارے سامنے کل وہ تمہاری ماں کے ساتھ بدتمیزی کر رہی تھی۔اس کے باوجود تم اس کے بنے پین کیک کھانے آئی ہو۔۔نا کہ ماں کا حال پوچھنے۔۔"

"ممی۔۔۔وہ آپ کے مالدار بیٹے کی بیوی ہے۔بھئی میں ایسے لوگوں کے ساتھ بنا کر ہی رکھنے کی روادار ہوں۔۔ویسے آپس کی بات بتاؤں۔نئی بہو پر اتنا بھی یقین نہ رکھیں۔۔بڑی نخرے والی ہے۔یہ نہ ہو سارے خواب چکنا چور ہی ہو جائیں۔۔"

"کون سے خواب؟"

"یہی بہو سے خدمت کروانے کے خواب۔۔سارہ نے تو سارا گھر سنبھالا ہوا تھا۔مگر شائلہ سے ایسی کوئی امید مت رکھیے گا۔۔"

"لو بھلا میں پاگل ہوں۔۔سارہ تو مڈل کلاس گھر کی لڑکی تھی۔۔جہاں بیٹی کے پیدا ہوتے ہی اُسے بتایا جانے لگ جاتا ہے۔۔اس نے تو ایک دن اگلے گھر جانا ہے۔مگر شائلہ نے تو اپنے گھر پر پانی کا

گلاس بھی شاید ہی خود سے پیا ہو۔۔"

"اب ایسی بھی کہیں کی شہزادی نہیں رہی۔۔گھر کے کام کرتی رہی ہے۔۔مگر ضروری نہیں ہے کہ وہ آپ کے کام بھی کرے۔"

"ماریہ تم کیا باتیں کر رہی ہو۔۔ابھی اس کی شادی کو جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے اور میں اس بچی سے اتنے بڑے گھر کے کام کرواؤں گی؟

میں نے مینا کو کہہ دیا ہے۔۔مجھے کل وقتی ملازمہ ڈھونڈ کر دے۔کہہ رہی تھی۔ایک عاد دن میں کسی کو لے کر آئے گی۔۔دلہن کے تو ابھی بے فکری کے دن ہیں۔۔اتنی جلدی اس کو گھر داری کی الجھنوں میں کیوں ڈالنا۔۔میں ہوں نا۔۔سب دیکھ لوں گی۔"

ڈین پر نظر ڈالی،ٹانگ پہ ٹانگ جمائے کرسی پر بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا۔۔

"دانیال۔۔؟"

اُس نے سر اُٹھایا۔۔

"جی۔۔؟"

" کیا آفس نہیں جانا ہے؟"

"نہیں۔۔"

" کیوں۔۔؟"

" کیونکہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔جب تک آپ ٹھیک نہیں ہوں گی۔۔آپ کو چھوڑ کر آفس کیسے جا سکتا ہوں۔۔"

" مگر میں تو اب بالکل ٹھیک ہوں۔۔صبح اٹھ کر نماز پڑھی ہے۔۔سبق پڑھا ہے۔۔تمہارے ساتھ باہر لان میں واک کی ہے۔۔موتیے کے پھول توڑ کر کانوں میں ڈالے ہیں۔۔آج میں بہتر محسوس کر رہی ہوں۔تمہارے آفس کا پہلے ہی بہت حرج ہو گیا ہے۔جاؤ شاباش تیار ہو کر آفس کے لیے نکلو۔اتنے دنوں سے گھر پر ہو۔ایک تو تم بور ہو گئے ہو گے۔دوسرا اتنے دن اپنا کاروبار ملازموں پر بھی تو نہیں چھوڑا جا سکتا ہے۔۔کہاں تم عید کی چھٹی نہیں کرتے تھے۔اب کہاں دو ہفتوں سے آفس گئے ہی نہیں ہو۔"

"میرے لیے اس وقت آپ اہم ہیں۔۔کام تو ملازم بھی کر دیتے ہیں۔۔اگر آپ بھول رہی ہیں۔تو بتا دوں۔۔آپ کا بلڈ پریشر پچھلے دو ہفتوں سے ہائی چل رہا ہے۔اوپر سے آپ دوا لینے سے انکاری رہتی ہیں۔۔ایسی صورتحال میں آفس جا کر بھی میں اپنے کام پر دھیان نہیں دے سکتا تھا۔"

نادیہ نے گہری سانس کھینچی۔۔

"دانیال۔۔اگر تو تمہیں واقعی میری اتنی پرواہ ہے۔جتنی تمہارے رویے سے ظاہر ہوتی ہے۔تو میری خاطر تمہیں کچھ فیصلے لینے ہوں گے۔۔"

اُس نے ماں کے چہرے کو پڑھتے ہوئے سوال کیا۔۔

"کیسے فیصلے۔؟"

"بتاؤں گی۔۔مگر ابھی تو تم آفس جاؤ۔جب ساری فیملی جمع ہوگی۔۔تب بات کریں گے۔۔"

وہ سر ہلاتے ہوئے اخبار ہاتھ میں لیے اپنی جگہ سے اُٹھا۔۔

"جیسے آپ کی مرضی۔۔۔میں تیار ہو کر آتا ہوں۔۔تب تک ناشتہ آجائے گا۔ماریہ تم جا کر آئمہ کو اُٹھا دو۔آج اُس کو کالج سے تو چھٹی ہے۔مگر میں چاہتا ہوں۔۔وہ ہمارے ساتھ ناشتہ کرے۔۔"

"ایسی وہ دودھ پیتی بچی ہے نا کہ میں اُس کو اُٹھانے جاؤں۔۔خود ہی جب اُٹھنا ہوا اُٹھ جائے گی۔۔"

دانیال نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔۔

"تم ہمیشہ سے کام چور رہی ہو۔۔ہر بات کے جواب میں تمہیں بہانے آتے ہیں۔۔"

"تم جو سدا سے لوگوں کے تلوے چاٹنے والے خوشامدی رہے ہو۔کیا اتنا کافی نہیں ہے۔۔"

"اپنی ماں کی ہر بات ماننا کوئی گناہ نہیں ہے۔۔ان کی فکر کرتا ہوں۔ماں باپ کے تلوے چاٹنے والی اولاد مطلبی اولاد سے بہتر ہی ہوتی ہے۔۔"

"کالا کلوٹا۔۔۔"

"سفید بندری۔۔"

"صبح صبح میرے منہ نہ لگو۔۔"

"اگر صبح صبح میرے منہ نہیں لگنا تھا۔۔تو میرے گھر کیا لینے آئی ہو۔۔"

"مر جانا اپنی خوش فہمیوں کے ساتھ۔۔۔تمہارے گھر آتی ہے میری جوتی۔۔میں اپنے ماں باپ کے گھر آئی ہوں۔"

"اچھا۔۔ممی اس نے آتے ہی کیا کہا تھا۔۔سارہ کے ہاتھ سے بنے پین کیک کھانے آئی ہے۔۔جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔۔سارہ میری ہی بیوی کا نام ہے۔۔"

ماریہ ہنستے ہوئے بولی۔۔

"اور جہاں تک میری معلومات ہیں۔۔وہ تمہیں چھوڑ کر جا چکی ہے۔۔"

"اگر تم اس وقت میرا بھانجا بھانجی نہ اُٹھائے ہوئے ہوتی نا۔۔میں خوشی خوشی تمہارا گلا گھونٹ کر تمہیں ابدی نیند سلا دیتا۔۔"

ماریہ پھر دل جلانے والے انداز میں ہنسی۔۔اور اپنے گلے سے ڈین کے ہاتھ ہٹاتے ہوئے اُس کے چوڑے شانے پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔۔

"حقیقت تو یہ ہے۔۔میں تمہیں جتنا ناپسند کرتی ہوں۔۔سارہ کو میں اتنا ہی پسند کرتی ہوں۔۔ممی آپ لوگوں نے اس کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔۔"

"ماریہ جا کر برتن نکالو۔۔زیادہ باتوں سے پرہیز کیا کرو۔"

"آپ ڈرتی ہیں نا۔۔کہیں آپ کا بیٹا میری باتوں میں آ کر اپنی بیوی کو واپس نہ لے آئے۔۔اس کی فکر نہ کریں۔۔اتنا عقل مند واقعہ نہیں ہوا ہے۔۔کیوں کالو۔۔"

ڈینیل کمرے سے نکل گیا تھا۔۔جب پیچھے سے ماریہ کی آواز پر مڑے بغیر آگے بڑھ گیا۔۔

جبکہ ماریہ کے ہنستے چہرے کو ماں نے گھوری سے نوازا۔۔

"سارہ کب سے تمہیں پسند ہو گئی؟ یا بس میرا دل جلانے کو بک رہی ہو۔۔"

"آپ کو کچھ ماہ تک پتا چل جائے گا۔۔ابھی میں کچھ نہیں کہوں گی۔۔"

"جاؤ جا کر برتن نکالو۔۔"

"میں آپ کے گھر کام کرنے نہیں آئی ہوں۔۔اپنی بہو اور بیٹی کو بلائیں۔۔میں تو بس کھانا کھاؤں گی۔۔ویسے بھی ڈاکٹر نے مجھے آرام کا کہا ہوا ہے۔۔"

"اچھا۔۔ڈاکٹر نے یہ نہیں کہا کہ کبھی اپنی دو گز لمبی زبان کو بھی آرام دیا کرو۔۔"

ماریہ ہنسی۔۔۔

"اب آپ میری سارہ سے حمایت کا غصہ نکال رہی ہیں۔۔"

نادیہ بیٹی کو وہیں بیٹھا چھوڑ کر خود ہی باورچی خانے تک آگئیں۔۔

☆.....☆.....☆

بیڈ کی چادر بالکل ویسی ہی تھی۔جس حالت میں کل شام کو وہ چھوڑ کر گئی تھی۔۔

سرہانے بیڈ کے درمیان میں رکھے ہوئے تھے۔۔کمبل آدھے بیڈ پر پھیلا ہوا تھا۔۔ایک کونا نیچے کو لٹک رہا تھا۔۔

وہ کل رات آفس کا کام کرتا کرتا ڈرائنگ روم میں ہی سو گیا تھا۔۔

کمرے کی خاموشی کو دور کرنے کے لیے اُس نے ریموٹ اُٹھا کر ٹی وی آن کر دیا۔۔

الماری کے سامنے کھڑے ہو کر پٹ کھولا۔۔

سامنے صرف ڈریس شرٹس اور ٹائیاں نظر آئیں۔۔

جو کے استری ہو کر ترتیب سے ہینگروں پر جھول رہی تھیں۔۔۔

اُس نے سفید شرٹ اور نیلی ٹائی نکال کر پٹ واپس بند کر کے دوسرا حصہ کھولا۔۔

لمبے ریلنگ راڈ کے اوپر سات سوٹ لٹک رہے تھے۔

اُس نے بادامی رنگ کا سوٹ اُٹھایا۔۔

دونوں ہینگر بیڈ پر رکھنے کے بعد واش روم کا رُخ کیا۔۔

شاور لینے کے بعد شیو کر رہا تھا۔جب دروازے پر دستک دینے کے بعد آئمہ نے آواز دی۔۔

"بھائی ناشتہ لگ گیا ہے، آجائیں۔۔"

"اچھا۔۔"

آئمہ واپس چلی گئی۔۔

اگلے دس منٹ تک وہ کپڑے تو پہن چکا تھا۔۔مگر نہ تو کہیں پر کف لنکس مل رہے تھے۔نہ جرابیں۔۔

اپنی طرف سے ہر جگہ دیکھ لینے کے بعد اکتا کر آئمہ کو بلایا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد آئمہ نے دروازے میں سر نکالا۔۔

"جی کیا ہوا ہے؟"

"میری چیزیں نہیں مل رہی ہیں۔۔"

آئمہ تحمل سے بولی۔۔

"تو میں کیا کروں۔۔اپنی بیوی سے پوچھیں۔۔"

ڈینیل نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بہن کو دیکھا۔۔

"اس وقت مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت نہیں ہے۔۔اندر آکر میری مدد کرو۔۔میں لیٹ ہو رہا ہوں۔"

آئمہ اس کو گھورتے ہوئے کمرے میں آئی اور ڈریسنگ کا اوپری دراز کھولنے کے بعد سامنے نظر آنے والا کارڈ بورڈ اُٹھایا۔۔ نیچے چھوٹے چھوٹے خانوں میں اس کے سارے کف لنکس ترتیب سے رکھے ملے۔

"جرابیں۔۔اور جوتے بھی۔۔"

اُس نے الماری کا سب سے نچلا خانہ کھینچا۔۔

وہ بولا۔۔

"براؤن والے نکال دو۔۔"

"جو سلوک آپ نے میری آپی سارہ کے ساتھ کیا ہے۔اس کے بعد مجھ سے ایسی امید تک نہ رکھیں۔ یہی احسان مانیں کہ اتنی مدد ہی کر دی ہے۔"

"اوہ۔۔۔ہماری بلی بھی میاؤں کرنا سیکھ گئی ہے۔۔"

"زیادہ فری نہ ہوں۔جلدی آجائیں۔۔ناشتہ پہلے ہی ٹھنڈا ہو چکا ہے۔اور گرم کر کے دینے والی چلی گئی ہے۔"

"یعنی اب بات بات پر مجھے تعنے ملنے ہیں۔"

"جی بالکل۔۔"

"جرابیں تو دیتی جاؤ۔۔"

"کچھ تو خود ڈھونڈ لیں۔۔"

آئمہ نے چڑ کر کہا۔۔ساتھ ہی ساتھ جوتوں سے اوپر والا خانہ کھول کر جرابیں بھی نکال دیں۔

"اب پہن تو لیں گے نا۔۔یا کہ پہناؤں بھی میں۔۔؟"

بہن کے خفا انداز پر ڈینیل کی ہنسی نکل گئی۔

"یعنی بھائی برا ہو گیا ہے۔۔"

"ظاہری بات ہے۔۔بھائی اگر غلط کام کریں گے تو برے ہی لگیں گے۔"

ڈینیل چپ رہا۔۔آئمہ کمرے سے چلی گئی۔۔

جب تیار ہو کر ناشتے کے لیے پہنچا۔۔

ماریہ کہہ رہی تھی۔۔

" لگتا ہے کوالٹی کے پین کیکس کھانے کے لیے سارہ کی امی کے گھر جانا پڑے گا۔۔"

ڈینیل نے آنکھیں گھمائیں۔۔

جبکہ شمائلہ جو کہ ابھی تک ٹی شرٹ اور بیگی سے ٹراؤزر میں ملبوس تھی۔۔بال بکھرے ہوئے تھے۔۔

بار بار جمائی لے کر نیند بھگانے کے چکر میں ہلکان ہوتی نظر آ رہی تھی۔۔ناک چڑھا کر بولی۔۔

" بھئی سارہ پین کیکس میں ایسا کیا ڈالتی ہے جو آپ اتنی تعریفیں کیے جا رہی ہیں؟"

آئمہ بولی۔۔

"محبت ڈالتی ہیں۔"

نادیہ بات بدلتے ہوئے بولی۔۔

"شمائلہ تم کیوں اتنی جلدی نیچے آ گئی ہو۔۔؟اگر نیند پوری نہیں ہوئی تو تھوڑا آرام کر لو۔۔"

"جی آنٹی۔۔اصل میں میری ماما نے ہمیں شروع سے ناشتہ کرنے کی عادت ڈالی ہوئی ہے۔ ناشتہ کر کے میں پھر سو جاتی ہوں۔۔پھر لنچ کے وقت اُٹھتی ہوں۔۔"

ماریہ نے فٹ پوچھا۔۔

"لنچ بنانے کے وقت یا۔۔لنچ کرنے کے وقت۔۔"

"ماریہ آپی لنچ بنانا تو نوکروں کا کام ہوتا ہے۔۔"

"ہمارے گھر میں تو اس وقت کوئی نوکر نہیں ہے۔گھر کی بہو ہی سارے کام کرتی آئی ہے۔ویسے بھی

اُس دن تم کہہ رہی تھی نا کہ تم ہر کام بڑی سپیڈ سے کرتی ہو۔"

نادیہ نے چڑ کر ٹوکا۔۔

"ماریہ تمہیں کیا ہوگیا ہے۔۔"

" کچھ نہیں ممی، بس ویسے ہی شمائلہ کے ساتھ مذاق کر رہی تھی۔"

"تم اور تمہارے مذاق۔۔۔شمائلہ۔۔میں نے نوکر کا بندوبست کرلیا ہے۔"

" آنٹی رات غالب کہہ رہے تھے۔اب چونکہ آپ ٹھیک ہیں۔تو ہم واپس ہنی مون پر چلے جائیں۔۔ کیونکہ ہمارا تو مہینے کا پروگرام تھا۔پر آٹھ دن میں ہی واپس آنا پڑا۔۔ہماری بوکنگ ابھی تک موجود ہے۔"

نادیہ نے فٹ ٹوک دیا۔۔

" ہنی مون پہ جب جی چاہے جانا۔۔مگر مجھے تم سب لوگوں سے بڑی ضروری بات کرنی ہے۔جس کے لیے سب کا گھر پر ہونا ضروری ہے۔۔اس لیے فالحال تم لوگ گھر پر ہی رہو گے۔۔"

"جی۔۔"

"یہ لونا۔گاجر کا حلوہ بہت لذید بنا ہوا ہے۔۔ضرور کھانا۔۔"

"جی جی۔۔۔"

ٹھنڈے انڈے کے بعد گرم چائے کا سپ لیتے ہوئے ڈینیل نے ایک اچٹتی سی نظر اپنی بھابھی کے بیزار تاثرات پر ڈالی۔۔اور اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

"اوکے ممی۔۔کوشش کروں گا زیادہ لیٹ نہ آؤں۔۔پھر بھی آپ کو لگے کہ میری ضرورت ہے تو کال کردیجیے گا۔فوراً آجاؤں گا۔۔"

وہ کرسی کی بیک پر رکھی اپنی جیکٹ پہننے کے بعد اپنا بیگ اُٹھا رہا تھا۔جب حیران سی مینا نے آکر سوال کیا۔۔

"سارہ باجی کہاں ہیں؟"

نادیہ منہ میں بڑبڑائی۔۔

" آئی ہے ایک اور سارہ کی چہیتی۔۔"

پھر با آواز بولیں۔۔
"اب آہی گئی ہو تو کام شروع کرو، آتے ہی ہمارے سروں پر چڑھ کر تفتیش کرنے لگ گئی ہو۔"
"نہیں وہ میں نے اس لیے پوچھا کیونکہ باجی بتا دیتی ہیں۔کون سے کمرے خالی ہیں۔۔وہاں سے صفائی شروع کروں۔۔"
"سارے کمرے خالی ہی ہیں۔۔مگر پہلے یہ برتن وغیرہ سمیٹو۔۔اور ہاں جس نوکرانی کی تم نے بات کی تھی۔۔وہ کب آئے گی۔؟"
"بڑی بی بی وہ پنجاب سے آرہی ہے۔اس لیے ایک ہفتے تک پہنچے گی۔"
"مینا تمہیں پورے پشاور میں کوئی اچھی کام والی ہی نہیں ملی جو پنجاب سے منگوا رہی ہو۔۔اور ایک ہفتے میں گھر کی کیا حالت ہو جانی ہے۔۔"
"کیا مطلب، سارہ باجی ہفتہ بھر واپس نہیں آئیں گی۔۔؟"
نادیہ کو تیش ہی آگیا۔۔
"میں کیا بکواس کر رہی ہوں۔۔اور تم سارہ سارہ کی تسبیح کیے جا رہی ہو۔۔وہ اپنی ماں کے گھر چلی گئی ہے۔۔اب واپس نہیں آئے گی۔۔سُن لیا؟ ہوگئی تسلی۔۔اب جاؤ جا کر کام کرو۔۔اور ہاں پنجاب سے نوکر منگوانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔میں یہیں سے ڈھونڈ لیتی ہوں۔۔"
سارے میز چھوڑ کر جا چکے تھے۔۔نادیہ بھی مینا کو گھوری سے نوازتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔۔
مینا بڑبڑائی۔۔
"بی بی جی کو تو سارہ باجی سے اللہ واسطے کا بیر ہے۔۔بھلا وہ کیوں ہمیشہ کے لیے اپنی ماں کے گھر جائیں گی۔۔اللہ ان کا سہاگ سلامت رکھے۔۔میری باجی اپنے گھر رہے۔۔اولاد کا منہ دیکھے نواسے نواسیاں کھلائے۔۔"
وہ نہ جانے پچھلے باغیچے میں کس کی تلاش میں چکر لگا کر آیا تھا۔خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔مگر مینا کے الفاظ پر ایک پل کے لیے قدم تھم گئے۔۔
کالے شیشوں کے پیچھے سے مینا پر ایک نظر ڈالی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کو نکل گیا۔۔
ڈرائیور کو خبر مل چکی تھی۔۔

اس نے گاڑی پہلے سے صاف کر کے سٹارٹ رکھی ہوئی تھی۔۔

ڈینیل کو آتے دیکھ کر اُس کے لیے دروازہ کھولا۔۔

"السلام علیکم سر۔۔"

"وعلیکم السلام۔۔"

وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔

ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے اجازت مانگی۔۔

"چلیں سر۔۔؟"

اُس نے سر کے اشارے سے جواب دیا۔۔

گاڑی آگے بڑھ گئی۔۔ پہلے دس منٹ گاڑی میں خاموشی رہی جسے ڈینیل نے توڑا۔۔

"ماجد، جب تم رات سارہ کو ان کے گھر چھوڑنے گئے تھے۔۔ باہر گلی میں ڈراپ کیا تھا یا ان کے گھر تک ساتھ گئے تھے؟"

"سر کیا آپ سارہ بی بی کی بات کر رہے ہیں؟"

"میرا خیال ہے میں نے ابھی سارہ کا ہی نام لیا ہے۔۔"

"سر بی بی میرے ساتھ نہیں گئی تھیں۔۔ وہ اکیلی گئی تھیں۔"

"کیا مطلب اکیلی گئی تھی۔؟"

"سر انہوں نے میرے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔۔"

"تم نے تب ہی مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔"

"سر میں سمجھا آپ جانتے ہوں گے۔۔"

ڈینیل تاسف سے سر ہلاتے ہوئے بڑبڑایا۔۔

"مجھے خبر نہیں تھی کہ اس عورت کے اندر اتنا غصہ ہے۔۔"

"مجھ سے کچھ کہا سر؟"

"تم نے غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے ماجد۔۔ تم جانتے ہو گھر کی عورتیں اکیلی لوکل نہیں جاتی ہیں۔۔ تمہیں اس کو روکنا چاہیے تھا۔۔ یا کم از کم مجھے ہی بتا دیتے۔۔ اُس وقت تو اچھا خاصا اندھیرا ہو رہا

تھا۔۔اور اُس کی امی کا گھر بھی یہاں سے بیس ایک منٹ کے فاصلے پر ہے۔۔"

"معافی چاہتا ہوں سر۔۔مگر وہ مالک ہیں۔۔میرے اختیار میں نہیں تھا کہ میں ان کو زبردستی روک لیتا۔۔ہاں مجھے آپ کو ضرور مطلع کر دینا چاہیے تھا۔۔اس کے لیے معذرت۔۔"

ڈینیل نے سوٹ جیکٹ کی سائیڈ جیب سے فون نکالا۔۔

واٹس ایپ کھول کر سارہ کے نمبر پر میسج کیا۔۔

"تمہیں ڈرائیور کے ساتھ نہیں جانا تھا۔۔تو مجھے بتا دیا ہوتا۔۔میں چھوڑ آتا۔۔اکیلی کیوں گئی تھی؟"

جب اُسی وقت اُس کے میسج پر دو نیلے ٹک نظر آئے تو حیرت سے ڈینیل کے ماتھے پر بل پڑا۔۔

دوسری طرف سے جواب آیا۔۔

"تم نے مجھے میسج کیا ہے۔۔تمہاری جرات کی داد دینی پڑے گی۔۔"

اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر تھرکنے لگیں۔۔

"بیوی کو میسج کرنے سے جرات کا کیا تعلق۔۔؟ کیا تم میری آئی ڈی کھول کر بیٹھی تھیں؟"

"اب بھی میرے لیے بیوی کا لفظ استعمال کر رہے ہو۔۔اتنے امیر ہو جا کر اپنے لیے تھوڑی سی غیرت ہی خرید لاؤ۔۔"

ڈینیل کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔۔جواب دیا۔۔

"آوچ۔۔۔آج کوئی بڑے موڈ میں ہے۔۔تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا ہے۔۔"

"ہاں تمہاری آئی ڈی کھول کر تم پر صلواتیں پڑھ رہی تھی۔۔تاکہ آج کے بعد ہمیشہ کے لیے اس نمبر کو اپنی زندگی سے نکال دوں۔۔"

"دیکھو تو مجھ سے ایک دن کی دوری نے تمہاری کیا حالت کی ہے۔۔آپ جناب ادب آداب سب بھول کر صلواتوں اور غیرت کے طعنوں پر آ گئی ہو۔۔آخر تم نے اپنا اصل رنگ دکھا ہی دیا۔۔"

"ابھی تو وہ دن آنے ہیں۔۔جب میں تمہارے نام تک کو بھول جاؤں گی۔۔بہت جلد تمہیں طلاق کا نوٹس مل جائے گا۔۔"

"طلاق لینا چاہ رہی ہو؟"

"لینا چاہ نہیں رہی ہوں۔۔بلکہ لے رہی ہوں۔۔"

"صورتحال پہلے ہی بہت خراب ہے۔جلتی پر مزید تیل کیوں پھینک رہی ہو۔۔"

"یہ بات شیشے میں اپنا منہ دیکھ کر بولنا۔۔دو غلے بزدل انسان۔۔مجھے میسج مت کرنا۔۔تمہارا میرا اب کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔۔"

"ہاں تعلق یونہی ہوا میں بنتے اور بکھرتے ہیں نا۔۔"

اس دفعہ اس کو جواب نہیں ملا۔۔

اُس نے جان بوجھ کر پھر چھیڑا۔

" لگتا ہے۔۔ہار مان گئی ہو۔۔"

"بھاڑ میں جاؤ ڈینیل مراد۔۔"

"کاش اس پل میں تمہارے سامنے بیٹھ کر تمہیں میسج لکھتے دیکھ رہا ہوتا۔۔کیونکہ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔مجھے بھاڑ میں جانے کا کہتے ہوئے تمہارے چہرے پر کس قدر خوشی ہے۔۔"

دوسری جانب سے میسج کھولا ہی نہیں گیا۔۔تو جواب کیا آتا۔۔

ڈینیل نے فون بند کر کے واپس جیب میں رکھ لیا۔۔

شہر کا دوڑتا بھاگتا منظر دیکھتے ہوئے سوچ کی گہری وادیوں میں اُترے اُبھرتے وہ آفس پہنچ گیا۔۔

☆.....☆.....☆

دوپہر میں وہ چھت پر دھوپ سینکتے ہوئے مالٹے کھا رہی تھی۔۔مگر گاہے بگاہے اپنی جانب اُٹھنے والی ماں کی نگاہوں سے بھی پوری طرح واقف تھی۔۔

"سارہ۔۔"

"جی ابو۔۔۔"

"بیٹی ادھر آؤ۔۔"

اس پیشی کی وہ منتظر تھی۔اور ذہنی طور پر تیار بھی تھی۔۔اس لیے جب امی ابو کو اکٹھے سر جوڑ کر بیٹھے دیکھا تو بلانے پر ان کے پاس چلی آئی۔۔ابو کی چارپائی پہ پائنتی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔۔

"جی ابو۔"

"بیٹی میرے اور تمہاری ماں کے دماغ میں کچھ سوال ہیں۔جن کے جواب نہ ملنے کی وجہ سے ہم

دونوں پریشانی کا شکار ہو رہے ہیں۔تم رہنے آئیں۔۔۔سو دفعہ آؤ، تمہارا اپنا گھر ہے۔مگر یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔۔تین دن ہوئے تمہیں آئے ہوئے۔۔اور تم نے اپنے لیے نوکری کا انتظام بھی کر لیا ہے۔ مجھے سچ بتا دو، کیا دانیال کے ساتھ جھگڑا ہوا ہے؟"

"میں نے آپ دونوں سے کچھ چھپانا ہوتا تو نوکری شروع نہ کرتی۔۔جھگڑا میرا دانیال کی ماں سے ہوا تھا۔مگر دانیال نے مجھے گھر سے جانے کا کہہ دیا۔۔میں نے اس کو بولا بھی۔۔مجھے جانے نہ دو۔۔ مگر ابو جی اُس آدمی کی زندگی میں میری کوئی جگہ نہیں ہے۔اور میں ساری زندگی ایسے گھاٹے والے تعلق کو نہیں پال سکتی ہوں۔جہاں اگر اس کی ضرورت ہو تو بیوی پر نظرِ التفات ڈال دے نہیں تو اس کے وجود کو سرے سے نظر انداز ہی کرتے رہو۔۔میرا اور ڈین کا ساتھ یہیں تک تھا۔۔میں جانتی ہوں۔۔آپ ناراض ہوں گے، غصہ کریں گے۔۔مگر جو ذلت میں نے آتے وقت محسوس کی تھی۔وہ بھول کر میں وہاں واپس نہیں جا سکتی ہوں۔اس لیے پچھلا باب بند کرتے ہوئے اپنی زندگی کے نئے باب کو کھولنے جا رہی ہوں۔میں بچاری نہیں بن سکتی ہوں۔۔بچاری سارہ جس کا شوہر اس کو کچھ نہیں سمجھتا ہے۔۔بچاری سارہ سسرال سے نکال دی گئی۔۔

میں نے مسز ڈیسوزا سے رابطہ کیا ہے۔انہیں اپنے نئے سکول میں نرسری کی اُستانی درکار ہے۔ میں کل سے وہیں جایا کروں گی۔۔اگر میرا یہاں رہنا آپ کو ناگوار گزرے تو بتا دیجیے گا۔۔ کیونکہ ایک دفعہ آپ مجھے یہ کہہ کر اس گھر سے وداع کر چکے ہیں کہ جاؤ بیٹی تمہیں بیاہ دیا۔۔اب سے تمہارے شوہر کا گھر ہی تمہارا گھر ہے۔مگر شوہر نے یہ کہہ کر نکال دیا کہ جاؤ اب تمہاری ضرورت نہیں رہی ہے۔۔لہٰذا اپنے گھر چلی جاؤ۔۔اس دفعہ اگر آپ نے نکالا تو واپس شوہر کی دہلیز پر جانے کی بجائے پھر اپنا خود کا گھر بنا لوں گی۔۔"

اقبال صاحب نے غور سے بیٹی کے جھکے سر کو دیکھا۔۔مگر وہ جس پُر عزم لہجے میں بول رہی تھی۔ انہوں نے اس کی دل آزاری کے ڈر سے کچھ نہ کہا۔

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے۔۔اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔

"تم اپنے حق میں جو فیصلہ کرو۔۔میں تمہارا ساتھ دوں گا۔۔مگر میرا ایک مشورہ بھی ہے۔کہ کوئی بھی فیصلہ جذبات میں مت لینا۔۔آگے جو اللہ کو منظور ہوا ہونا تو وہی ہے۔۔"

"جی ابو۔۔۔"

امی سے رہا نہ گیا۔ بول اٹھیں۔۔

"آپ دانیال کو فون کر کے اس رویے کی وجہ تو پوچھیں۔۔ چلو اگر غصے میں گھر سے جانے کا بول بھی دیا تھا۔ تو ایک دفعہ آ کر اس کا حال تو پوچھ جاتا۔۔ فون ہی کر لیتا۔۔ اس کی خاموشی تو یہی بتاتی ہے کہ وہ بھی الگ ہونا چاہتا ہے۔۔"

"امی مجھے کل اس کا میسج آیا تھا۔۔ کال اگر وہ کرے بھی تو میں اس سے بات نہیں کروں گی۔۔"

"مگر۔۔"

ابو نے امی کو بیچ میں ہی ٹوک کر سارہ کو وہاں سے اٹھا دیا۔۔

"سارہ جاؤ ذرا نیچے سے کالا نمک لے کر آؤ۔۔ مالٹا ہی کھایا جائے۔۔"

"جی اچھا۔"

سارہ کے اٹھ کر جانے کے بعد اقبال صاحب نے بیگم سے سرگوشی میں کہا۔۔

"اگر دونوں کی کوئی ناچاکی ہوگئی ہے۔ تو بہتر یہی ہے۔۔ اس موضوع پر سارہ سے بات ہی نہ کریں۔۔ ہوسکتا ہے۔۔ دونوں کا غصہ اُتر جانے کے بعد خود ہی ایک دوسرے سے رابطہ کر لیں۔۔ اور معاملات بہتری کی جانب چلے جائیں۔۔ کیونکہ کئی دفعہ بچوں کی زندگی میں مداخلت چیزوں کو مزید خراب بناتی ہے۔۔ سارہ سیانی بیٹی ہے۔۔ یونہی تو کسی بچگانہ بات پر ناراض ہو کر نہیں چلی آئی ہوگی۔۔"

"میں تو کہوں گی۔۔ ایک دفعہ دانیال سے مل کر آئیں۔۔ بھلا وہ کیا کہتا ہے۔۔"

"چلو دیکھتے ہیں۔ اگر ملنا پڑا تو مل بھی لوں گا۔۔ مگر تم سارہ سے اس بارے میں کوئی بات مت کرنا۔۔ جاب کرنا چاہتی ہے۔۔ تو کر لے۔"

"مگر سارہ کے ابو یہ بھی تو سوچیں۔۔ رشتے دار کیا کہیں گے۔۔ پھر محلے داری ہے۔۔ پتا نہیں لوگ کیا سوچیں۔۔"

"لوگ باتیں تو پھر کرتے ہی ہیں۔۔ کرنے دو۔۔ اب میں لوگوں کی باتوں کے ڈر سے بیٹی کو اذیت میں مبتلا تو نہیں کر سکتا ہوں نا۔۔ لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں۔ ہم نے دولت کے لالچ میں ایک کالے

بدصورت شخص کو بیٹی دے دی۔۔ کیونکہ وہ بہت امیر ہے۔۔ اب کیا یہ بات سچ ہے؟ میں نے اپنی بیٹی دانیال کی گفتگو سے متاثر ہو کر دی تھی۔۔ کیونکہ مجھے وہ ایک سلجھا ہوا نوجوان لگا تھا۔۔ جو اپنے خاندان کو سنبھالے ہوئے تھا۔۔ایسے لوگ قابلِ اعتبار ہوتے ہیں۔۔"

"اتنا سلجھا ہوا ہے تو سارہ کے ساتھ ایسا بے حس رویہ کیوں رکھا۔۔ماں کی ہر بات پر بنا تصدیق کے یقین کرتا ہے۔۔کانوں کا بھی کچا ہے۔۔ اتنا امیر ہونے کے باوجود ان کے گھر کے کام میری بیٹی خود کرتی تھی۔۔"

"چلو کوئی بات نہیں ہے۔۔ اپنے گھر کے کام کرنے سے کون سا شان گھٹ جاتی ہے۔۔"

" آپ تو نا ہر بات کو بس یونہی ٹال دیا کریں۔۔"

"تم اتنا غصہ نہ کرو۔۔ وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

"یہ لیں نمک۔۔ میں زرا ظہر پڑھ لوں۔۔ وقت نکل جانا ہے۔۔"

"سارہ بہن کو کال کرو، وہ ابھی تک پہنچی کیوں نہیں ہے۔"

سارہ نے واپس سیڑھیوں کی جانب جاتے ہوئے کہا۔۔

"اچھا کرتی ہوں۔۔۔"

دل ہی دل میں ماں باپ کے رویے پر شکر گزار ہو رہی تھی۔۔ کہ زیادہ پریشان یا ڈرامائی نہیں ہوئے ہیں۔۔ اُس کی بات کو اس کی ذات کو اہمیت دی ہے۔۔۔

ابھی وہ نیچے بھی نہیں پہنچی تھی۔ کہ باہر اطلاعی گھنٹی بجی۔۔ یقیناً عمارہ آ گئی تھی۔۔

☆.....☆.....☆

پہلے وہ اپنی اکڑ اور انا کی وجہ سے بالکونی کی جانب دیکھنے سے گریز کرتا تھا۔ مگر اب؟ اب نہ جانے کیوں مگر دل میں حوصلہ نہیں پاتا تھا۔۔

کیونکہ پتا تھا۔ اب جب گھر آیا کروں گا۔ بالکونی خالی ملے گی۔ کوئی بھی وہاں بیٹھ کر اس کا انتظار نہیں کر رہا ہو گا۔۔

اُس کے جانے کے بعد پہلا مہینہ تو اسی سوچ میں گزرا۔۔۔ چلی گئی ہے تو جائے۔۔ غصہ کرتی ہے تو کرے۔۔ کیونکہ ایک طرح سے تو وہ دانیال کو دھوکہ ہی دیتی آئی ہے۔۔

کون بیوی ایسا کرتی ہے؟ خاص کر جب وہ آپ سے محبت کی دعوے دار ہو؟ وہ چوری سے دوائی لیتی رہتی ہے۔۔تا کہ کہیں اولاد نہ ہو جائے؟ کیا یہ ایسا ہی نہیں ہے۔ جیسے کسی نے آپ کی کمر میں چھرا گھونپ دیا ہو۔۔؟

بس یہی سوال اس کا دماغ چاٹ رہے تھے۔۔وہ سارہ کو سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔

اس لیے جب ہفتے بھر کے لیے ترتیب دیئے گئے کپڑے ختم ہوئے تو اس نے خود کو صرف یہ باآوار کروانے کے لیے کہ سارہ کے جانے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑا۔۔خود ہی مسلے کا حل نکال لیا۔۔

مزے کی بات یہ تھی۔۔کہ نا تو نادیہ کا اس کی اس ضرورت کی جانب دھیان گیا تھا۔۔نہ ہی گھر کے کسی اور فرد کا۔۔

دوسرے ہفتے میں ملٹی ملینز کی کمپنیز کے فاؤنڈر نے اپنے کپڑے خود استری کیے۔۔کیونکہ کسی کو اس کے کپڑے دھوبی کے پاس بھیجنا یاد نہیں رہا تھا۔۔

ماں بہنوں پر آج تک اپنی ضرورت کو لے کر رعب ڈالنے کی عادت ہی نہ پڑی تھی۔۔لاڈ اس کے صرف ایک عورت نے اُٹھائے تھے۔۔جواب اُس کی زندگی سے جا چکی تھی۔۔

شادی کے بعد سے اُس نے کبھی سوچا ہی نہیں کون میری ہر چیز عین وقت پر ٹپ ٹاپ میسر کر دیتا ہے۔۔

صرف اُس کے ہی نہیں سارے گھر کے کپڑے دھوبی دھوتا تھا۔۔

مگر کوئی ہر ہفتے گندے کپڑے دھوبی کے حوالے کر کے دھل کر آنے والوں کو الماری میں رکھتا رہا تھا۔۔

کوئی ہر ہفتے اس کے جوتے پالش کرواتا تھا۔۔مگر یہ سارے کام اُس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتے نہیں دیکھے تھے۔۔مگر ہوئے ملتے تھے۔

اس کے گاڑی سے نکلتے ہی ڈرائیور اس کے پاس آیا اور بتانے لگا۔۔

"سر ایوب صاحب گھر پر آئے ہوئے ہیں۔"

وہ جانتا تھا۔۔ماں بیٹے کو گھر لا کر ہی سانس لے گی۔۔پھر بھی چوکیدار سے پوچھا۔

"تم نے روکا نہیں؟"

"سر آپ کی والدہ نے سختی سے حکم دیا تھا۔۔ کہ ان کے بیٹے کو دروازے پر نہ روکا جائے۔۔ سر میرے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔۔"

"ٹھیک ہے۔تم اپنا کام کرو۔"

"سر اگر آپ کمپنی کو میری شکایت نہ کریں تو بڑا احسان مند رہوں گا۔۔۔ میری ساکھ پر حرف آئے گا۔ میں ماں جی پر بندوق نہیں تان سکتا تھا۔۔ کیونکہ مجھے احساس ہے اگر میں ایسا کرتا آپ مجھے نوکری سے نکال دیتے۔۔"

"شیر خان۔۔۔تم نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔کیونکہ اگر تم میری ماں کے ساتھ بدتمیزی کرتے میں بہت برا مناتا۔۔شکریہ۔۔"

وہ آگے بڑھ آیا۔۔۔

ہال میں قدم رکھا تو ڈرائنگ روم سے اٹھتی آوازوں سے پتا چل گیا ساری فیملی وہیں موجود تھی۔

نادیہ کی آواز خوشی سے کھنک رہی تھی۔۔مگر ان کے الفاظ نے ڈین کے قدم روک دیئے۔۔

"شکر کیا کہ وہ خود ہی راستے سے ہٹ گئی۔"

غالب پوچھنے لگا۔۔

"ممی مجھے آپ کی سمجھ نہیں آئی۔۔سارہ بھابھی کو آپ نے خود ڈینیل کے لیے پسند کیا تھا۔۔پھر آپ اس کے اتنا خلاف کیسے ہوگئی ہیں۔۔"

"سچی بات ہے۔۔ مجھے تو یہ تھا۔غریب گھر کی لڑکی ہے۔حد سے زیادہ حسین ہے۔۔ایسی لڑکیاں عموماً انتہائی مغرور ہوتی ہیں۔۔ مجھے یقین تھا۔دانیال کو ناپسند ہی کرے گی۔۔اس کو نظر انداز کرے گی۔ اس کو ہر پل احساس دلوائے گی کہ وہ کتنا بدصورت ہے۔۔۔مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹ گیا۔۔ بدبخت نے آتے ہی اس کو سمیٹ لیا۔۔ نہ اس کو دانیال کی شکل وصورت سے مسئلہ نہ اس کے رنگ روپ سے مسئلہ۔۔نہ اس کو یہ فرق پڑا کہ بڑا امیر ہے تو پیسے کی ہوا میں آسمان پر پہنچ جاتی۔۔ میں نے کہا نوکر نہ رکھنے دوں گی تو کام کا شکوہ کر کے دانیال سے لڑے گی۔۔مگر اس نے پرواہ ہی نہیں کی۔۔ پتا نہیں کس مٹی کی بنی ہوئی تھی۔۔ کئی دفعہ دانیال نے میرے اکسانے پر میرے سامنے اس کو بے عزت کیا۔۔پھر بھی ڈھیٹ بنی ڈٹی رہی۔۔ میں تو حیران ہوں اب کیسے میرا راستہ صاف کر کے چپ

چاپ چلی گئی ہے۔ ورنہ مجھے ڈر تھا یہ میرے فیصلوں میں دیوار بنے گی۔۔۔"

ماریہ کی آواز آئی۔۔وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"ممی آئمہ منہ کھولے آپ کو دیکھ رہی ہے۔اپنی ساری نفرت یوں ایک ساتھ ہی نہ اُس کے سامنے انڈیل دیں۔ بچی شاک سے وفات پا جائے گی۔ابھی تو اس کو یہ نہیں پتا سارہ پریگنیٹ نہ ہو جائے اُس کے لیے آپ کو کیسے کیسے پاپڑ بیل کر سارہ کو اپنی باتوں میں لگانا پڑا۔۔"

"لو تم نے سنا نہیں تھا۔۔وہ خود مانی تھی کہ اس کو بچے نہیں لینے ہیں۔۔اس لیے یہ مجھ پر نہ ڈالو۔۔"

ایوب کی آواز پر دانیال نے پہلو بدلا۔۔

"تو کیا دانیال سارہ کو طلاق دینے والا ہے۔۔؟"

جواب نادیہ نے دیا۔۔

"ہاں تو اور کیا۔۔سارہ کی طرف سے اس کو طلاق کا نوٹس ملا ہوا ہے۔۔میں اس کی دوسری شادی کر رہی ہوں۔۔"

آئمہ کی آواز میں دکھ تھا۔۔

"ممی آپ ایسا کیوں کر رہی ہیں؟"

"کیوں کر رہی ہوں؟ اس سنپولے کی ماں نے میری خوشیوں کو آگ لگائی تھی۔۔مراد میرا شوہر تھا۔ میں اس کے نکاح میں تھی۔اور وہ کالی چمڑی چوڑی کہیں کہ نہ جانے کیسے مراد کو پاگل بنا کر شادی رچا بیٹھی۔جیسے میں اپنے شوہر کی بیوفائی پر تڑپی تھی۔اب اُس عورت کا بیٹا تڑپے گا۔۔۔سارہ جتنی اس کے لیے اچھی تھی۔دوسری لڑکی اُتنی ہی بگڑی ہوئی لاؤں گی۔۔"

ایوب ہنستے ہوئے بولا۔۔

"جب یہ سارہ کو طلاق دے گا۔۔میں اُس سے شادی کر لوں گا۔۔دانیال صاحب کے منہ پر اس سے بڑا تمانچہ کیا پڑے گا۔۔"

وہ مزید نہ سُن سکا۔۔اپنے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے اپنی ٹائی کی گرہ کھولی۔۔۔ ہاتھ میں پکڑا بیگ اور چابیاں میز پر رکھنے کے بعد۔۔جیب میں سے فون اور والٹ نکال کر وہیں رکھا۔۔پھر اپنی رولکس اور کف لنکس نکال کر ڈریسنگ کے دراز میں ڈالے۔۔

ڈریس جیکٹ اُتاری۔۔۔پینٹ میں سے کھینچ کر شرٹ باہر نکالی۔۔

جوتے اُتارنے کے بعد جرابوں سمیت بیڈروم سلیپر پہن کر واش روم میں گیا۔۔

کتنی دیر تک آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے عکس کو دیکھتا رہا۔۔

گہری سانس کھینچی تو سینے میں درد محسوس ہوا۔۔

آنکھوں میں نمی بھی جاگی جو اگلے پل منہ پر پڑنے والے پانی کے چھینٹوں میں گم ہو کر غائب ہوگئی۔

تولیے سے چہرہ خشک کر کے واش روم سے نکل آیا۔۔

آئمہ کو کمرے میں کھڑے پایا۔اس کی آنکھوں سے لگ رہا تھا کہ وہ روئی ہے۔۔

اُس نے بہن کو ساتھ لگا کر ماتھے پر پیار کیا۔

آئمہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر سوال کیا۔۔

"مجھ سے ایک وعدہ کریں۔۔"

ڈین نے غور سے اُس کو دیکھنے کے بعد سر ہلایا۔۔

"کس بات کا وعدہ۔۔؟"

"کچھ بھی ہو۔آپ سارہ آپا کو طلاق نہیں دیں گے۔آپ کو نہ جانے کیوں نظر نہیں آتا ہے۔۔ وہ اتنی اچھی ہیں۔ان کے بغیر تو گھر گھر ہی نہیں لگتا ہے۔یہاں سارے اتنے خود غرض ہیں۔سب کو اپنا لالچ ہے۔۔سب کو دولت کی پڑی ہوئی ہے۔ایک وہ ہی تو تھیں۔جو بغیر غرض کے ہماری تھیں۔۔ آپ وعدہ کریں نا بھائی۔۔"

ڈین کو لگا جیسے سانس لینے والی نالی میں رکاوٹ آگئی ہو۔۔ہوا پھیپھڑوں تک جا نہ پا رہی ہو۔

اُس نے غیر محسوس انداز میں اپنے سینے کو مسلتے ہوئے بہن کو تسلی دی۔۔

"میں کوشش کروں گا کہ تمہاری بات مان سکوں۔"

"آپ کو ممی بلا رہی ہیں۔"

"چلو چلتے ہیں۔۔"

"کپڑے تو بدل لیں۔۔کھانا لاتی ہوں۔"

"نہیں میں نے آفس میں چائے کے ساتھ رول وغیرہ کھایا تھا۔۔ابھی بھوک نہیں ہے۔۔"

"آپ نے محسوس کیا ہے۔آپ اب سات بجے ہی گھر آجاتے ہیں۔۔پہلے سارہ آپا رات کے بارہ بجے تک بالکونی میں بیٹھ کر آپ کے آنے کا انتظار کیا کرتی تھیں۔۔"

وہ کچھ نہ کہہ پایا۔

وہ ماں کے لیے جلدی آجاتا تھا۔۔پہلے یہ تسلی جو رہتی تھی کہ سارہ نادیہ کے پاس ہے۔اب گھر پر زمہ داری لینے والا کوئی نہیں تھا۔۔اس لیے وہ صبح کی دوا کھلانے کے بعد آفس جاتا۔۔پھر دوپہر میں فون کر کے ماں کو دوا کھانے کی تلقین کرتا۔۔اور رات کو کھانے کی دوا بھی خود دیتا۔۔سونے سے پہلے ان کی ٹانگیں دباتا۔۔۔پیروں کی مالش کرتا۔۔

بہن سے چوری اُس نے بائیں آنکھ سے بہہ جانے والے قطرے کو شرٹ کے بازو میں جذب کرلیا۔۔

ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی اُس نے سلام کیا۔۔

نہ جانے کسی نے جواب دیا تھا کہ نہیں۔۔آواز تو بس شمائلہ کی نکلی۔۔۔

"ممی آپ نے بلوایا۔"

"ہاں آؤ بیٹھو۔۔وہ جو تصویریں میں نے تمہیں دی تھیں۔۔ان میں سے کون سی لڑکی تمہیں پسند آئی ہے۔؟"

"آہ۔۔۔معاف کر دیں۔مجھے تصویریں یاد ہی نہیں رہیں۔۔۔آج دیکھ کر بتادوں گا۔۔"

"کوئی جلدی نہیں ہے۔۔جب وقت ملے دیکھ کر بتا دینا۔۔اور میں کوئی تمہید باندھے بغیر اصل بات کی طرف آتی ہوں۔دیکھو دانیال، اگر تو تم مجھے کچھ سمجھتے ہو۔۔اور اگر آج تک کیے جانے والے تمہارے دعوے سچے ہیں۔۔جو تم کہتے رہتے ہو۔۔ممی آپ کے لیے کچھ بھی کرسکتا ہوں۔تو آج ان الفاظ کو سچ ثابت کرنے کا وقت ہے۔۔۔بتاؤ، سچے ثابت ہوسکتے ہو۔؟"

وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔۔پورے اعتماد سے بولا۔۔

"کیا ایوب کی یہاں پر موجودگی اس بات کا ثبوت نہیں ہے؟ جس کی میں شکل نہ دیکھنا چاہوں۔۔وہ اور میں ایک ہی کمرے میں موجود ہیں۔صرف آپ کی خاطر۔۔۔مزید آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں۔؟"

"میں چاہتی ہوں۔۔۔تم ایوب اور غالب کو سیٹ ہونے میں مدد کرو۔۔۔تمہارے پاس تو گھر بھی ہے کاروبار بھی ہیں۔۔۔اتنا سب کچھ کہاں لے کر جاؤ گے۔۔۔میرا حکم ہے کہ تم اپنی ایک کمپنی اور یہ گھر اپنے بھائیوں کے نام کرو۔۔"

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

وہ ماں کی نظروں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔

"بس۔۔؟"

"ہاں۔"

"یہ گھر میں ان کے نام نہیں کر سکتا ہوں۔کیونکہ یہ گھر میرا نہیں ہے۔۔یہ آپ کے نام ہے۔۔آپ کی ملکیت ہے۔۔اور جہاں تک رہی کمپنی کی بات۔۔ٹھیک ہے۔۔کل یہ لوگ میرے ساتھ چلیں۔۔۔فرنیچر کے کارخانے اور سارے شورومز کا چارج سنبھال لیں۔"

ایوب اور غالب ایک ساتھ بولے۔۔

"نہیں ہمیں اس کام کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔لہٰذا ہمیں گاڑیوں کی کمپنی دی جائے۔۔"

ڈین نے کچھ دیر سوچا۔۔۔۔

"تم لوگ سنبھال نہیں۔۔۔"

نادیہ نے اس کو بیچ میں ہی ٹوک دیا۔

"یہ بچے تو نہیں ہیں۔۔ان کو موقع ملنے دو۔۔کام کو چار گنا بڑھا دیں گے۔"

"جانتا ہوں۔۔کیونکہ جتنی دفعہ ان کو کوئی زمہ داری دی گئی ہے۔انہوں نے کمپنی کا پیسہ بھی اپنی جیب میں ہی ڈالا ہے۔۔خیر آپ نے آج محبت کی قیمت مانگ لی۔۔یہ تو بہت کم تھا ممی۔۔"

"کیا دونوں برانچوں کا چارج ہمارے پاس ہوگا؟"

اُس نے غالب کو جواب دیا۔۔

"نہیں۔۔۔میں تم لوگوں کو دو سال کا وقت دیتا ہوں۔۔اگر تب تک تم پشاور والی برانچ کو دیکھ لیتے ہو۔۔بغیر نقصان کے چلانے میں کامیاب ہو جاؤ تو دو سال کے ریویو کے بعد دوسری برانچ کا چارج دوں گا۔۔اور اگر اُس سے پہلے ہی تم تھک کر برانچ کو بیچنا چاہو تو میرا نمبر اپنے فون میں فیڈ رکھنا۔۔

میں خرید لوں گا۔۔اس وقت اس برانچ کی کل مالیت چار کڑوڑ روپیہ ہے۔۔ایک کڑوڑ اس کے بزنس اکاؤنٹ میں موجود ہے۔۔کل میرا وکیل ساری تفصیل کا تحریری ثبوت مہیا کر دے گا۔۔تا کہ کل تو یہ نہ کہا جائے کہ ہمیں نقصان میں جاتا کاروبار دیا گیا تھا۔۔کیونکہ اس وقت میری یہ برانچ سال کا دو کڑوڑ منافع دے رہی ہے۔۔پچاس گاڑیاں اس وقت شوروم میں موجود ہیں۔۔میں یہ بزنس بھی گھر کی طرح ممی کے نام ہی کروں گا۔کل کو اگر تم لوگ بیچنا چاہو تو ممی کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکو گے۔۔"

ایوب اس کو گھورتے ہوئے بولا۔۔

"زمین میں ہمیں کتنا حصہ ملے گا۔۔؟"

"کچھ بھی نہیں۔۔"

"کیوں۔۔؟"

"کیونکہ وہ زمین میری نہیں ہے۔۔سارہ کے نام ہے۔سارہ ہی جانے۔۔۔"

نادیہ بیگم تیوری لیے بولیں۔۔

"سارہ کی کیسے ہے؟اور کتنی زمین ہے؟"

اُس کے پہلے ہی ایوب نے جتایا۔۔

"ممی بیس ایکڑ ہیں۔۔"

"کیا بیس کے بیس ایکڑ اُس عورت کے نام ہیں؟"

ڈین نے اپنے کف فولڈ کرتے ہوئے تحمل سے جواب دیا۔

"چالیس ایکڑ ہیں۔۔آدھے میں سیب اور انار کے باغ ہیں۔۔آدھی زرعی زمین ہے۔۔اور ہاں ساری سارہ کے نام ہے۔۔کیونکہ اس میں آدھا پیسہ اُس کے حق مہر کا تھا۔۔"

"حق مہر۔۔؟جہاں تک میری یادداشت ہے۔۔سارہ کا حق مہر صرف ڈھائی ہزار تھا۔۔پھر اُس نے اتنی زمین کیسے خرید لی۔۔؟"

ڈین مسکرایا۔۔

"نکاح نامے پر آپ نے اس کا اتنا ہی مہر لکھوایا تھا۔۔مگر میں نے اپنی مالی حیثیت کے مطابق اُس کو

ستر لاکھ کا چیک دیا تھا۔۔جو اُس نے مجھے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ جب اُس کو ضرورت ہوگی۔۔وہ یہ پیسے مجھ سے مانگ لے گی۔۔میں نے اس کا پیسہ زمین میں لگا دیا۔۔ستر لاکھ کا باغ ملا۔۔ہر سال جتنا منافع آیا۔۔اُس میں کچھ اور ملا کر مزید زمین خرید تا رہا ہوں۔۔"

"دانیال تم پاگل انسان، تم نے مجھ سے پوچھے بغیر اس کو اتنا حق مہر کیوں دیا۔؟"

"ممی۔۔۔سارہ کی شادی پر آپ کا خرچ کتنا آیا تھا؟ دو لاکھ؟ یا تین؟ اس سے زیادہ تو میں ہر مہینے اپنے بہن بھائیوں کو جیب خرچ کے نام پر دیتا رہا ہوں۔۔بیوی کو بس ڈھائی ہزار میں ٹرخا دیتا۔۔؟ ہاں ویسے سارہ اس بات سے واقف نہیں ہے کہ زمین اس کی ہے۔۔"

سارے کمرے کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔۔آئمہ کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔

"دانیال۔۔تم نے مجھ سے اتنی بڑی خبر چھپا کر اچھا نہیں کیا ہے۔۔تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔"

"مجھے خبر نہیں تھی کہ آپ کو کوئی اعتراض ہوگا۔۔خیر۔۔۔جیسے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔۔۔میں اور ایوب ایک چھت کے نیچے نہیں رہ سکتے۔۔اب جبکہ آپ اس کو واپس لے آئی ہیں۔۔تو میں یہ گھر چھوڑ رہا ہوں۔۔۔میری خواہش ہوگی کہ آپ میرے ساتھ رہیں۔۔"

"تم چاہتے ہو میں اپنی اولاد کو چھوڑ کر تمہارا انتخاب کروں؟ تمہیں لگتا ہے میں ایسا کروں گی؟"

"نہیں ممی، مجھے اپنے حوالے سے آپ کے بارے میں جو کوئی خوش فہمی تھی۔دور ہوگئی ہے۔۔"

"میں تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔۔اگر تم سارہ کو طلاق دو۔۔اس کی زمین کو اپنے بھائیوں کے ساتھ تقسیم کرو۔۔اور میری منتخب کردہ لڑکی کے ساتھ شادی کرو۔۔"

وہ کتنی دیر پلک جھپکے بغیر نادیہ کا چہرہ دیکھتا رہا۔۔۔

پھر تھکے ہوئے انداز میں اُٹھ کھڑا ہوا۔۔

"زمین جب میرے نام ہے ہی نہیں تو میں کیسے اس کو تقسیم کر سکتا ہوں۔۔اگر آپ کو لینی ہے تو سارہ سے رابطہ کر لیں۔۔اور جہاں تک رہی دوسری شادی کی بات۔۔مجھے سوچنے کے لیے وقت چاہیے۔۔"

"ٹھیک ہے سوچ لو۔۔جب میری مرضی کا فیصلہ کر لو۔۔مجھے بتا دینا۔۔"

"میں چلتا ہوں۔۔"

ماریہ نے فوراً ڈانٹ دیا۔۔

"اس وقت کہاں جاؤ گے۔۔چپ چاپ بیٹھے رہو۔۔"

ڈین کے لبوں پر بھرپور مسکراہٹ اُبھری۔۔وہ کمرے سے نکل گیا۔۔

غالب خاموش رہا۔جبکہ ایوب کی زبان کنٹرول سے باہر تھی۔۔

"ممی آپ بول نہیں سکتی تھیں کہ وہ اسلام آباد والی برانچ بھی ہمارے حوالے کرے۔۔اب نکل گیا، اس نے پھر ہاتھ نہیں آنا ہے۔۔میسنے نے زمین جان بوجھ کر بیوی کے نام کی ہے۔۔میں صبح ہی عدالت سے سٹے آرڈر لے کر نوٹس بھجواتا ہوں۔۔اگر سیدھے سے نہ مانا۔تو ایک گولی ضائع کرنی پڑ جانی ہے۔۔"

کمرے میں تمانچے کی آواز گونجی۔۔۔

ایوب کو منہ پر تھپڑ مارنے کے بعد ماریہ اپنے ہاتھ کو دباتے ہوئے بولی۔۔

"تم ایک پھوٹی کوڑی کے حق دار نہیں ہو۔۔اور وہ تمہیں ماں کے منہ کو کروڑوں دے کر چلا گیا ہے۔۔اگر آئندہ تم نے ڈین کے خلاف زبان کھولی نا۔۔جان سے ماردوں گی۔لالچی کتے۔۔اور میری نند کو میسج کرنا بند کرو۔۔"

ایوب پہلے تو حیرت کے زیرِاثر رہا، پھر بولا۔۔

"پیچھے دفعہ ہو جنگلی بلی۔۔۔تمہیں کب سے ڈین کی ہمدردی ہونے لگی۔؟"

غالب اپنی مسکراہٹ دباتا وہاں سے اُٹھ گیا۔۔

"ممی آپ بھائی کو روکیں نا۔۔اس وقت تھکے ہوئے ہیں۔۔کہاں جائیں گے۔۔آپ کے کہنے پر وہ رُک بھی جائیں گے۔۔"

نادیہ نے بیٹی کو لتاڑ کر رکھ دیا۔۔

"آمنہ تم اب چھوٹی بچی نہیں ہو۔۔جو بات بات پر آنسو بہانے بیٹھ جاتی ہوں۔۔۔اگر وہ جانا ہی چاہتا ہے تو سو دفعہ جائے۔۔مجھے یقین ہے جس طرح ہم سے چوری بیوی کے نام زمین لی ہوئی ہے۔۔اسی طرح اپنا الگ گھر بھی خرید رکھا ہوگا۔۔ایسے ہی تو کوئی گھر چھوڑ جانے کی بات نہیں کرتا ہے۔۔اور تم نے دیکھا نہیں ہے۔۔بیوی کو چھوڑنے کی بات کرتی ہوں۔۔۔تو کیسے بات ٹال دیتا

ہے۔۔"

"وہ اب بعد کی باتیں ہیں۔۔ابھی تو ان کو جانے سے منع کریں۔۔"

" آئمہ یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔۔اتنا ہی اس کے جانے کا دکھ ہے تو جاؤ ساتھ ہی چلی جاؤ۔۔اولاد تم میری ہو۔۔مگر ہمدردیاں ساری عمر اس میسنے سے رہی ہیں۔۔"

آئمہ بددل ہو کر باہر آئی۔۔۔

سامنے غالب کھڑا تھا۔۔

" چھوڑو بڑے بھائی کو روکانا۔۔" غالب سنجیدگی سے بولا۔۔

" اُس کے لیے بہتر ہے۔۔وہ اس گھر سے نکل کر اپنی زندگی کو پرکھے۔۔"

" تم بھی ایوب کی طرح ہو۔۔خود غرض لالچی۔۔۔بے حس۔۔"

" میں ایوب نہیں ہوں۔۔مگر ڈین کے لیے یہاں سے جانا ضروری ہے۔۔ یہاں رہے گا تو سارہ بھابھی کو ہمیشہ کے لیے کھو دے گا۔۔اور جب تک یہاں سے جائے گا نہیں۔اپنی بیوی کی خوش اخلاقی سے واقف نہیں ہو گا۔۔"

" مگر وہ کہاں جائیں گے۔۔؟"

" ایوب جیسا گدھا اتنے دن گھر سے باہر رہ سکتا ہے۔۔تو ڈینیل کے پاس تو بہت سی راہیں ہیں۔رہ لیگا۔تم فکر نہ کرو۔۔ممی کی بات سچ بھی ہو سکتی ہے۔۔ہو سکتا ہے اُس کے پاس اپنا الگ گھر ہے۔ وہیں جا رہا ہو گا۔۔"

ایوب نے ماں کو مشورہ دیا۔۔

" ممی اس کو بولیں جانے سے پہلے گھر کے کاغذات دے کر جائے۔۔"

ڈینیل سُن چکا تھا۔۔ہال سے ہی بولا۔۔

" کل میرا وکیل ممی کو کاغذات دے جائے گا۔۔"

اُس نے اپنی جیکٹ واپس پہننے کے بعد فون، گھڑی، والٹ اور اپنا آفس بیگ اُٹھایا۔۔ایک ہاتھ میں ہینڈ کیری کا ہینڈل پکڑا ہوا تھا۔۔

اُس کو بیرونی دروازے کی جانب بڑھتا دیکھ کر آئمہ بھاگتی ہوئی اُس کے پیچھے آئی۔۔ساتھ ساتھ

اپنے بھل بھل بہتے آنسو صاف کرتی جا رہی تھی۔۔
"میں سب کو کہہ رہی ہوں کہ کوئی تو آپ کو رکنے کا کہے۔۔ میری بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ سب چھوٹی ہو بیوقوف ہو کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں۔۔ مگر بھائی میں بیوقوف نہیں ہوں۔"
"مجھے یقین ہے۔۔ تم سے زیادہ پیارا دل اس گھر میں کسی اور کا ہے ہی نہیں ہے۔۔"
ڈین نے اپنا سامان ڈرائیور کو تھمایا۔۔ جو اسے گاڑی میں رکھنے لگا۔۔
خود بہن کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔ اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نرمی سے بولنے لگا۔۔
"اس گھر سے چلے جانے کا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ میں تمہاری زندگی سے جا رہا ہوں۔ کچھ فیصلے سخت ہوتے ہیں۔ مشکلات کا شکار کرتے ہیں۔۔ مگر وہ فیصلے ضروری بھی بہت ہوتے ہیں۔۔ مجھے بھی اپنے آپ کو تلاش کرنے دو۔۔ آخر میری زندگی کا مقصد ہے کیا؟ سارہ کو واپس لانا ہے یا نہیں۔۔ یہ اب فیصلے کرنے کے لیے مجھے وقت چاہیے۔۔"
"آپ کہاں جائیں گے۔۔ کہاں رہیں گے۔۔ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ ایوب برا ہے۔۔ اس کو گھر سے نکالیں۔ آپ خود نہ جائیں۔۔"
"اب جبکہ سب کو پتا چل گیا ہے۔ کہ یہ گھر ممی کے نام ہے۔۔ مجھے یہاں پر کوئی بھی برداشت نہیں کرے گا۔۔ اس سے پہلے کہ چہرے مزید واضح ہوں۔ میں اپنا بھرم قائم رکھنا چاہتا ہوں۔ یہی سوچنا چاہتا ہوں کہ ممی کو بھی مجھ سے ویسی ہی محبت ہے جیسی اپنی باقی اولاد سے ہے۔ اگر یہاں رہوں گا۔۔ میرے بھرم بکھر جانے ہیں۔۔ اس لیے جانے دو۔۔"
"ٹھیک ہے، پھر میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔۔"
ڈین نے اُس کے آنسو صاف کرتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔
"تم کہاں جاؤ گی؟"
"وہیں جہاں آپ جائیں گے۔۔"
"فالحال تو ہوٹل میں کمرہ ڈھونڈنے جا رہا ہوں۔۔ ہاں پر جیسے ہی گھر لیا۔ تمہیں بھی لے جاؤں گا۔۔"

"گھر کب لیں گے؟"

"کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں۔۔"

"ہوٹل میں کیسے رہیں گے؟"

"جیسے دوسرے لوگ رہتے ہیں۔"

"سارہ آپا کو لے آئیں گے نا۔۔؟"

"میں چلتا ہوں۔۔فون آن ہی ہے۔جب چاہو کال کر لینا۔۔اور ہاں کل ڈرائیور کے ہاتھ میرا کچھ اور سامان بھیج دینا۔۔اور سنو، میرے ڈریسنگ کے دراز میں کمرے کی چابی رکھی ہے۔۔کمرے کو لاک لگا کر چابی اپنے پاس رکھنا۔۔کمرے میں سارہ کی چیزیں ہیں۔۔اس لیے احتیاط ہی رکھنا۔۔۔"

"میرے ہوتے آپ کو کسی قسم کی ٹینشن پالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔میں سب خیال رکھوں گی۔۔"

ڈین نے بہن کے گال پر پیار دیا اور ڈرائیور کو ساتھ لیے بغیر خود ہی واپس روانہ ہو گیا۔۔

☆.....☆.....☆

ڈھلتی ہوئی شام کا سورج سارے اُفق پر نارنجی روشنی پھیلا کر لوگوں کو اپنے سحر میں مبتلا کیے ہوئے تھا۔ اس کا ایک دیوانہ سینے پر ہاتھ باندھے یک ٹک آسمان کو تکے جا رہا تھا۔۔بڑھی ہوئی داڑھی۔۔سفید پرشکن شلوار قمیض۔۔تھکا ہوا چہرہ۔۔مگر ہمت جواں۔۔

تھوڑی دیر پہلے اُس کا بھانجا آپریشن تھیٹر سے باہر آیا تھا۔۔ڈاکٹروں نے تسلی بخش جواب دیا تھا۔کہ آپریشن کامیاب ہوا ہے۔

ماریہ نے آ کر اس کے گرد بانہوں کا ہار بنایا اور کچھ کہے بغیر اپنا سر اُس کے سینے پر رکھنے کے بعد سامنے تاحدِ نگاہ پھیلے آسمان کو دیکھنے لگی۔۔

کچھ منٹ بعد ڈینیل نے سینے پہ بندھے بازو کھول کر بہن کو بانہوں میں بھر کر مزید اپنے قریب کیا اور اُس کے بالوں پر اپنے لب رکھے۔۔

اس دوران ماریہ کے لب بُری طرح کپکپا رہے تھے۔۔

اس کے اندر جذبات کا ایک سمندر اُمڈ رہا تھا۔۔

خاموش آنسو ڈین کے دامن کو بھگوتے رہے۔۔ وہ جان کر بھی انجان بنا کھڑا رہا۔ جتنی پریشانی سے ماریہ گزری تھی۔اس کے لیے بہتر تھا کہ رو کر اپنے اندر کا غبار نکال لیتی۔۔۔

مگر وہ ماریہ کی آواز پر چونکا۔۔ جو دھیمے سے بولتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

"ایک دن مجھے نور جہاں مرحومہ کی بیٹیوں کا انٹرویو سُننے کا اتفاق ہوا تھا۔ میں جو سمجھتی آئی تھی کہ ساری اولاد ایک ہی والد سے ہے۔اُس دن مجھے علم ہوا کہ ہما ان کی سگی بہن نہیں تھیں۔ پر جانتے ہو چھوٹی تینوں بہنیں اپنی اس بڑی بہن کو یاد کرتے ہوئے رو رہی تھیں۔اور ان کے الفاظ یہ تھے کہ ہماری بہن نہیں تھیں۔۔ وہ ہماری ماں تھیں۔۔ کیونکہ نور جہاں تو ریکارڈنگ میں مصروف ہوتی تھیں۔تو اس صورت میں ملازماؤں کی بجائے وہ ہما جی سے کہہ کر جایا کرتی تھیں کہ اپنی بہنوں کا خیال رکھنا۔۔۔ وہ بخوشی ان کے فیڈر بناتیں۔۔ ان کے بال سنوارتیں۔ ماں والا ہر کام وہ کرتیں۔۔۔حتیٰ کے جب ان کے اپنے بچے جوان ہو گئے تب بھی وہ اپنی چھوٹی بہنوں کا تعارف اپنی اولاد کہہ کر کرواتی تھیں۔۔ کیونکہ ان کے اندر ممتا کا اک جہاں آباد تھا۔۔نور جہاں کی ایک بیٹی کہتی ہیں۔کہ جب لوگ حیران ہو کر ہم سے کہتے ہیں کہ ہائے آپ لوگ آپس میں سوتیلے ہو۔تو کہتی ہیں میں ان کو جواب دیتی ہوں۔۔ بھلا بہن بھائی بھی آپس میں کبھی سوتیلے ہوئے ہیں۔۔ ہم لوگوں کو تو صرف اتنا پتا ہے۔ہم بہنیں ہیں۔ سگے سوتیلے کا تو ہمارے خاندان میں کبھی زکر ہی نہیں ہوا ہے۔۔

میں تم سے یہ بات اسلیے شیئر کر رہی ہوں۔۔ کیونکہ میں نے بڑی چھوٹی عمر میں باپ کو کھو دیا تھا۔ مگر آج تک مجھے کسی مقام پر کبھی باپ کی کمی محسوس نہیں ہوئی ہے۔ جانتے ہو کیوں۔؟ کیونکہ تم نے مجھے باپ والا پیار تحفظ اور احساس دیا ہے۔۔ ہمیشہ جب بھی مجھے ضرورت پڑی ہے۔۔تم میرے ساتھ رہے ہو۔میرے ہر غلط رویے کو چپ چاپ سُنتے رہے۔۔ مجھے کبھی چھوڑا نہیں۔۔ ایسا تو بس باپ ہی کرتے ہیں نا۔۔۔ جب احمد کو ہاسپٹل ایڈمٹ کرنے کا بولا گیا تھا۔ احمد کا باپ اُس وقت میرے پاس تھا۔ ممی تھیں۔۔ احمد کے دادا دادی تھے۔۔مگر میرے دل کو ایک ہی بے چینی تھی کہ بس کوئی جلد از جلد تمہیں فون کر کے بلائے۔۔ تم آ کر سب کچھ سنبھال لو گے۔۔ یہ یقین میرے دل میں بیٹھا ہوا ہے۔۔اب مجھے احساس ہوا ہے۔۔ میں غالب ایوب یا ممی پر اس طرح سے یقین نہیں رکھتی ہوں۔

اپنے شوہر پر بھی ایسا بھروسہ نہیں ہے۔ یہ سب لوگ میرے پاس تھے۔۔اور مجھے چین تب پڑا۔۔ جب تم آئے۔۔جیسے اپنا ہر مسئلہ لے کر میں تمہارے پاس اس یقین سے آتی تھی کہ تم نے ٹھیک کر لینا ہے۔ مجھے احمد کی دفعہ بھی یہی یقین تھا۔۔کوئی اس کو بتائے وہ آکر سب ٹھیک کر لے گا۔۔۔ ڈاکٹروں سے مل لے گا۔ کیونکہ تمہیں بات کرنا آتا ہے۔ میرا وہ بھائی جو میرا سب سے زیادہ اپنا ہے۔۔جس کے ساتھ میں نے ہمیشہ ناانصافی کی ہے۔۔میرے بیٹے کی بیماری کا سُن کر بیچ میٹنگ کے ہونے کے باوجود سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چلا آیا۔۔پچھلے تین دن سے میرے ساتھ ہسپتال میں رُکا ہوا ہے۔۔ڈین مجھے معاف کر دو۔۔"

آخری فقرہ ماریہ نے بھرائی ہوئی آواز میں ادا کیا تھا۔۔

ڈین نے ایک ہاتھ سے اسکا چہرہ اپنے سینے سے اُٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر ناک چڑھا کر بولا۔۔

"رونا بند کر دو۔۔ایسا لگ رہا ہے۔جیسے پورسلین کی ڈول پگھل رہی ہو۔۔"

"ہیں۔۔اتنی بری لگ رہی ہوں؟"

"اس سے بھی زیادہ۔۔"

" کیا اسی لیے احمد کا باپ مجھے روتا دیکھ کر فوراً سے ہر بات مان جاتا ہے۔۔؟"

"بچارہ اس خوفناک منظر سے جان چھڑانے کے لیے جان بھی دے سکتا ہے۔۔۔"

"اچھا اب میں اتنی بھی بری نہیں لگ رہی ہوں۔۔"

ماریہ نے ڈین کی جیب سے برامد ہونے والے رومال کے ساتھ اپنا چہرہ صاف کیا۔۔

"اگلی دفعہ شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر رونا۔۔ساری غلط فہمی دور ہو جائے گی۔"

"ڈین تم بہت برے ہو۔"

"ہاں اس طعنے کے ساتھ جی سکتا ہوں۔۔ویسے بھی آج کل ہر طرف سے یہی سُننے کو مل رہا ہے۔۔"

"سارہ کو منا کیوں نہیں لیتے ہو۔۔؟"

ڈین نے گہری سانس بھر کر بہن کی سوالیہ نظروں پر ایک اچٹتی نظر ڈال کر دور آسمان میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔۔کوشش نہیں کی ہوگی۔۔مگر وہ ماننے سے انکاری ہے۔۔"

"سارہ اتنی سخت دل کی تو نہیں ہے۔تم نے صحیح سے منایا ہی نہیں ہوگا۔"

"میں نے اس کا دل توڑا ہے۔اُس کو مجھ پر مان تھا۔۔میں نے اس کا مان توڑ دیا۔اب وہ میری کوئی بات سننا نہیں چاہتی ہے۔۔میری شکل دیکھنے کی روادار نہیں ہے۔۔پہلے اُس نے میرا فون نمبر بلاک کیا۔۔پھر سم بدل لی۔۔سامنے جاؤں تو راستہ بدل لیتی ہے۔۔مجھے نہیں لگتا وہ مانے گی۔۔وہ طلاق لینا چاہتی ہے۔۔"

"عدالت کی طرف سے آئے نوٹس کو چار ماہ گزر گئے۔۔اس کے بعد تو کوئی نیا نوٹس نہیں آیا نا۔۔؟"

ڈین نے سر نفی میں ہلایا۔۔

"میں سارہ سے بات کروں۔؟"

ڈین نے کندھے اچکائے۔۔

ماریہ نے ہاتھ اُٹھا کر اس کے چھوٹے چھوٹے گھنگھریالے بالوں کو سیٹ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔۔

"کیا تم ممی سے ناراض ہو؟"

"نہیں تو۔۔"

"پھر گھر کیوں نہیں آتے ہو؟"

"کیونکہ اب وہ میرے بھائیوں کا گھر ہے۔۔جب بلائیں گے، چلا جاؤں گا۔بن بلائے کیسے جاؤں۔۔"

"ممی سے ملنے جانے کو بھی دل نہیں کرتا ہے؟"

"ممی سے میں ہر ہفتے مل لیتا ہوں۔جب وہ گروسری شاپنگ کے لیے جاتی ہیں۔۔میں گھنٹہ دو اُن کے ساتھ گزارنے کے بعد ان کو واپس جانے دیتا ہوں۔۔"

"جانتی ہوں۔۔ان کو لنچ کرواتے ہو۔اس کے بعد شاپنگ کرواتے ہو۔۔وہ رو رہی تھیں کہ اب تم اُن کے ساتھ پہلے جیسے بات نہیں کرتے ہو۔بدل گئے ہو۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔کیا میں بدل گیا ہوں؟"

"نہیں میرے لیے تو وہی ڈین ہو۔۔کالے کلوٹے۔۔۔ہاں تم اداس لگتے ہو۔۔دکھی بھی۔۔سارہ کو مس کرتے ہو نا۔"

ڈین نے کوئی جواب نہ دیا۔۔

ماریہ کتنی دیر تک غور سے اس کے چہرے کو دیکھتی رہی۔۔پھر نم آنکھوں کے ساتھ اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھر کر گال چوم لیے۔۔

ڈین مسکراتے ہوئے بولا۔۔

"بس کردو۔۔کہیں سارا پیار ایک ہی دن لٹا کر اگلے دن پھر لڑ رہی ہو۔۔"

ماریہ کی ہنسی نکل گئی۔۔

پھر پوچھا۔۔

"کیا ابھی تک ہوٹل میں ہی رہ رہے ہو؟"

"ہوں۔۔"

"گھر کیوں نہیں لیتے ہو۔۔؟"

"گھر والی کو منالوں۔۔پھر گھر بھی لے لوں گا۔۔"

"اگر وہ کبھی نہ مانی تو؟"

"تو کیا۔۔۔"

"پھر کیا کرو گے۔۔؟"

"کرنا کیا ہے۔۔زندگی تو گزر رہی جانی ہے۔۔"

"اچھا بھلا ممی تمہاری دوسری شادی کروا رہی تھیں۔۔"

ڈین ہنسنے لگ گیا۔۔

"ان کو منع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔؟اب تک تم نئی بیوی کے ساتھ نیا گھر لے کر زندگی شروع بھی کر چکے ہوتے۔۔"

"ہائے کاش میرے لیے یہ سب اتنا آسان ہوتا۔۔۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔تم ایسا کبھی نہیں کر پاتے۔۔کیونکہ تم وہ انسان ہو۔۔جس کے بہن بھائیوں

نے اس کے ساتھ کبھی اچھا نہیں کیا۔۔۔ ماں نے ہمیشہ تمہارے جذبات سے کھیلا۔۔ جواب میں تم نے ہم سب کے ساتھ کبھی برا نہیں کیا۔۔۔ ہمیں تمہاری ضرورت تھی۔۔ آزاد خود مختار تم تھے۔۔ مگر پھر بھی تم نے ہمیں نہیں چھوڑا۔۔ تو ایسا انسان اپنی بیوی کو کیسے بھول سکتا ہے۔۔ جس بیوی نے تمہارے ساتھ سوائے محبت اور اچھائی کے اور کوئی رویہ نہیں رکھا۔۔۔"

"ہاں مگر میں تو اس کے ساتھ اچھا نہیں رہا نا۔۔ اس کو اگنور کیا۔۔ محبت کے جواب میں ہمیشہ لاپرواہی برتی۔۔ اس کی خواہشات کا کبھی احترام نہیں کیا۔۔ کبھی اس سے یہ نہیں پوچھا وہ مجھ سے کیا چاہتی ہے۔۔۔"

"ڈین اس سب کے باوجود وہ تمہارے ساتھ خوش تھی۔۔"

"تم کیسے کہہ سکتی ہو۔۔؟"

"کیونکہ جب وہ تمہیں دیکھتی تھی۔۔ اُس کی آنکھیں چمک اُٹھتی تھیں۔۔"

"اب نہیں چمکتی ہیں۔۔ اب وہ انجان بن کر گزر جاتی ہے۔۔ میں نے اُس کو گھر سے جانے کا بول کر آخری کیل ٹھونک دیا ہوا ہے۔۔۔ میں کیسے اپنے الفاظ واپس لوں۔۔۔ اُس نے مجھے کہا تھا کہ میں اس کو جانے نہ دوں۔۔ کیونکہ اگر وہ چلی گئی واپس کبھی نہیں آئے گی۔۔ میں ممی کی وجہ سے پریشان تھا۔۔ میں نے اس کی بات کو سیریس نہیں لیا۔۔"

"قصور تمہارا نہیں ہے۔۔ ہمارا ہے۔۔ ہم نے تمہارے رنگ کو لے کر ہمیشہ تمہیں احساسِ کمتری میں ہی مبتلا کرنا چاہا ہے۔۔ اور اسی وجہ سے تم نے سارہ کی محبت پر شک کیا۔۔ تمہیں تو یہی لگا ہوگا۔۔ اگر تمہارے بہن بھائی تم سے محبت نہیں کر پائے تو۔۔ یہ عورت کیسے کرے گی۔"

"ماریہ تم چپ کر جاؤ۔۔ اتنی سچائی ایک دن میں برداشت نہ ہوگی۔۔ کیوں میرا ہارٹ فیل کروانا ہے۔۔"

"سائیکالوجی ہمیشہ سے میرا پسندیدہ مضمون رہا ہے۔۔ کچھ میں نے تمہارے اور سارہ کے بارے میں بہت سوچا ہے۔۔"

"ہماری چھوڑو۔۔ اپنے گھر خوش رہو۔۔ انشاءاللہ احمد دو دن بعد ڈسچارج ہو جائے گا۔۔ بھرپور صحت مند زندگی گزارے گا۔۔"

"انشاءاللہ آمین۔۔۔"

"میں تھوڑی دیر کے لے جا رہا ہوں۔۔کپڑے بدل آؤں۔۔اور مارکو کا پتا کروں۔۔ڈرائیور کے حوالے کر کے آیا تھا۔۔بڑا موڈی ہے۔۔کھانا کھاتے ہوئے نخرے کرتا ہے۔۔"

ماریہ نے اس کے سینے پر تھپکی دیتے ہوئے زور دے کر کہا۔۔

" گھر جاؤ۔۔نہاؤ آرام کرو۔۔تم نے میرا بہت ساتھ دیا ہے۔ممی احمد کے پاس ہیں۔اس کی دادی اور پھوپھی یہیں ہیں۔۔میں بھی گھر جا رہی ہوں۔۔تمہارے لیے اچھا سا کھانا بنا کر لاؤں گی۔۔ڈنر ایک ساتھ کریں گے۔۔اس کے بعد میں واپس ہسپتال آجاؤں گی۔۔"

ڈین نے غور سے بہن کو دیکھا۔۔

اپنے دو ماہ کے بیٹے کی بیماری نے اس کو جیسے نچوڑ کر رکھ دیا تھا۔۔احمد کو پیدائشی طور پر دل میں مسئلہ تھا۔۔جس کی وجہ سے دو ماہ سے دوائیوں پر تھا۔۔مگر چار دن پہلے حالت بگڑ جانے کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہوا تھا۔۔فوری آپریشن ہونا طے پایا۔۔ڈاکٹروں نے تسلی تو بہت دی تھی۔۔مگر ننھے احمد کی عمر اور سائز کی وجہ سے ہر ایک کی جان سولی پر ہی اٹکی رہی۔۔سب سے زیادہ متاثر ماریہ ہوئی تھی۔۔بہت دنوں کے بعد آج مسکرائی تھی۔۔کیونکہ ڈاکٹروں نے کہا تھا۔۔احمد اب بالکل صحت مند ہے۔۔۔

☆.....☆.....☆

ریسپشن سے وارڈ کا نمبر پوچھنے کے بعد سیڑھیاں عبور کر کے اوپر آئی اور یک دم رُک گئی۔۔

سیڑھیوں کے بالکل سامنے بالکونی میں دو لوگ کھڑے نظر آئے۔۔

ایک عورت اور ایک مرد۔۔اس مرد کو وہ ہزاروں لوگوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔۔حلانکہ اُس آدمی کی سیڑھیوں کی جانب پُشت تھی۔۔اس کے باوجود سارہ کو اپنا دل پسلیاں توڑ کر باہر نکلتا محسوس ہوا۔۔

کیونکہ سامنے ڈینیل مراد تھا۔۔پوری دنیا میں واحد آدمی جو سارہ اقبال کے دل کی دھڑکن کو بے ترتیب کرنے کا اختیار رکھتا تھا۔۔

سارہ نے خود کو ڈانٹا۔۔

(اُس کو یوں ندیدوں کی طرح مت گھورو۔۔تم اُس سے نفرت کرتی ہو۔۔پچھلے چھ ماہ سے تم لوگ

الگ ہو۔۔ بہت جلد وہ تمہیں طلاق دے دیگا۔۔ اس لیے دلِ مضطر کا یوں مچلنا اچھی بات نہیں ہے۔۔)

سارہ نے گہری سانس بھرتے ہوئے قدم آگے بڑھائے مگر ڈین کو پلٹتا دیکھ کر تیر کی طرح مڑی اور نیچے کی جانب دوڑ لگا دی۔۔

بیرونی دروازے کی مخالف میں چلتے ہوئے سیڑھیوں سے دور جا کر چور نظروں سے سیڑھیوں کی طرف دیکھنے لگی۔۔

کچھ دیر بعد ڈین سیڑھیوں سے اُترتا نظر آیا۔

سارہ کی نظریں اس کے سراپے سے چپک سی گئیں۔۔۔

آنکھوں پر سیاہ شیشے چڑھائے۔۔ وہ متوازن قدم اُٹھاتا نیچے آیا اور ناک کی سمت چلتا بیرونی دروازہ پار کر گیا۔۔

"اوئے مس جی۔۔۔!!!۔۔۔"

ایک دم کان میں پڑنے والی چنگھاڑ سن کر وہ اس بُری طرح اچھلی۔۔

گردن گھما کر دیکھا۔۔ باجی شاہدہ آنکھیں پھاڑے منہ پر ہاتھ رکھے سر تا پیر اس کا جائزہ لے رہی تھی۔۔

"باجی شاہدہ آپ۔۔۔ ڈرا ہی دیا ہے۔۔"

"مس جی تم ادھر کیا کرنے آیا ہے؟ اور تم ایسے چپ کر دانیال بھائی کو کیوں دیکھ رہا تھا۔۔؟"

سارہ نے اپنا سر ہلا کر جیسے ڈینیل کی تصویر کو جھٹکا۔۔۔

"شاہدہ باجی۔۔ ایک منٹ۔۔ پہلے آپ یہ بتائیں آپ اس طرح سے ٹوٹی پھوٹی اردو کیوں بول رہی ہیں۔ جبکہ سکول میں آپ ٹھیک ٹھاک اردو بولتی ہیں۔ اور دوسرا ڈینیل کو آپ بھائی کیوں بول رہی ہیں۔؟ اور تیسرا آپ ادھر کیسے، سب ٹھیک ہے۔۔؟"

"ہاں ہاں میں بالکل ٹھیک۔۔ میں ادھر کام کرتی ہے۔۔ صبح کے وقات سکول میں۔۔ شام کے وقات تین گھنٹہ ادھر آتی ہے۔۔ اس کے بعد پھر گھر۔۔ اور سکول میں تو وہ جو ہے نا سڑی ہوئی ہیڈ مسٹریس۔۔ وہ دھمکی دیتی ہے۔۔ اگر ادھر اردو میں بات نہ کیا تو نوکری کھتم۔۔ اس لیے وہاں منہ

ٹیڑھا کر کے بات کرتی ہوں۔۔ادھر ایسا کوئی پابندی نہیں ہے۔۔اور دانیال بھائی۔۔مس جی سب سے پہلے تو میری ایک بات تو یہ مانو، دانیال بھائی کے کارڈ کا جواب لکھو اور اس کو بولو کہ اپنی ماں کو آپ کے گھر رشتے کے لیے بھیجے۔۔مس جی میں بتا رہی ہو۔۔یہ آدمی ناہی ہے۔۔پھرشتہ ہے پھرشتہ۔۔۔اس کا بھانجہ ادھر ہسپتال میں داخل ہے۔۔آج اس کا اپریشن ہوا ہے۔۔اور یہ اپنی بہن کے ساتھ سارا اوقات ادھر موجود رہا ہے۔۔بوحط صدقہ کیا ہے۔۔بوحط دعا کیا ہے۔۔مجھے اور اماں سعدیہ کو بولا۔۔میرے بھانجے کے لیے دعا کرو۔۔اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو میں تم دونوں کو حج پر بھیجے گا۔۔بس مس جی بوحط دعا کی ہے۔۔دن رات دعا کی ہے۔۔آج اس کا اپریشن کامیاب ہوئی ہے۔۔اب انشاء اللہ تعالیٰ ام حج پہ جائے گی۔۔مس جی تم اس کو ہاں بول دو۔۔"

سارہ سب سنتی رہی۔۔۔پھر اپنے ہینڈ بیگ کو ایک کندھے سے دوسرے پر منتقل کرتے ہوئے بولی۔۔

"شاہدہ باجی۔۔۔آپ کا بھائی دانیال۔۔۔میرا شوہر ہے۔"

شاہدہ کا منہ کھل گیا۔۔

پھر ایک دم جیسے ہوش میں آئی۔۔ہاتھ ملتے ہوئے افسوس سے بولی۔۔

"اللہ اللہ۔۔۔نہ نہ نہ۔۔۔دانیال بھائی تمہارا شوہر ہے؟ اوئی میری ماں۔۔یہ تو قیامت کا نشانی لگتا ہے۔۔یعنی شوہر اپنی ہی بیوی کو پول بھیجتا ہے۔اور پیر چپ چپ کر دیکھتا ہے۔۔مس جی میں تو سمجھی تھی۔۔تم بوحط اچا لڑکی ہے۔۔بوحط نیک ہے۔غیر آدمی تم پر لائین مار رہا ہے۔ اور تم اس کی پرواہ نہیں کرتی۔۔مگر ادھر تو سیدھا جہنم میں جانے کا انتظام کیئے بیٹی ہو۔۔"

"تم کیا کہنا چاہ رہی ہو؟"

"شوہر کو نخرہ دیکھانا۔۔شوہر کا بات ناہی ماننا۔۔یہ سب تو جہنمی عورت کا نشانی ہے۔۔"

"یا اللہ، میں کہاں پھنس گئی ہوں۔۔شاہدہ باجی۔۔ویسے تو اگر میں آپ کے جیسی سوچ کی مالک ہوتی۔کینڈی کو اس کے کور سے جج کرنے والی۔تو میں بھی یہ کہہ سکتی تھی۔عورتوں کا نکلی ناخون لگانا حرام ہے۔۔اور جب شوہر مر جائے تو اس کے بعد زلفوں کو نت نئے رنگ میں رنگ کر فیشن کرنا بھی حرام ہے۔۔مگر میں ایسا کچھ نہیں کہوں گی۔۔اللہ حافظ۔۔"

شاہدہ کو وہیں کھڑا چھوڑ کر وہ اوپری منزل پہ چلی گئی۔

شاہدہ اپنے ساتھ کھڑی اماں سعدیہ سے بولی۔۔

"جاتے جاتے مس مجھے بات لگا گئی ہے۔۔"

اماں سعدیہ نے پشتو میں کچھ کہا۔۔اور دوسری جانب چل پڑی۔۔

کمرے کے اندر سے آوازیں آ رہی تھی۔اُس نے پسینہ آئی ہتھیلی سے ابھی دروازے کا ہینڈل تھاما ہی تھا۔جب دروازہ پورا کھل گیا۔۔

ماریہ اپنے سامنے سارہ کو کھڑا دیکھ کر یک دم خوشی سے کھل اُٹھی۔۔

پیار بھرے انداز میں بولی۔۔

"سارہ۔۔"

سارہ نے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے سلام کیا۔۔

"وعلیکم السلام۔۔کیسی ہو؟"

"اصل میں آج عمارہ نے زکر کیا، کالج میں اس کی آئمہ سے ملاقات ہوئی ہے۔۔اور آئمہ نے احمد کے آپریشن کا بتایا۔۔ مجھے تمہارے بیٹے کی بیماری کا علم نہیں تھا۔ ورنہ میں پہلے ہی اُس کی خیریت جاننے کو آ جاتی۔۔آج ہی پتا چلا تو رہا نہیں گیا۔۔اگر تمہیں میرا یوں چلے آنا۔۔"

ماریہ نے اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈالتے ہوئے سارہ کو چپ کروا دیا۔۔

"بہت دنوں بعد کوئی خوشی ملی ہے۔۔کاش تم کچھ دیر پہلے آتیں۔تو کوئی اور بھی تمہیں دیکھ لیتا۔۔"

جس طرح سارہ نے نظر چرائی۔۔ماریہ پوچھے بنا نہ رہ سکی۔۔

"تم نے ڈینیل کو جاتے دیکھ لیا ہے تب ہی آئی ہو نا؟

خیر یہ باتیں تو ہوتی رہیں گی۔۔آؤ اندر آؤ، میرے بیٹے سے ملو۔۔"

سارہ نے پھول اور تحفوں والا بیگ آگے کیا۔۔

"یہ میں احمد کے لیے لائی تھی۔۔"

ماریہ نے اس کے ہاتھ سے بیگ لے کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت شکریہ احمد کی ممانی۔۔"

سارہ جواب میں مسکرا بھی نہ سکی۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی نادیہ بیگم کی بڑبڑاہٹ سنائی دی، وہ ماریہ کی ساس کے کان کے پاس جھک کر کہہ رہی تھی۔۔

"بہن جی، یہ جو مڈل کلاس لوگ ہوتے ہیں نا۔۔ان کا تعویز گنڈوں پر بڑا یقین ہوتا ہے۔۔میں اس لڑکی کو پہلے دن سے سمجھاتی آئی ہوں۔۔کہ حسد کرنے والوں کے سامنے اپنی خوشی کا اظہار نہیں کرتے ہیں۔۔"

ماریہ کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوگئی۔۔ماں کو مخاطب کرتے ہوئے بولی۔۔

"ممی سارہ اس وقت میری مہمان ہے۔۔خدا کے لیے مجھے اس کے سامنے یوں شرمندہ نہ کریں۔۔ آپ کی ان باتوں کا کوئی حاصل وصول نہیں ہونا ہے۔۔ بلکہ بہت نقصان ہو رہا ہے۔۔میرا جان سے پیارا بھائی دکھی ہے۔۔مجھ سے اس کو ایسی حالت میں دیکھا نہیں جاتا ہے۔۔آپ کے دل میں زرا رحم نہیں آتا ہے۔۔ممی اگر مجھے آپ کے اور ڈینیل کے درمیان کسی ایک کو چننا پڑا نا۔۔آپ کا ادب اپنی جگہ۔۔آپ سے محبت اپنی جگہ۔۔مگر میں اپنے بھائی کی خوشی چنوں گی۔۔"

ماریہ سارہ کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔۔پھر بھرائی ہوئی آنکھوں سے سارہ کی نظروں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔

"سارہ اُس کو معاف کر دو۔۔پلیز۔۔۔وہ بُرا نہیں ہے۔۔بس اُس نے زندگی میں ٹھوکریں اتنی کھائی ہوئی ہیں۔کہ وہ ہر انسان کو مطلبی ہی سمجھتا ہے۔۔وہ تمہیں پہچان نہ پایا۔۔میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑ لیتی ہوں۔پلیز ڈین کے پاس آجاؤ۔۔"

سارہ نے اس کو ہاتھ جوڑنے نہیں دیئے۔۔

"ماریہ میری تمام نیک تمنائیں تمہارے اور تمہاری فیملی کے ساتھ ہیں۔۔اللہ کرے تمہارا بیٹا لمبی عمر پائے۔۔اور اپنے بڑے ماموں جیسا سعادت مند بیٹا ثابت ہو۔۔میں چلتی ہوں۔۔پھر کبھی آؤں گی۔۔"

اُس نے ماریہ کے ہاتھ چھوڑے اور آگے بڑھ کر بیڈ پر لیٹی ننھی جان کے ماتھے پر پیار کیا۔۔

پلٹنے سے پہلے اپنی ساس کے سامنے ایک پل کو رُکی۔۔

"میں نے آپ سے نفرت کبھی نہیں کی۔۔مگر اپنے شوہر کے ساتھ ہونے والی زیادتیاں دیکھ کر دل میں ہمیشہ آپ سے شکوے رہے ہیں۔۔مگر ایک بات میں مانتی ہوں۔۔آپ دنیا کی خوش قسمت ترین عورتوں میں سے ایک ہیں۔۔کیونکہ آپ کو اللہ نے ایک ایسے بیٹے سے نوازا ہوا ہے۔جو آپ کا بہت ادب کرتا ہے۔آپ سے اتنی محبت کرتا ہے۔مجھے یقین ہے اگر آپ اُس سے اُس کی جان بھی مانگ لیں گی۔تو وہ شخص انکار نہیں کرے گا۔۔ماں جی۔۔ایسے لوگوں کو استعمال نہیں کرتے۔۔ایسے لوگوں کی قدر کیا کرتے ہیں۔۔"

نادیہ نے فوراً وار کیا۔

"اتنا اچھا ہے۔۔تو پھر تم کیوں اس کو چھوڑ کر اپنے باپ کے گھر بیٹھی ہوئی ہو؟"

" کیونکہ اُس نے مجھ سے کہا تھا۔۔کہ میری وجہ سے اُس کی ماں بیمار ہوئی ہے۔۔میری وجہ سے اُس کا بھائی گھر سے نکالا گیا ہے۔۔کیونکہ میں نے اُس کی ماں کے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔۔اس وجہ سے اُس نے کہا اپنے گھر چلی جاؤ۔۔۔میں چلی گئی۔۔اور جانے والے واپس کم ہی آتے ہیں۔"

ماریہ کو ایک مجروح سی مسکراہٹ دے کر بھاری دل لیے وہ وہاں سے چلی آئی۔۔

☆.....☆.....☆

اک ہجر جو ہم کو لاحق ہے تا دیر اُسے دہرائیں کیا
وہ زہر جو دل میں اُتار لیا پھر اس کے ناز اُٹھائیں کیا
پھر آنکھیں لہو سے خالی ہیں یہ شمعیں بجھنے والی ہیں
ہم خود بھی کسی کے سوالی ہیں اس بات پہ ہم شرمائیں کیا
اک آگ غمِ تنہائی کی جو سارے بدن میں پھیل گئی
جب جسم ہی سارا جلتا ہو پھر دامنِ دل کو بچائیں کیا
وہ عشق جو ہم سے روٹھ گیا اب اسکا حال سُنائیں کیا
کوئی مہر نہیں کوئی قہر نہیں پھر سچا شعر سُنائیں کیا

ہوٹل پہنچتے ہی اس نے لباس تبدیل کرنے کے بعد سوئمنگ پول کا رخ کیا تھا۔۔

ز کے بغیر پانچ لیپ مکمل کرنے سے سانس بُری طرح پھولی ہوئی تھی۔۔

اُس نے پول کی سائیڈ پر کہنیاں رکھ کراُن پر چہرہ ٹکا کر ڈوب چکے سورج کو ڈھونڈ نا چاہا۔مگر وہاں صرف اندھیرا ملا۔۔۔

نہ جانے کیوں اندھیرا چھاتے ہی دل کی تنہائی مزید گہری ہو جاتی تھی۔۔ہونٹ یوں سیدھی لائن میں سیٹ رہتے جیسے مسکرانا بھول گئے ہوں۔۔

دل خاموش پریشان اداس رہتا تھا۔۔

بازوؤں پر وزن ڈال کر خود کو پول سے باہر نکالا۔۔

پاس رکھی کرسی سے تولیہ اٹھا کر چہرہ صاف کرنے کے بعد تولیے کو گردن کے گرد ڈال کر پیروں میں چپل پہنےاور واپس اپنے کمرے کا رُخ کیا۔۔

اُس کا کمرہ سب سے آخری منزل پر تھا۔۔جہاں سے شہر کا منظر انتہائی دلکش تھا۔۔

شاور لینے کے بعد گرے شلوار سوٹ پہنا اور روم سروس سے منگوایا جوس لے کر بالکونی پر رکھی کرسی پر نیم دراز ہو گیا۔۔

چھوٹے چھوٹے گھونٹ پیتے ہوئے سگریٹ کے دھوئیں میں شہر کی روشنیوں کو دیکھتا رہا۔۔

ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔۔اس کے بال ابھی تک گیلے تھے۔۔مگر وہ بے نیازی کی تصویر بنا لیٹا رہا۔

یہاں تک کہ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔

وہ اٹھ کر سست روقدموں سے دروازے تک آیا۔۔

جس کی دوسری جانب ماریہ کو کھڑے پایا۔۔

"سو تو نہیں گئے تھے۔۔؟ اُف کتنی سموکنگ کرو گے۔اس لت کی جان کیوں نہیں چھوڑتے ہو۔۔"

وہ ہاتھوں میں دو بڑے بڑے بیگ اُٹھائے اندر آتے ہوئے بولی۔

وہ جواب دینے لگا تھا۔مگر آئمہ کو دیکھ کر خوش گوار حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔۔

"تمہیں بھی آخر بے بی سیٹنگ سے چھٹی مل ہی گئی۔۔"

اُس نے بہن کو ساتھ لگایا۔۔جو اُس کے گرد بازوؤں کا حلقہ تنگ کرتے ہوئے بولی۔۔

"کچھ نہ پوچھیں۔۔۔شمائلہ بھابھی قسم سے کسی بچے سے کم نہیں ہیں۔۔"

وہ دلکشی سے مسکرایا۔۔

ماریہ نے کھانا بالکونی پر ہی لگا دیا۔۔

تینوں بہن بھائی خاموشی سے کھانا کھانے میں لگ گئے۔۔تینوں ہی بولنا چاہتے تھے۔۔بہنیں یہ سوچ کر خاموش تھیں۔۔کہ بھائی اکتا نہ جائے کہ ہر وقت سوائے سارہ کے تم لوگوں کے پاس اور کوئی موضوع نہیں رہا۔۔اور وہ بار بار یوں گہری سوچ میں چلا جاتا جیسے وہاں ہو کر بھی وہاں نہ ہو۔۔

آخر ماریہ نے خاموشی توڑی۔۔

"سارہ احمد کو دیکھنے آئی تھی۔۔"

ڈین کا نوالہ راستے میں رکا۔۔ایک نظر بہن کو دیکھا پھر نوالہ منہ میں رکھا۔۔۔

ڈین کا جی چاہا پوچھے، 'کیسی تھی؟ کیسی لگ رہی تھی؟ کس رنگ کا سوٹ پہنے ہوئے تھی؟ بال کھلے ہوئے تھے یا باندھ کر آئی تھی؟ کیا اُس نے میرے بارے میں کچھ پوچھا؟ کیا اُس کے لبوں پر میرا زکر آیا؟ کیا میرے بارے میں پوچھتے ہوئے اُس کے چہرے پر اداسی تھی یا خوشی؟'

مگر خاموش رہا۔۔رغبت سے کھانا کھاتا رہا۔

اک آگ غمِ تنہائی کی جو سارے بدن میں پھیل گئی

جب جسم ہی سارا جلتا ہو پھر دامنِ دل کو بچائیں کیا؟

ہسپتال سے واپسی پر اُس نے کار کا ریڈیو لگایا تو اُس پر یہ غزل چل رہی تھی۔۔تب سے لیکر مسلسل اسی غزل کے بول دماغ میں ری پلے پر گھوم رہے تھے۔

ماریہ نے برتن سمیٹے۔۔آئمہ تین کپ کافی بنالائی۔۔

کافی پینے کے دوران اُس نے ماریہ اور ڈین کی کرسیوں کے درمیان بیٹھ کران کے ساتھ ایک سیلفی لے کر انسٹا گرام پر سارہ کو ٹیگ کر کے اپ لوڈ کی۔۔

دو منٹ بعد اپنے فون کی سکرین ڈین کے سامنے کی۔

سارہ نے تصویر پر کمنٹ کرنے کی بجائے انباکس میں ماشاءاللہ لکھ کر بھیجا تھا۔

ڈین نے پوچھا۔

"مجھے کیا دکھا رہی ہو؟"

"یہی کہ بھابھی آپ کو دیکھ کر ابھی بھی ماشاءاللہ کہتی ہیں۔۔"

"اتنی سی تم ہو۔۔مگر دماغ انتہائی شرارتی ہے۔"

"اتنے بڑے ہوگئے ہیں۔۔مگر شرمانے کی عادت اب تک نہیں گئی ہے۔"

آئمہ کی بات پر جہاں وہ مسکرایا۔۔وہیں ماریہ کا قہقہہ بلند ہوا۔۔ساتھ ہی بولی۔۔

"ویسے ڈین کیا میری دوستوں کو واپس میسج نہ کرنے کی وجہ بھی یہ شرماہٹ تھی؟"

ڈین نے بھنویں اچکا کر بہن سے پوچھا،

"سیریسلی؟"

"ہاں تو اور کیا۔۔"

"اُن کی کھلی آفرز کے جواب میں ردِعمل نہ دینے کی سب سے ٹھوس اور اہم وجہ تم تھیں۔۔ایک بلا کم تھی جو میں اس کی دوستوں کے ساتھ علیک سلیک بڑھا کر اپنی جان مزید عذاب میں ڈالتا۔۔"

ماریہ ہنستے ہوئے بولی۔

"یعنی میرے ڈر سے آگے نہیں بڑھے؟"

"جی جی۔۔اور دوسرا اپنا ایک اصول رہا ہے۔۔بہن کی دوست بھی اپنی بہن ہی ہوئی۔۔آف لمٹ۔۔باہر بہت لڑکیاں مل جاتی ہیں۔۔"

"یا اللہ ایک بھائی اتنا اصولوں والا دیا ہے۔۔اور ایک اس کا بالکل برعکس۔۔اُس کمینے کو میں کتنی دفعہ منع کر چکی ہوں کہ میری نند کو میسج کرنا بند کرو۔۔اب ایک کو میسج کرنا بند کر کے دوسری کے پیچھے پڑ گیا ہے۔۔۔"

ڈین نے پوچھا۔۔

"تمہیں کیسے پتا؟"

"میں نے نند کے فون میں اس کے میسج دیکھے تھے۔"

"کسی بہانے سے نند کا فون لینا۔۔اور اس کا نمبر بلاک کر دینا۔۔"

"نمبر بلاک کرنے سے کیا ہوگا۔۔کسی ایک جگہ پر بات ہو رہی ہو تو تب ہے نا۔۔انسٹاگرام پر بھی اپنی ہر تصویر میں اس کو ٹیگ کرتا ہے۔۔"

"آپ لوگ اس لڑکی کی فکر میں دبلے نہ ہوں۔۔وہ بھی اس کی ہر پوسٹ پر پہنچ کر کمنٹ کرکے آتی ہے۔۔ایویں نہ سمجھیں اس کو۔۔چار دن گفٹ وصول کرلے پھر خود ہی ایوب صاحب کو ہری جھنڈی دکھا دے گی۔۔اکیلا یہی ایک کھلاڑی نہیں پیدا ہوا ہے۔۔کئی لوگ اس کے بھی استاد ہیں۔۔اور آپ کی بڑی نندا نہی میں سے ایک ہے۔۔"

"یہ تو ہے۔۔خیر مجھے اب نکلنا چاہیے۔۔میرے جانے کے بعد ہی ممی گھر جائیں گی۔۔اور آج احمد کے ابا وہاں رُک رہے ہیں۔۔"

"چلو میں چھوڑ آتا ہوں۔"

"انسان ہو یا مشین؟ کتنے دنوں بعد تو آج وہاں سے واپس آئے ہو۔۔اپنی نیند پوری کرو۔۔ویسے بھی میں اپنے ڈرائیور کے ساتھ آئی ہوئی ہوں۔۔"

وہ بہنوں کے نہ نہ کرنے کے باوجود بھی ان کو گاڑی تک چھوڑنے آیا۔۔

ان کے جانے کے بعد واپس کمرے میں جانے کی بجائے واک کے لیے نکل آیا۔۔

ہوٹل کی چار دیواری میں ہی عمارت کے چاروں طرف باغ تھا۔

مصنوعی روشنیوں کی روشنی میں سارے باغ کا چکر لگانے کے بعد کمرے میں چلا آیا۔۔

بیڈ سے کمبل اُٹھایا اور بالکونی میں لانگ چیئر پر براجمان ہو کر کمبل اوڑھ لیا۔۔

چاند کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"میرے ہاتھوں میں مسلسل خارش ہو رہی ہے کہ میں اس کو میسج کروں۔۔

مگر میں جانتا ہوں۔۔وہ میسج پڑھے گی ہی نہیں۔۔اگر اتفاق سے پڑھ لیا تو جواب ہی نہیں دے گی۔۔

وہ اس وقت کیا کر رہی ہوگی؟

کیا کبھی بھول کر بھی اس کو میری یاد آتی ہوگی؟

میرے کسی کارڈ کا جواب نہیں دیا۔۔چلو اتنی تسلی تو ہے کہ کارڈ پھینکتی نہیں ہے۔۔شاید کبھی جواب بھی دے ہی دے۔۔"

اُٹھ کر کمرے میں گیا اور اپنا فون لے کر واپس وہیں آ بیٹھا۔۔

جب شروع میں اُس نے سارہ سے واٹس ایپ پر رابطہ کیا سارہ نے اس کو نہ صرف بلاک کیا بلکہ اپنا نمبر بھی بدل لیا۔۔اور پھر نئے نمبر سے بھی ڈین کو بلاک کر دیا۔۔

واٹس ایپ کے بعد وہ فیس بک پر بلاک ہوا۔۔تو فقط ایک انسٹا گرام کی سہولت بچ گئی۔۔

وہاں اُس نے صرف سارہ کو چھپ چھپ کر دیکھا۔۔کبھی رابطہ نہیں کیا۔انسٹا کھول کر سیدھا اُس کی آئی ڈی کے ان باکس پر گیا۔۔اور لکھ بھیجا۔۔

"hello"

میسج بھیجنے کے بعد چند سیکنڈ تک سکرین کو دیکھتا رہا مگر وہاں پر کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی۔۔اُس نے فون میز پر رکھا اور سگریٹ سلگا لیا۔۔

پانچ منٹ بعد میسج کی بیل بجی۔دوسری طرف سے جواب آیا تھا۔۔

"Hi"

پہلے تو یقین نہ آیا، کیا واقعی سارہ نے بلاک کرنے کی بجائے جواب دیا ہے۔

ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔

بچا کچا سگریٹ ہونٹوں میں دبا کر لکھ بھیجا۔۔

" کیسی ہو۔۔؟"

جواب آیا۔۔

" میسج کیوں کیا ہے؟"

گہری سانس بھرتے ہوئے اُس نے کہا،

"We need to talk."

پھر سے سوال آیا،

"About what?"

ڈین نے جواب دیا۔۔۔

"About Us"

جس پر ایک اور سوال آیا۔۔

" کیا ہمارے درمیان ایسا کچھ ہے جس پر بات ہو سکے؟"

وہ کہہ گیا،

" کاش تمہیں اندازہ ہوتا۔۔"

" کس بات کا؟"

سارہ کے پوچھنے پر اُس نے لکھا۔۔

" اُسی کا جو ہمارے بیچ ہے۔"

سارہ نے پوچھا یا شاید بتایا۔۔

" غلط فہمیاں۔۔"

ڈین نے پوچھ لیا،

" کیا اب بھی ہیں؟"

اُس کے سوال کے جواب میں سارہ کا سوال آیا۔۔

" کیا تم نے دوسری شادی کر لی ہے؟"

ڈین نے لکھا۔

" کیا تمہیں میرا رنگ پسند ہے؟"

جواب آیا،

"اگر میرے زخموں پر نمک چھڑکنا ہے تو میرے پاس آ کر میرے سامنے بیٹھ کر ایسا کروتا کہ میں تمہارے تاثرات تو دیکھ سکوں۔"

"اس کا مطلب ہے تم مجھے آنے کی اجازت دے رہی ہو۔"

وہ بولی۔۔

"تم نے طلاق کے پیپر سائن کر کے کیوں نہیں بھیجے۔۔؟"

" کیونکہ تم نے ایک نوٹس کے بعد دوبارہ کبھی طلاق لینے کا مطالبہ ہی نہیں کیا۔۔"

"اب مطالبہ کروں تو۔۔؟"

"معذرت کے ساتھ کہتا ہوں۔۔مگر میں تمہارا ہر مطالبہ تو پورا نہیں کر سکتا ہوں نا۔۔"

"مجھے کارڈز کیوں بھیجتے ہو۔۔؟"

"اور کس کو بھیجوں؟"

"تم اب بھی مجھے نہیں سمجھے۔۔تمہیں ایسا لگتا ہے کہ میں تمہارے بھیجے ہزاروں پھولوں کے بکے دیکھ کر متاثر ہونے کے بعد تمہارے ساتھ چل پڑوں گی۔۔"

"ہاں۔۔کیونکہ پھول دیکھ کر کس کافر کا دل موم نہیں ہوتا۔۔؟"

"مگر ہر کوئی دولت کی نمود ونمائش سے گھائل ہو کر آپ کے قدموں میں نہیں گرتا ڈینیل صاحب۔۔"

"سارہ۔۔"

"؟"

"کیا میں تمہیں لینے آجاؤں؟"

"کیوں؟"

"کیونکہ اب میں سمجھ گیا ہوں۔۔"

"کیا؟"

"یہی کہ مجھے سنبھلنے کی ضرورت تھی۔مگر اب مجھے تمہاری ضرورت ہے۔۔"

"کس لیے؟"

"کیونکہ مجھے اپنی زندگی تمہارے ساتھ گزارنی ہے۔۔فیملی بڑھانی ہے۔۔"

"فضول گوئی۔۔"

"سارہ کیا میرے لیے معافی کی کوئی راہ نہیں نکلتی ہے؟"

"مجھے گھر سے چلے جانے کا کیوں بولا تھا۔۔؟"

"ایک دفعہ معاف کردو۔۔آئندہ ایسا گناہ کروں تو بے شک معاف نہ کرنا۔۔"

"میں تم سے اتنی محبت کرتی تھی۔۔تم نے میرا دل ہی توڑ دیا۔۔"

"میں خود بھی تو ٹوٹ گیا ہوں۔۔"

"اتنی رات گئے کیوں جاگ رہے ہو۔۔؟"

"مجھے نیند نہیں آتی ہے۔۔"

"سموکنگ کر رہے ہونا۔۔؟"

ڈین کے دل میں درد ہوا۔۔

جواب میں لکھا۔۔

"ہاں۔۔تم مجھے جانتی ہی ہو۔۔"

"کیا صبح آفس نہیں جانا ہے۔۔؟"

اُس نے سارہ کے سوال کے جواب میں لکھا۔۔۔

"میں وعدہ کرتا ہوں۔۔رات کو آٹھ بجے تک ہر حال میں گھر پہنچ جایا کروں گا۔۔ہفتے میں دو چھٹیاں کیا کروں گا اور وہ سارا وقت تمہارا ہوگا۔۔"

"بڑے بڑے دعوے اور وعدے کرنے والے لوگ اکثر اپنے کہے پر عمل نہیں کر پاتے ہیں۔"

"کم از کم مجھے اپنے کہے کو سچ کرنے کا موقع تو دو۔۔ایک دفعہ مجھ سے ملو۔"

دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔۔

وہ بڑے صبر کا مظاہرہ کر رہا تھا کہ کہیں سارہ پھر سے اپنے خول میں بند نہ ہو جائے۔۔دل تو کر رہا تھا کہ یا تو کال ملا لے۔۔یا ابھی کے ابھی اس کے گھر چلا جائے۔۔

چار منٹ بعد میسج آیا۔۔

"میرا گھر کون سا ہے؟"

ڈین نے نم آنکھوں سے لکھا۔۔۔

"میرا دل۔۔جہاں سے لوگوں کی جانب سے اتنی نفرت اور غلط فہمیاں پیدا کرنے کے باوجود تم نکلی نہیں ہو۔۔وہیں کی وہیں براجمان ہو۔۔اور جہاں تک رہی اینٹوں کے بنے گھر کی بات۔۔۔۔ جہاں کہو گی۔۔جیسا کہو گی۔۔ویسا گھر بنا لوں گا۔۔تمہارے نام ہوگا۔۔اور میں تم سے اجازت مانگ کر وہاں تمہارے ساتھ رہ لوں گا۔۔"

"مجھے زمین کا ٹکڑا اپنے نام نہیں کروانا ہے۔۔اگر تمہارا دل میرا گھر ہے۔۔تو اس گھر کی رجسٹری میرے نام کرو۔۔تا کہ میں اس کا پی کو فریم کروا کر لوگوں کو دکھاؤں۔۔کہ ڈینیل مراد میرا ہے۔۔اس کا دل میرا ہے۔۔اُس کا جسم میرا ہے۔۔اس کی مسکراہٹ میری ہے۔۔تب میں تمہیں دوبارہ موقع

دے سکتی ہوں۔۔۔ کیونکہ اس دفعہ میں تمہاری بجائے تمہاری دولت پر اکتفا نہیں کر سکتی ہوں۔ مجھے یہ یقین چاہیے کہ تم تصویر سے بچنے کے لیے مجھے بھری محفل میں تنہا چھوڑ کر آفس میں نہیں چھپ جاؤ گے۔۔تم لوگوں کے سامنے مجھے اگنور نہیں کرو گے۔۔ بچوں کی ہر پیرنٹس میٹنگ پر جایا کرو گے۔۔ان کو سوئمنگ پر لے کر جایا کرو گے۔۔ان کے ساتھ وقت گزارو گے۔۔ورنہ میں تمہیں بتا رہی ہوں۔۔ہم دو سے تین یا چار نہیں ہوں گے۔۔"

ڈین نے میسج پورا پڑھا۔۔اور کوئی بھی جواب دیئے بغیر فون ایک طرف رکھ دیا۔۔۔

"یہ تو اتنے سارے وعدے مانگ رہی ہے۔۔"

ماتھے پہ تیوری لے کر شہر کی روشنیوں کو مدھم پڑتے دیکھا۔۔ کیونکہ سوا بارہ کا وقت ہو چلا تھا۔

اس کی آج کی رات شاید پھر آنکھوں میں کٹنے والی تھی۔۔

☆.....☆.....☆

عمارہ نے بہن کو فون پر لگے دیکھ کر یہی سوچا شاید کوئی ویڈیو وغیرہ دیکھنے میں مصروف ہے۔۔

مگر کچھ دیر بعد جب اُس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے فون کو تقریباً کمرے کے دوسرے کونے میں پھینک دیا تو وہ چونکی۔۔

سارہ کمرے سے چلی گئی۔۔

اس کا دل چاہ رہا تھا۔۔اونچی آواز میں روئے۔۔

اتنے بڑے بڑے دعوے کر رہا تھا۔۔ اور اب پورا ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا۔۔اور ڈین کی جانب سے جواب نہیں آیا۔۔

کچن سے ٹھنڈے پانی کا گلاس لے کر واپس کمرے میں جا کر بستر پہ بیٹھ کر پیتے ہوئے بڑبڑائی۔۔

"میں کس قدر بیوقوف عورت ہوں۔ بھلا میں نے اس کا میسج دیکھتے ہی اس کو بلاک کیوں نہیں کیا تھا۔۔اس کے ساتھ بات کیوں شروع کر دی ہے۔۔"

عمارہ سے رہا نہ گیا۔۔

"آپی کیا ہوا ہے؟"

وہ اپنے ابل آنے والے آنسوؤں کو ہتھیلی کی پشت سے پونچھتے بولی۔۔

"ہائے اللہ میں کیسے خود کو معاف کروں گی۔۔"

"ہوا کیا ہے؟"

"ڈین کا میسج آیا تھا۔۔"

"سب خیر تو ہے۔۔"

"وہ مجھ سے معافی مانگ رہا تھا۔"

"پھر۔۔؟ آپ نے معاف کردیا؟"

وہ ہچکی لیتے ہوئے بولی۔

"اب تو ہرگز نہیں کروں گی۔۔"

"کیوں۔۔"

"میں نے اس سے اتنا اہم مطالبہ کیا ہے۔۔ اپنی شرط بتائی ہے۔ پورا پیراگراف لکھ کر بھیج دیا ہے۔ اور اس نے آگے سے کوئی جواب ہی نہیں دیا ہے۔۔ بلکہ اسی وقت آف لائن ہو گیا تھا۔"

"مصروف ہو گئے ہوں گے۔"

"رات کے اس وقت وہ آفس کا کام نہیں کرتا۔۔"

"کوئی اور بھی تو مصروفیت ہو سکتی ہے۔"

"وہ مجھے پاگل بنا رہا تھا۔ اور میں بیوقوف اس کی باتوں میں آگئی۔ ماریہ کی باتوں کے اثر میں جواب دے دیا تھا۔۔ زلت ہی ملی ہے۔۔"

"آپ اتنا غلط نہ سوچیں۔۔ صبح تک جواب آجائے گا۔۔"

"وہ نہ کل مجھ سے محبت کرتا تھا۔۔ نہ اب کرتا ہے۔ اور نہ آگے کبھی کرے گا۔۔ عمارہ میں محبت سے خالی رشتہ نبھانا نہیں چاہتی ہوں۔۔ اور میرا دل اس کے بغیر رہ بھی نہیں سکتا ہے۔۔ میری جان عذاب میں ہے۔ کون سا ایسا دن ہوگا۔۔ جب میرے دل میں سے ڈین نام کا یہ آدمی نکل جائے گا۔۔ مجھے کیا ضرورت تھی اس سے بات کرنے کی۔۔ اب دل چاہتا ہے۔۔ ابھی کے ابھی اس کے پاس جاؤں۔۔ اور اس کو شوٹ کردوں۔۔"

عمارہ زیرِلب مسکرائی۔۔

جبکہ سارہ سر ہاتھوں میں لیے بیٹھی مسلسل رو رہی تھی۔۔

عمارہ دھیرے سے بولی۔۔

" آپی شکر ہے تمہارے دل کے گرد جمی برف تو پگھلی۔۔"

وہ ایک اور ہچکی بھرتے ہوئے بولی۔۔۔

"ماری کبھی محبت نہ کرنا۔۔۔شوہر کو بھی دل نہ دینا۔۔جب تک تمہیں یقین نہ ہو جائے کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے۔۔تب تک تم بھی اس سے محبت نہ کرنا۔۔یہ بڑا ڈی گریڈ کرواتی ہے۔۔"

" آپی کیا محبت سوچ سمجھ کر ہوتی ہے۔۔"

وہ مزید رونے لگی۔۔

"یہی تو مسئلہ ہے۔۔اگر سوچ سمجھ کر ہوتی تو کون پاگل نادیہ بیگم سے محبت کرسکتا ہے۔۔خاص کر اس کا سوتیلا بیٹا تو کبھی بھی اس عورت سے اتنی محبت نہ کرتا جتنی ڈین نے کی ہے۔۔"

"تو پھر آپ کی نصیحت تو بیکار ہوئی۔۔"

"ہاں۔۔مگر میں چاہتی ہوں۔۔تم میری طرح حقیقت جان لینے کے باوجود بھی پاگلوں کی طرح اس شخص کے پیچھے مت بھاگنا۔۔سنبھل جانا۔۔خود کو بے مول نہ کرنا۔۔۔"

عمارہ اس کے پاس آئی اور اس کو اپنے ساتھ لگایا۔۔

"اگر آپ کہیں تو بھائی کو فون کروں؟"

"ہرگز مت کرنا۔۔پہلے ہی وہ بہت خوش ہو رہا ہوگا کہ آخر سارہ کو ہرا ہی دیا ہے۔۔"

"ان کو فون بھی نہیں کرنا۔۔پھر اتنا رو کیوں رہی ہیں۔۔مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے آج ہی آئی ہیں۔۔کیونکہ جس دن آپ یہاں آئی تھیں نا اُس دن آپ اسی طرح روتی رہی تھیں۔۔"

"ہاں تو کون خوشی سے گھر چھوڑتا ہے۔۔"

" آپا ایک بات سچ سچ بتائیں۔۔"

سارہ نے سرخ آنکھوں سمیت بہن کو دیکھا۔۔

"طلاق کے پیپر کیا سوچ کر بھیجے تھے؟ جب چھ ماہ گزر جانے کے باوجود آپ ابھی تک وہیں کی وہیں کھڑی ہیں۔۔"

"جس وقت پیپر بھیجے تھے۔۔میں طلاق کے لیے سنجیدہ تھی۔۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"پھر اس نے کارڈ بھیجنے شروع کر دیئے۔۔چھ ماہ سے ہر ہفتے کارڈ بھیجتا رہا ہے۔۔اوپر سے تم نے مجھے بتا دیا کہ وہ گھر چھوڑ چکا ہے۔۔ہوٹل میں رہتا ہے۔۔ایسے میں طلاق کی بات کیا کرتی۔۔وہ پہلے ہی حالات کا سامنا کر رہا تھا۔۔"

"آپا۔۔۔"

"ہوں۔۔"

عمارہ نے پیار سے اس کے گالوں پر پھیلی نمی کو اپنے دوپٹے میں جذب کیا۔۔۔

"جانتی ہیں۔۔معاف کرنا اللہ کی سنت ہے۔۔اور اگر کوئی حقیقت میں اپنے کیے پر شرمندہ ہو تو معاف کرنا ہی چاہیے۔۔میں جتنی دفعہ ڈینیل بھائی سے ملنے گئی ہوں۔۔انہوں نے کبھی اپنے رویے سے یہ ظاہر نہیں کروایا کہ ان کے یا آپ کے درمیان کوئی دوری ہے۔۔امی ابو کی بھی یہی خواہش ہے کہ آپ صلح کر لیں۔۔انہوں نے آپ پر زور نہیں دیا۔۔مگر امی مجھے کئی دفعہ کہہ چکی ہیں کہ میں آپ کو سمجھاؤں۔۔۔"

"وہ مجھے نہیں چاہتا ہے۔۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتی ہیں۔۔؟"

"کیونکہ اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔"

باہر دروازے پر بیل ہوئی۔۔۔

دونوں بہنوں نے چونک کر ایک دوسری کو دیکھا۔۔پھر نظر وال کلاک پر ماری جہاں پونے تین ہو رہے تھے۔۔

ابو کے کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔

وہ بیرونی دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔

"کون ہے؟"

"انکل جی میں ہوں۔۔ڈینیل۔۔"

سارہ کا دل سینے میں اُچھل کود کرنے لگا۔۔ان کا کمرہ گلی کی جانب تھا۔۔آواز صاف سُنائی دی تھی۔۔

ابو دروازہ کھول چکے تھے۔۔

"السلام علیکم۔۔"

"وعلیکم السلام وعلیکم السلام۔۔۔آؤ اندر آؤ۔۔"

عمارہ خوشی سے مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔۔جبکہ سارہ اپنی تیز سے تیز ہوتی دھڑکن کنٹرول کرنے کے چکر میں تھی۔۔

"یہ آپ کے لیے۔۔اور معذرت چاہتا ہوں۔بے وقت آکر آپ کو تکلیف دی ہے۔۔پہلے سوچا صبح چلا جاؤں مگر پھر خیال آیا کون سا کسی غیر کے پاس جا رہا ہوں، اپنا ہی گھر ہے۔۔زیادہ سے زیادہ آپ مجھے ڈانٹ ہی لیں گے۔۔میں ڈانٹ سُننے کو تیار ہوں۔۔پر کیا میں سارہ سے مل سکتا ہوں؟"

اقبال صاحب کا قہقہہ گھر میں زندگی کی لہر دوڑا گیا۔۔

جو خوشی سے کہہ رہے تھے۔۔

"ڈانٹ تو پڑے گی مگر اتنے ماہ بعد آنے پر۔۔۔بیٹا جی یہ تو آپ کا اپنا گھر ہے نا تو آنے میں اتنی دیر کیوں ہوئی ہے۔۔پر مجھے خوشی ہے کہ آپ آگئے ہو۔۔"

سارہ دم سادھے سب سُن رہی تھی۔۔

عمارہ کی چہکتی آواز آئی۔۔

"جناب آپ کو اندازہ نہیں ہے۔۔آپ کتنے وقت پر آئے ہیں۔۔ایک دم پرفیکٹ ٹائمنگ۔"

"اچھا۔۔۔"

ساس نے آکر منہ ماتھا چوما۔۔۔

"بیٹا چلو اندر بیٹھو، یہاں باہر کیوں کھڑے ہو۔۔چائے وغیرہ لاؤں یا کھانا؟"

"نہیں امی جی کھانا تو نہیں۔اس وقت بس ایک گلاس دودھ پی سکتا ہوں۔۔"

ڈین کے منہ سے امی جی کا لفظ کتنا پیارا لگا۔۔امی کی خوشی سے بھرپور آواز تھی۔۔

"میں ابھی لیکر آئی۔۔آپ اندر بستر میں چلو کہیں ٹھنڈ نہ لگ جائے۔۔"

وہ اندر سے اونچی آواز میں بولی۔۔

"امی ڈین ٹھنڈا دودھ نہیں پیتے ہیں۔۔"

باہر سے ہنسی کی آوازیں آئیں۔۔۔

سارہ نے شرمندہ ہوئے بغیر سوچا، پہلی دفعہ داماد گھر آیا ہے۔۔دن چڑھنے کی دیر ہے میری ماں نے سارے شہر کے کھانے اکٹھے کر لینے ہیں۔۔اور داماد صرف انڈا کھائے گا۔۔

دروازے کی طرف سے قدموں کی آواز آنے پر اُس نے نظر اُٹھا کر دیکھا۔۔

ابو کے پیچھے پیچھے وہ آ رہا تھا۔۔

دروازے سے گزرنے لگا تو دروازے کا فریم بھر سا گیا۔

سارہ نے ابو جی کی وجہ سے دوپٹہ سیدھا کیا اور سلام میں پہل کی۔۔

ڈین نے سلام کا جواب دیتے ہوئے اُس کے باپ کے ڈر سے بس سرسری سی نظر ڈالی۔۔

اور ہاتھ میں پکڑا سفید باکس اُس کی جانب بڑھا دیا۔۔

سارہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے باکس پکڑ لیا۔۔۔

وہ کچھ کہے بغیر ابو جی کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔

" گھر میں سب کیسے ہیں؟"

ابو کے پوچھنے پر وہ بتانے لگا۔۔

"اللہ کا شکر ہے اس وقت تو سب ٹھیک ہی ہیں۔۔"

"سارہ نے ماریہ کے بیٹے کے آپریشن کا بتایا تھا۔۔۔ میں سوچ رہا تھا۔۔فون پر خیریت پوچھ لوں گا۔۔کیونکہ ہسپتال میں ویسے ہی بڑا رش ہوتا ہے۔پھر ہر آنے والا کوئی نہ کوئی نیا مشورہ دے کر جاتا ہے۔۔گھر والے مزید پریشان ہو جاتے ہیں۔۔"

"جی ایسا ہی ہے۔۔مگر احمد اب خطرے سے باہر ہے۔۔اللہ کا بڑا کرم ہوا ہے۔۔آج یا کل تک گھر چلا جائے گا۔۔"

"اللہ پاک احمد کو صحت تندرستی کی لمبی عمر دے۔۔"

ڈین کے ساتھ ساتھ سارہ نے بھی کہا۔۔

"آمین۔۔"

سارہ میٹرس پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

گود میں رکھے کارڈ بورڈ کے سفید باکس کو کھول کر اندر دیکھتے ہوئے۔۔آنکھوں میں پانی بھر آیا۔۔

اُس نے نظر اُٹھا کر ڈین کو دیکھا۔۔ایک لمحے کو نظر ملی۔۔اُس نے نظر جھکا کر آنکھ میں بھر آنے والا پانی دوپٹے کے پلو میں جذب کر لیا۔۔

باکس میں چاکلیٹ پوڈنگ تھی۔۔

سارہ نے شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے پوڈنگ کا بڑا سا حصہ اُٹھا کر منہ میں رکھا۔۔

پہلے آنکھیں بند کی پھر لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔

ڈین سسر کے سوالات کا جواب دینے کے دوران چوری چوری بیوی کے تاثرات میں ملاحظہ کر رہا تھا۔۔

امی ٹرے میں گرم دودھ کا جگ اور ایک گلاس لیکر آئیں۔۔میز پر ٹرے رکھتے ہوئے کہنے لگیں۔۔

"آپ دانیال بیٹے کو یہاں کیوں لے آئے۔۔کرسی پر آرام سے کب بیٹھا جاتا ہے۔۔وہاں بیٹھک میں لے جاتے، آرام سے صوفے پر بیٹھ تو سکتا۔۔میں وہیں بستر لگا دیتی ہوں۔۔"

"نہیں امی اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔میں یہیں سو جاؤں گا۔۔"

امی حیران پریشان سی ہو کر اس کی شکل دیکھنے لگیں۔۔

"نہیں بیٹا۔۔تم کیوں میٹرس پر سو گے۔۔بیڈ کس لیے ہے۔۔"

اقبال صاحب کو مداخلت کرنی پڑی۔۔

"چلو اگر بچہ کہہ رہا ہے۔۔تو جہاں اس کی مرضی ہے وہیں سونے دو۔۔ٹھیک ہے جوان پھر صبح دن چڑھنے پر ملتے ہیں۔۔ابھی تھکے ہوئے لگ رہے ہو۔۔آرام کرو۔۔"

"دیکھیں نا اقبال صاحب آپ بھی کیا بات کر رہے ہیں۔۔یہاں دن چڑھتے ہی گلی کا سارا شور سنائی دیتا ہے۔۔دانیال کب ایسے شور کا عادی ہے۔یہاں تو اس کو نیند ہی نہیں آئے گی۔۔اور پھر ادھر فرش پر سونے سے ٹھنڈ لگ گئی تو۔۔؟ پہلے ہی دیکھیں دانیال کی آنکھوں کے گرد کتنے ہلکے پڑے ہوئے ہیں۔۔میں نے سارہ سے اتنی دفعہ کہا تھا گھر چلی جاؤ، بچہ بچارہ پتا نہیں کتنی مشکل میں ہو گا۔۔بیوی

گھر پر ہو تو وقت پر کھانا دیتی ہے۔۔"

"امی آپ جن کو بچہ کہہ رہی ہیں نا ان کا قد دروازے جتنا ہے۔۔اور ایسے کوئی بچارے نہیں ہیں، نوکروں کی لائن لگی رہتی ہے۔۔جو ضرورت کی ہر چیز سیکنڈوں میں میسر کرتے ہیں۔۔"

"ارے جاؤ۔۔نوکر تو نوکر ہی ہوتے ہیں۔۔گھر والی تھوڑے ہیں۔۔"

ڈین نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

"جی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔"

"سارہ اٹھو دانیال کے لیے الماری سے نیا کمبل نکال کر لاؤ۔۔نیا سرہانہ بھی لانا۔۔"

عمارہ دونوں چیزیں لیکر اندر آتے ہوئے بولی۔۔

"لیں جناب، کمبل اور سرہانہ۔۔اور کچھ؟"

سارہ انگلیوں سے ہی آدھی سے زیادہ پوڈنگ کھا چکی تھی۔۔

جیسے ہی کمرہ خالی ہوا۔ڈین نے اندر سے دروازہ لاک کیا۔۔اور بیوی کی جانب رُخ کیا۔۔

جو منہ میں انگلی ڈال کر اُس پر لگا چاکلیٹ چوس رہی تھی۔۔

دونوں کسی بت کی طرح اپنی اپنی جگہ ساکت ہوئے ایک دوسرے کو دیکھے گئے۔۔نہ جانے کتنی دیر یونہی ایک دوسرے کو آنکھوں میں بھرتے رہے۔

ڈین کی آنکھوں میں پہلے لالی اُبھری اُس کے بعد نمی۔۔۔

اس کی نظروں میں دیکھتے ہوئے دھیمے قدموں سے اُس کی جانب آیا۔۔

اُس کے بالکل سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا۔۔ایک ہاتھ بڑھا کر اُس کے گال کو مس کرتی بالوں کی لٹ کو نرمی سے اُس کے کان کے پیچھے اڑسا دیا۔۔

سارہ نے تھوک نگلا۔۔۔

ڈین نے شہادت کی انگلی کے پور سے پہلے اُس کے گال چھوئے۔۔پھر پیشانی۔۔آنکھیں۔۔اور پھر لب۔۔

سارہ کسی ٹرانس میں تھی۔ بے یقینی سے ڈین کو دیکھ رہی تھی۔۔جیسے وہ حقیقت کی بجائے تصور میں سامنے موجود ہو۔۔

ڈین نے اپنا چہرہ اس کی گود میں چھپاتے ہوئے گہری سانس اندر کھینچی۔۔۔دو سیکنڈ بعد اس کے بازو سارہ کی کمر کے گرد حائل ہوئے۔۔اسی حالت میں نیم دراز لیٹے لیٹے بولا۔۔۔

"معاف کر دو۔۔"

سارہ نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر اپنے آپ کو باقاعدہ رونے سے باز رکھنا چاہا۔۔

باکس ایک طرف رکھتے ہوئے اپنا سیدھا ہاتھ ڈین کے سیاہ بالوں والے سر پر رکھا۔۔۔

ڈین کے کندھے ہلکے ہلکے ہل رہے تھے۔۔

وہ رو رہا تھا۔

وہ سارے آنسو جو بچپن سے لیکر اندر ہی جمع تھے، آج سارہ کی گود ملتے ہی بہہ نکلے۔۔محرومیاں، پچھتاوے۔۔حسرتیں۔۔سب سے زیادہ نادیہ بیگم کی طرف سے ملنے والی سرد مہری۔۔

سارہ کی جان پر بن آئی۔۔اتنے مضبوط انسان کو ٹوٹتے دیکھنا آسان کب ہے۔۔

اُس نے کسی ماں کی طرح ڈین کے سر کو اپنے گھیرے میں لیا۔۔

اپنے لب اُس کے بالوں پر رکھے۔۔اور اُس کے ساتھ خود بھی رونے لگی۔۔

جیسے ہی ڈین کے اندر کا غبار کم ہوا۔اُس نے سر اُٹھا کر اپنی حالت پر ہنستے ہوئے کہا۔۔

"میں کھویا ہوا تھا۔۔کوئی جگہ۔۔کوئی مقام اپنا نہیں محسوس ہوتا تھا۔۔ابھی تمہیں قریب سے دیکھتے ہی ایک دم دل میں سکون سا اُتر گیا ہے۔ جیسے ایک لمبی مسافت کے بعد آخر کار گھر پہنچ ہی گیا ہوں۔۔۔تم میرا گھر ہو۔۔"

سارہ نے اپنے دونوں ہاتھ اُس کے چہرے پر پھیرتے ہوئے سارے آنسو اپنی ہتھیلیوں میں جذب کر لیے۔۔

وہ مسکراتے ہوئے مزید بولا۔۔

"تمہارے لیے کچھ لایا ہوں۔"

"چاکلیٹ پڈنگ کے لیے شکریہ۔۔"

"تم نے کہا تمہیں گھر اپنے نام نہیں کروانا ہے۔۔تمہیں ڈین چاہیے۔۔میں ساری عمر رشتوں سے محبت کے دو بول، عنایت کی ایک نظر کے لیے چیک کاٹ کاٹ کر دیتا رہا ہوں۔مگر مجھے محبت یا الفت

کچھ نہیں ملا۔۔تم پہلی وہ ہستی ہو۔۔جس نے مجھ سے مانگا ہے۔۔میں اپنا سب کچھ تو تم پر نچھاور کروں گا ہی۔۔مگر آج اپنا آپ بھی تمہارے نام کرتا ہوں۔۔"

ڈین کا چہرہ دھندلاتا دیکھ کر سارہ نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔ڈین نے جیب میں سے ایک سفید کاغذ نکال کر اُس کو تھمایا۔۔۔

"وکیل سے سٹیمپ پیپر لیکر لکھوا لایا ہوں۔اسی لیے اتنی دیر لگی۔میرا وکیل حیران ہو رہا تھا کہ یوں اچانک آدھی رات کو میں اُس کے گھر کیوں آیا ہوں۔مگر خیر اُس نے میرا کام کر دیا ہے۔"

سارہ پیپر لیکر اس کو کھولتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"یہ کیا ہے؟"

"یہ خلف نامہ ہے۔جس کے مطابق۔۔میں ڈینیل مراد۔۔۔میرا دل۔۔میرا جسم۔۔۔میری مسکراہٹ۔۔میرا سب کچھ تمہارے نام لکھ دیا گیا ہے۔۔"

سارہ مسکرائی تو ڈین کو لگا بدلیوں سے چاند نکلا ہے۔۔رات چھٹ گئی ہے۔۔صبح کی کرن نظر آ گئی ہے۔۔

سارہ نے کاغذ کے ٹکڑے کو سینے سے لگایا۔۔پھر۔ڈینیل کے چہرے کو ہاتھوں میں بھر کر اپنی جانب کھینچتے ہوئے اس کے لبوں کو چوم کر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے انداز میں اس کا شکریہ ادا کیا۔۔

☆.....☆.....☆

"سارہ۔۔"

"ہوں۔۔"

"چلیں؟"

"کہاں۔۔؟"

"ہنی مون پر۔۔"

وہ نیند کی غنودگی میں ہی مسکرائی۔۔

"ابھی ہم نے ناشتہ کرنا ہے۔"

"واپس آ کر کر لیں گے۔۔"

وہ اُس کے بال سہلاتے ہوئے اس کو بیدار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"ہنی مون سے اتنی جلدی واپسی ہو جانا ہے۔یعنی بس جانا آنا ہی ہے۔۔؟"

"ایک مہینے تک آنے کا چانس ہے۔۔"

"پھر ناشتہ کر کے ہی جاتے ہیں۔۔ ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔اور امی کو تو پہلے ہی بڑا غم لگ جانا ہے کہ داماد پہلی دفعہ رات رہنے آیا اور میٹریس پر سویا۔

ٹکٹ بک ہے۔ڈیڑھ گھنٹے میں فلائٹ ہے۔"

"تم نے آتے وقت تو زکر نہیں کیا کہ ایسا کوئی چکر ہے۔"

"تب ارادہ نہیں تھا۔۔"

"کیا اب بنا ہے؟"

"نہیں کوئی دو گھنٹے پہلے۔۔"

"اتنی جلدی انتظام کیسے ہوا ہے؟"

"میں نے اپنے اسسٹنٹ کو پیغام بھیجا تھا۔اب اس کا جواب آیا ہے۔۔"

"فلائٹ سے جانا ہے؟"

"ہاں۔۔"

"پھر تو مسئلہ ہو گیا ہے۔۔"

"کیسا مسئلہ۔۔؟"

"ڈین میرا تو پاسپورٹ ہی نہیں ہے۔۔"

وہ اس تشویش بھری آواز پر مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

"پلیز تم آنکھیں تو کھولو۔۔باقی سب میرا مسئلہ ہے۔"

"ایسے کیسے ایک دم سے اُٹھ کر چل پڑیں گے۔۔پہلے پیکنگ بھی تو کرنی ہو گی۔۔"

"وہ بھی ہو گئی ہے۔ہمارا سامان پہلے ہی ائر پورٹ پہنچ چکا ہے۔۔اُٹھو منہ دھو کر کوئی سا بھی آرام دہ لباس پہن لو۔۔"

"تم ایسے ہی جاؤ گے؟"

"ہاں۔۔۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے اُٹھی۔۔

"مجھے یقین نہیں آرہا۔۔ ہر وقت ٹپ ٹاپ رہنے والے حضرت اس حلیے میں ائرپورٹ جارہے ہیں۔۔میں امی کو کیسے مناؤں گی۔۔ان کا اسرار یہی ہونا ہے کہ ناشتہ کر کے جاؤ۔۔"

"میں اُن کو منا چکا ہوں۔۔"

"پیکنگ بھی کرلی۔امی کو بھی منالیا ہے۔۔لگتا ہے سوئے تو بالکل بھی نہیں۔۔"

"لمبی فلائٹ ہے، راستے میں نیند ہی پوری کرنی ہے۔۔"

"ٹائم کیا ہوا ہے؟"

"پونے سات بج چکے ہیں۔آٹھ بجے کی فلائٹ ہے۔۔"

"ڈین بھلا ایسی کیا ایمرجنسی تھی۔۔ابھی پانچ بجے کے بعد کہیں میری آنکھ لگی ہے۔۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔

"اس پورے ہفتے میں صرف یہی فلائٹ جارہی ہے۔اس لیے میں نے سوچا ہمیں نکلنا چاہیے۔ معذرت تم سے پوچھے بغیر پروگرام بنالیا۔۔"

سارہ نے بستر میں سے نکلنے سے پہلے ڈین کے گال پر بوسہ لیا۔۔

"کوئی بات نہیں ہے۔۔۔اب مجھے تجسس ہو رہا ہے کہ ہم آخر جا کہاں رہے ہیں۔"

"یہ تجسس ابھی باقی رہے گا۔کیونکہ تمہارے لیے سرپرائز ہے۔"

سارہ اُس کو غور سے دیکھتے ہوئے مسکرائی۔۔

دس منٹ بعد ہی وہ لوگ گھر سے نکل کر گلی کے کونے تک آئے جہاں ڈرائیور انتظار میں کھڑا تھا۔

گلی میں ایک دو گھروں کے دروازے سے عورتوں نے سر نکال کر سارہ اوراس کے ساتھ چلتے ڈین کو ستائیش سے دیکھا۔۔

ڈین نے اس کے لیے دروازہ کھولا۔۔

پھر دوسری طرف سے اپنے لیے کھولے گئے دروازے سے اندر بیٹھا۔۔

سارہ نے نیا ڈرائیور دیکھ کر سرگوشی میں سوال کیا۔۔

"پہلا ڈرائیور کہاں گیا؟"

ڈین نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبا کر اپنی گود میں رکھا ہوا تھا۔

"وہ ممی کے ساتھ ہوتا ہے۔۔"

سارہ سمجھتے ہوئے بولی۔۔

" کیونکہ تم اُس پر زیادہ اعتماد کرتے ہو۔۔اس لیے نادیہ بیگم کو دے دیا۔"

ڈین نے بس سر ہلایا۔۔۔

سارہ نے مزید کچھ نہیں کہا۔۔

آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد ڈرائیور نے ان کو وی آئی پی لاؤنج کے سامنے اُتارا۔۔

ڈین کا اسسٹنٹ آگے موجود تھا۔۔

ان کے ساتھ چلتا اندر آیا۔۔امیگریشن سے فارغ ہو کر وی آئی پی لاؤنج کی طرف آئے۔۔

وہاں پہلے سے ایک دو افراد موجود تھے۔۔آرام دہ گہرے براؤن رنگ کے لیدر کے صوفے ،فرش پر مہنگے ایرانی قالین ،ایک طرف لمبی سی میز پر کھانے پینے کی اشیاء لگی ہوئی تھیں۔۔ پیچھے کی جانب لمبی گلی سے ہو کر پُر تکلف واش رومز بنائے گئے تھے۔۔ہال میں ناشتے کی لذیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔

"سر آپ کا سامان آگے جا چکا ہے۔اور یہ آپ کے کپڑے وغیرہ۔۔"

اس نے ایک جو بیگ ڈین کی جانب بڑھایا۔۔وہ ہینگر شدہ کپڑوں کے اوپر چڑھایا گیا کالا لمبا بیگ تھا۔

"میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ سارہ کو اسود کے ساتھ چھوڑ کر خود شاور لینے چلا گیا۔۔

اسود نے سارہ کو سنگل صوفے پر بیٹھتے دیکھ کر کہا۔۔

"میم آپ کچھ کھانا پسند کریں گی۔۔؟اگر چاہیں تو اپنی پسند سے ناشتہ آرڈر کر لیں۔۔"

اتنی صبح بھی ڈین کا اسسٹنٹ آفس جانے کے لیے تیار تھا۔گہری نیلی شلوار قمیض پر نیلی ہی واسکٹ، کالے جوتے۔۔سلیقے سے بنے بال، آنکھوں پر کالے فریم کا چشمہ۔۔

وہ اس کی بات کے برعکس پوچھنے لگی۔

"تم کب سے ڈین کے ساتھ کام کر رہے ہو؟"

اسود اس کے سوال پر چونکا۔۔پھر مسکراتے ہوئے بولا۔۔

"میرا اور سر کا ساتھ پچھلے پانچ سال پر محیط ہے۔"

سارہ نے چونک کر بھنویں اچکائے اور بولی۔۔

"مجھے یہ جان کر بڑی جلن سی ہوئی ہے۔۔کہ تم اتنی دیر سے ڈین کے ساتھ ہو۔"

اس کی بات پر اسود مسکرایا۔۔سارہ بولی۔

" مگر تم اتنے بڑے تو نہیں لگتے ہو۔۔"

اسود کھل کر مسکرایا۔۔

"میری عمر پچیس سال ہے۔ میں اس وقت کالج کے دوسرے سال میں تھا۔۔ جب ڈینیل سے ملاقات ہوئی تھی۔۔وہ میرے کالج میں ایک پروگرام میں مہمان کی حیثیت سے شریک تھے۔۔ہم لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے۔۔آخر میں جانے سے پہلے سر نے مجھے اپنا کارڈ دے کر بولا۔۔کل میرے آفس آ کر مجھ سے ملو۔۔ میں ملنے آگیا۔۔انہوں نے آفر دی کہ تم میرے جونیر اسسٹنٹ کے طور پر جوائن کر لو۔۔میرے پاس اتنا تجربہ نہیں تھا۔مگر نمبروں سے اور چیزوں کو آرگنائز کرنے کا مجھے ہمیشہ سے جنون رہا تھا۔ میں آگیا۔۔ پھر یہیں پر نوکری کے دوران ہی اپنی یونیورسٹی مکمل کی ہے۔جونیر سے سینئر کی پوسٹ پر آیا ہوں۔۔"

"ڈین کیسے بوس ہیں؟ کیا غصہ کرتے ہیں؟ کیا تنخواہ اچھی ملتی ہے؟"

اسود رازداری سے بولا۔۔

"اگر سچ کہوں تو سر کو بتا تو نہیں دیں گی۔۔؟"

سارہ کے چہرے پر سایہ سا گزرا۔۔مگر بولی۔۔

"یہ بات تمہارے اور میرے درمیان ہی رہے گی۔۔"

اسود بولا۔۔

"اگر ایسا ہے تو۔۔ یہ جو آپ کے ڈین ہیں۔اور میرے سر ڈینیل۔۔۔ کبھی کبھار میں خالی ڈینیل بھی

کہہ لیتا ہوں۔۔یہ انتہائی محنتی آدمی ہیں۔۔عملہ تھک جاتا ہے۔۔مگر یہ کام سے نہیں تھکتے ہیں۔۔اور اس سال تو پچھلے چھ سات ماہ سر نے کسی نشئی آدمی کی طرح آفس میں گزارے ہیں۔۔ایک ہاتھ میں سگریٹ ہوتا تھا۔۔ایک ہاتھ میں فون۔۔اور سامنے کافی کا کپ کے بعد کپ۔۔۔مگر اس کا فائدہ یہ ہوا ہے۔کہ اس سال ہماری اسلام آباد والی برانچ نے اتنا نیٹ پرافٹ کمایا ہے کہ جو پشاور والی برانچ سر نے ایوب اور غالب کو دی تھی۔۔ویسی ہی نئی برانچ کھول بھی لی ہے۔۔"

سارہ ان تمام باتوں سے چونکہ لاعلم تھی۔اس لیے صرف سر ہلا کر رہ گئی۔۔

اسود مزید کہہ رہا تھا۔۔

"میری تنخواہ لاکھوں میں ہے۔میرے گھر میں مجھے بڑا وی آئی پی پروٹوکال ملتا ہے۔میری والدہ میری تنخواہ کی وجہ سے کوئی تیس لڑکیاں رجیکٹ کر چکی ہیں۔۔کیونکہ ان کو کوئی لڑکی اپنے بیٹے کے ہم پلہ نہیں لگی۔۔"

اس کی اس بات پر سارہ کی ہنسی نکل گئی۔۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اگلے آٹھ سال بھی ڈین کے ساتھ ہی گزارو گے۔۔"

"سر کو چھوڑ کر میں نے کہاں جانا ہے۔مجھے نہیں لگتا کہ میں کسی اور کے ساتھ کام کر سکوں گا۔میں کئی دفعہ غالب اور ایوب کے ساتھ مہینہ دو مہینہ رہا ہوں۔کانوں کو ہاتھ لگا لیے تھے۔ڈینیل کبھی اپنے ورکر کی تزلیل نہیں کرتے۔اس کو چھوٹا محسوس نہیں کرواتے۔یہی سر کی سب سے اچھی بات ہے۔۔کیا آپ کافی پئیں گی؟"

"ضرور۔۔"

اسود اس کو تازہ کافی کا بھاپ اُڑاتا کپ اور ساتھ میں کیک دے کر ایک طرف بیٹھ کر ہاتھ میں پکڑی ٹیبلٹ پر ٹائپنگ کرنے لگا۔۔

ڈین واپس آیا۔۔تو شکن آلود لباس کی جگہ جینز کے ساتھ ہیوگو باس کی سفید پولو شرٹ پہنی تھی۔۔

سارہ نے اس کو دیکھا۔۔اور پھر کتنے پل آنکھیں جھپکے بنا دیکھے گئی۔۔

وہ آنکھوں میں مسکراہٹ لیے اس کے پاس آیا۔۔

ہاتھ بڑھا کر اس کو چلنے کا بولا۔۔

جسے تھام کر سارہ کھڑی ہوگئی۔۔

اس کے کان کے پاس سرگوشی میں بولا۔۔

"ایسے دیکھوگی تو مجھے شدید ترین غلط فہمی گھیر لے گی اور یقین سا ہونے لگے گا کہ میں بہت ہی ہینڈسم واقع ہوا ہوں۔۔"

سارہ کو اس کی بات بُری لگی۔۔آگے بڑھنے کی بجائے قدم وہیں روک کر مضبوط آواز میں بولی۔۔

"ڈینیل مراد، میری ایک بات کان کھول کر سُن لیں۔۔مجھے آج کے بعد آپ کے منہ سے یہ فقرہ نہیں سُننا ہے۔کیا ابھی بھی مجھ پر یقین نہیں ہے؟ جس کی زندگی کے سارے رنگ ہی اس کالے رنگ والے شخص کی وجہ سے ہیں۔۔"

بالکل آمنے سامنے کھڑے ہو کر ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ کر چیلینج کیا جا رہا تھا۔۔

"تو کیا تم اتنے سارے لوگوں سے اختلاف کرنا چاہتی ہو؟۔۔"

"لوگ تو جلتے ہیں۔۔کیونکہ ان کے پاس سو کالڈ خوبصورتی ہونے کے باوجود بھی وہ عزت اور مقام نہیں ہے۔جو اللہ نے ڈین کو عطا کیا ہوا ہے۔۔جو عزت تمہارے حصے میں آئی ہوئی ہے۔ان کے پاس نہیں ہے۔اسی لیے جلن کے مارے دل کی بھڑاس نکال کر تمہیں برے برے القابات سے نوازتے ہیں۔۔صرف وصرف تمہیں دکھی کرنے کے لیے۔۔"

ڈین نے پھر سرگوشی کی۔۔۔

"تم جانتی ہو نا میں پہلے ہی تم سے محبت کا اظہار کر چکا ہوں۔۔اس لیے مجھے خوش کرنے کے لیے یہ سب کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"ڈین۔۔۔"

سارہ کے چہرے پر دکھ کی پرچھائی دیکھ کر وہ اس کو ایک طرف لے گیا۔۔اور پوچھا۔۔۔

" کیا میں واقعی۔۔؟ کیا تمہیں حقیقت میں میری شکل پسند ہے؟ کیا سچ میں تمہیں میرے رنگ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔؟"

سارہ نے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔۔

اور اپنی سسکی دباتے ہوئے بولی۔۔۔

"اوہ ڈین۔۔۔"

وہ حیرت و پریشانی سے پوچھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے؟"

سارہ نے نم آنکھوں سے اس کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"تم ایک ہی وقت میں مجھ سے محبت کا اعتراف اور پھر میری بے عزتی کیسے کر سکتے ہو۔۔؟"

"کیسی بے عزتی سارہ۔"

"کیا یہ بے عزتی نہیں ہے۔کہ تمہیں دیکھنے کے لیے میری آنکھیں ترسیں۔۔میں دل ہی دل میں تمہارے چہرے کی بلائیں لوں۔۔اور تم دل میں یہ یقین رکھو کہ میں تمہارے رنگ اور شکل کو ناپسند کرتی ہوں؟تم مجھے اتنا دوغلہ جھوٹا اور چھوٹا سمجھتے ہو۔۔؟"

"ایسا نہیں ہے۔مگر میں نے اپنی ساری زندگی یہی سُنا ہے کہ میں بہت ہی بدصورت ہوں۔۔اور ایک دم سے میری زندگی میں شامل کی جانے والی پری چہرہ عورت مجھے یوں نظروں میں ستائش بھر بھر کر دیکھے گی تو کنفیوژن تو ہوگی۔۔۔دل و دماغ میں سوال تو جنم لیں گے۔آیا سچ میں ایسا ہے یا یہ عورت ڈرامہ کر رہی ہے۔۔"

سارہ بولی تو آواز و لہجہ مضبوط تھا۔۔

"ڈینیل مراد۔۔۔ڈرامہ ایک دن کا ہوتا ہے۔۔یا زیادہ سے زیادہ کچھ ماہ کا۔۔سالوں ڈرامے کی بنیاد پر نہیں گزرتے۔۔۔آنے والی زندگی کے لیے خوشحال سپنے ڈرامے کی بنیاد پر نہیں دیکھے جاتے۔۔۔اگر مجھے تمہاری شکل و رنگ سے مسئلہ ہوتا۔۔۔میں شادی سے پہلے ہی انکار کر دیتی۔۔"

"شادی سے پہلے تم نے مجھے دیکھا تھا۔۔؟"

"ہاں۔۔خود ہی تو تصویریں بھیجیں تھیں۔۔خود ہی تو بار بار یقین دہانی کروائی تھی کہ آیا میں شادی کے لیے دل سے ہاں کر رہی ہوں یا کہ کسی پریشر میں ہوں۔۔اب بھی کیا قسمیں کھاؤں۔۔؟"

"نہیں۔۔اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

"میں ایک قدم آگے نہیں بڑھا رہی جب تک تم میرا یقین نہ کرو۔۔"

"یقین ایک پل میں تھوڑی پیدا ہو جائے گا۔میں یہ جانتا ہوں۔تم میرے لیے اہم ہو۔مجھے زندگی

میں اگر کسی کی جانب سے احساس اپنائیت، محبت کا احساس ملا ہے۔تو وہ تم ہو۔کچھ باتیں وقت کے ساتھ ہی دل میں بیٹھیں گی۔۔اور مجھے یقین ہے تم یہاں بھی میرا ساتھ دو گی۔۔"

"میں ایک دن تمہارے دل میں یہ یقین بٹھا کر دم لوں گی۔۔کہ ڈینیل مراد ایک خوبصورت مرد ہے۔ اس لیے نہیں کہ میں کہہ رہی ہوں۔بلکہ ایک منٹ۔۔اسود ادھر آؤ۔۔"

اسود پر نظر پڑتے ہی دماغ میں خیال آیا جس کے تحت اس کو آواز دے ڈالی۔۔

وہ جو ایک جانب کرسی پر بیٹھ کر ٹیبلٹ پر مصروف تھا۔سارہ کے بلانے پر ان دونوں کے پاس آیا۔

"جی۔۔"

"اسود، ایمانداری سے بتاؤ۔تمہارے خیال میں ڈین ہینڈسم ہے یا نہیں؟"

اسود نے حیرت سے پہلے سارہ کو دیکھا پھر مسکراہٹ دباتے ڈینیل کو مدد طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔

"میم آپ واقع چاہتی ہیں کہ میں آپ کے سوال کا جواب دوں۔؟"

ڈین کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

سارہ نے ڈین کو گھورا اور اسود کو ڈانٹا۔

"تو اور کیا مذاق کر رہی ہوں۔"

"سوری اسود میری بیوی کی نیند پوری نہیں ہوئی۔اس کا اثر نظر آ رہا ہے۔تمہیں کسی سوال کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"شکریہ سر۔۔ویسے بھی میم، آج کل آپ چاہے دوست کی ہی تعریف کر رہے ہوں۔۔مگر ہم جنس ہیں تو لوگ اس کا غلط مطلب لیتے ہیں۔سر یہ آپ کا پاسپورٹ وغیرہ۔۔اسلام آباد پہنچتے ہی آپ کو کرنسی مل جائے گی۔۔اور جب آپ اپنی منزل پر پہنچیں گے، ہوٹل کی گاڑی آپ کے انتظار میں ہو گی۔"

"تھینک یو اسود۔۔یاد سے ہوٹل جا کر مارکو کو مینیجر سے لیکر آئمہ کے پاس چھوڑ دینا۔۔اور آفس وغیرہ کے معاملات تم ہی دیکھو گے، بہت زیادہ ضرورت ہو تب ہی مجھ سے رابطہ کرنا۔۔اللہ حافظ۔"

"جی سر۔۔"

"مارکو کو ہوٹل میں اکیلا چھوڑ کر آئے تھے؟"

"اکیلا نہیں ہوتا ہے۔۔مینیجر اس کا خاص خیال رکھتا ہے۔۔جب میں ادھر ہوں وہ سارا وقت میرے ساتھ ہی رہتا رہا ہے۔۔"

"کیوں میرے سامنے اس کا ذکر کیا۔۔اب مجھے یاد آتا رہے گا۔۔"

ڈین نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔۔

بورڈنگ شروع ہو چکی تھی اور وہ لوگ اپنے مطلوبہ گیٹ کی جانب جا رہے تھے۔۔

"میں تمہارے جذبات سمجھ سکتا ہوں۔اگر تم چاہو تو اس کی تصویر دکھا سکتا ہوں۔"

"مارکو کی تصویر لی ہے؟"

"ایک سے زیادہ ہیں۔"

"ابھی دیکھنی ہیں۔"

ڈین نے جیب میں سے فون برامد کیا۔سکرین لاک کھول کر فون سارہ کو تھمایا۔۔

جو اس کے بازو پر ہاتھ ڈالے اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔۔

سارہ نے گیلری کھولی۔۔۔

کیمرے کے فولڈر میں مارکو کی ان گنت تصویریں نظر آئیں۔۔

ڈین کی گود میں بیٹھے ہوئے۔اس کے سینے پر لیٹے ہوئے۔۔بیڈ پہ سوتے ہوئے۔۔

"یعنی جناب نے ایک اور مشن سرانجام دیا ہے۔تصویریں نہ بنانے والی قسم توڑ لی ہے۔۔"

"کیونکہ تمہیں مجھ سے یہ شکوہ رہتا تھا کہ ہماری ساتھ تصویریں نہیں ہیں۔۔اس لیے میں نے مارکو کے ساتھ سیلفیاں لیکر اپنی جھجک دور کی ہے۔۔"

"تم دونوں ایک ساتھ بہت کیوٹ لگ رہے ہو۔"

"ہماری دوستی بھی ہو گئی ہے۔۔پہلے پہل تو وہ مجھے گھورتا رہتا تھا۔۔جیسے گالیاں دے رہا ہو کہ تمہاری وجہ سے سارہ گئی ہے۔۔مگر پھر مجھے تنہا دیکھ کر اس کو رحم آ گیا۔۔میرے پاس آ کر بیٹھنے لگا۔۔میں تمہاری یاد میں اس کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔۔ہم دونوں رات کو تمہاری باتیں کرتے ہوئے دودھ گرم کرتے۔۔تب مجھے احساس ہوا۔۔خالی میرا ہی نہیں۔۔مارکو کا ساتھی بھی بچھڑا ہے۔۔"

سارہ اس کے سنجیدہ انداز پر ہنس بھی نہ سکی۔۔

اسلام آباد تک کی فلائٹ کا تو پتا بھی نہ چلا۔مگر وہاں سے جب ایک گھنٹے بعد اگلی فلائٹ پکڑی۔۔

پی آئی اے کی ائربس کی بزنس کلاس دیکھ کر ایک دفعہ تو سارہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

اتنی آرام دہ کھلی سیٹیں۔۔ بیٹھتے ساتھ ہی ان کو ریفریشمنٹس آفر کی گئیں۔۔

پشاور سے اسلام آباد کا سفر ایک چھوٹے جہاز پر تھا۔اتنا آرام دہ تو نہیں مگر سارہ کے لیے ساری عمر یادگار ضرور رہنا تھا۔کیونکہ وہ اس کا سب سے پہلا جہاز کا سفر تھا۔اور وہ بھی ڈین کے ساتھ۔۔ڈین نے سارا راستہ سارہ کا سیدھا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھا تھا۔۔

جیسے ہی جہاز نے پرواز پکڑی اور فضا میں بلند ہونے کے بعد منزل کی جانب گامزن ہوگیا۔۔ڈین نے سارہ کو متوجہ کرتے ہوئے بتانا شروع کیا۔۔

"ہمیں گھر بنانا ہے۔میں چاہوں گا اگر تم اسود کے ساتھ زیادہ فری ہوئے بغیر اس کو میسج کر کے اپنی پسند نا پسند سے آگاہ کردو۔۔تو ٹرپ سے واپسی پر اسود کچھ گھروں کو فائینل کر کے ان کی لسٹ بنا کر رکھے گا۔پھر ہم دونوں ان گھروں کو دیکھ لیں گے۔جو پسند آیا وہی لے لیں گے۔۔"

وہ تحمل سے مسکراتے ہوئے بولی۔۔

"باقی سب تو ٹھیک ہے، مگر یہ اسود کے ساتھ زیادہ فری ہوئے بغیر میسج کرنے کی بات کچھ سمجھ نہیں آئی۔۔"

"تم ائرپورٹ پر اس سے پہلی دفعہ ملی ہو۔اور یوں گفتگو ہو رہی تھی جیسے عرصے سے اس کو جانتی ہو۔۔"

"تم جیلس ہو رہے ہو۔۔؟"

"ہو بھی سکتا ہوں۔۔"

سارہ کا قہقہہ بے اختیار تھا۔۔

"تمہارا اسسٹنٹ ہے۔تمہاری طرح ہی نفیس انسان لگا، اس لیے سوال جواب کر لیے۔۔"

ڈین نے ناک چڑھائی۔۔

"میں تمہیں نفیس انسان لگتا ہوں؟"

"بظاہر۔۔ہاں۔۔"

"شکر ہے بظاہر کہا ہے۔۔ورنہ تمہارے منہ سے اپنے لیے نفاست کا لقب سُن کر میں اپنے آپ سے بہت مایوس ہوتا۔۔"

سارہ کو دو منٹ کے دوران دوسری دفعہ حیرت کا جھٹکا لگا۔۔جس کا اظہار کرنے سے پہلے اس نے ڈین کے عکس کو اپنی نظروں میں بھرا اور پوچھنے لگی۔۔

"جناب عزت ماب ڈینیل مراد صاحب۔۔دوری کے اس عرصے میں آپ کی شخصیت میں کئی تبدیلیاں رونما ہوئی لگ رہی ہیں۔۔نمبر ایک۔۔میرے بلے کے ساتھ تصویریں۔۔نمبر دو۔۔میرے کسی دوسرے مرد سے بات کرنے پر کھلا حسد کا اعتراف۔۔تیسرا اب میرے نفیس کہنے پر دکھ۔ جس ڈین کو میں جانتی ہوں۔۔وہ تو کبھی اپنے جذبات کا کھلا اظہار نہیں کرتا تھا۔"

"اظہار نہیں کرتا تھا۔۔اسی لیے نقصان میں رہا۔۔تمہیں کون سا ڈین پسند ہے، پہلے والا یا اب والا۔۔؟"

"سو فیصد اب والا۔۔"

وہ مسکرا دیا۔۔

دونوں کو نیند آئی ہوئی تھی۔۔ڈین نے کیبن کا دروازہ بند کیا، اس کی اور اپنی سیٹ کے درمیان والی رکاوٹ ہٹائی۔۔لائٹ آف کی اور نیم دراز ہو کر آنکھیں موند گیا۔۔

سارہ نے آنکھوں پر کالے رنگ کا آئی ماسک چڑھایا، ڈین کے پھیلے بازو پر سر رکھا اور لیٹ گئی۔۔۔

نہ جانے کتنے گھنٹے گزرے تھے جب سارہ کی آنکھ کھلی۔۔ڈین ابھی بھی سو رہا تھا۔۔

سارہ نے اپنی سیٹ کے پیر نیچے نہیں کیے۔۔کیونکہ ڈین کی ایک ٹانگ اس کی سیٹ پر رکھی ہوئی تھی۔۔

وہ اُٹھی اور کیبن میں سے نکل کر واش روم تک گئی۔۔منہ دھو کر دانت برش کرنے کے بعد واپس آئی۔۔اور آتے ہی کھڑکیوں کے پردے کھول دیئے۔۔

سامنے بادل ہی بادل نظر آئے۔۔یوں لگ رہا تھا۔۔جیسے جہاز بادلوں کے اوپر تیر رہا ہوں۔۔کہیں کہیں سورج کی شعاع سیدھی پڑتی۔۔آسمان کی نیلاہٹ بھی جھلک دکھا جاتی۔۔۔مگر بادل ساتھ ساتھ ہی چل رہے تھے۔۔

روشنی پڑنے پر ڈین نے کسمسا کر اوپر لیا کمبل آنکھوں پر رکھ لیا۔۔

سارہ کی توجہ اس پر گئی تو اس کو دیکھے گئی۔۔

ڈین کے بال اتنے زیادہ گھنگھرالے تھے۔کہ اگر تھوڑے لمبے ہوتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے پرمنگ کی گئی ہو۔مگر اس کے بال نیچرلی ایسے تھے۔۔

سارہ کی انگلیاں اس کے بالوں میں گئیں۔۔

ڈین نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ہتھیلی کو چوم کر چھوڑ دیا۔۔

"ڈین۔۔"

"ہوں۔۔"

" گھر کیوں چھوڑا۔۔"

کافی دیر خاموشی کے بعد جواب ملا۔۔

" کیونکہ وہ میرا گھر نہیں تھا۔اگر میں خود نہ آتا تو نکال دیا جاتا۔۔اس لیے عقل مندی کا یہی تقاضہ تھا۔۔"

" کیا دکھ ہوا تھا؟"

"بالکل ویسے ہی جیسے تمہیں ہوا تھا۔۔"

"میں نے تو اپنے دکھ کا کھلم کھلا اظہار کیا۔۔تم سے ملنا بات کرنا چھوڑ دیا۔مگر تم تو ابھی بھی نادیہ بیگم سے ملتے ہو۔۔"

وہ مسکرایا۔اور اس کی جانب کروٹ لیکر آنکھیں کھولیں۔۔

" تمہیں ساری خبریں ہیں۔"

" آئمہ عمارہ کو سب کچھ بتاتی رہی ہے۔۔اور عمارہ میرے نہ چاہنے کے باوجود بھی اپنا ریڈیو ضرور چلاتی تھی۔۔"

ڈین نے اس کے گال کو انگلی کی پشت سے چھوا۔۔

"تم گلہ کرسکتی تھیں۔۔تمہارا اور میرا تعلق برابری کا ہے۔۔غصہ بھی کرسکتی ہو۔۔اس کا اظہار بھی کرسکتی ہو۔۔جبکہ میں ایسا کچھ نہیں کرسکتا۔۔کیونکہ میرے سامنے میری ماں ہے۔۔۔جو اگر غلط بھی

ہوں۔ مجھے تب بھی ان پر غصہ کرنے کی اور ناراض ہونے کی اجازت نہیں ہے۔۔ مجھے ان سے کوئی شکوہ گلہ بھی نہیں ہے۔ میں اللہ کا شکرادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس قابل کیا ہے کہ میں ماں کی فرمائشیں پوری کر سکا ہوں۔۔ اپنے والد صاحب کے سامنے سرخرو ہوسکتا ہوں کہ میں نے چھوٹے بہن بھائیوں کو در بدر نہیں ہونے دیا ہے۔ ان کی جیسے ہوسکتا تھا پیروں پر کھڑے ہونے میں مدد کی ہے۔ اب آگے ان کی اپنی محنت اور قابلیت پر ہے کہ وہ کیسے اپنا خیال کرتے ہیں۔۔ جہاں تک رہی ماں کی بات، ان کی جانب سے کبھی بھی اپنی آنکھ کان بند نہیں کرسکتا ہوں۔ آج وہ میرے ساتھ رہنے پر راضی نہیں ہیں۔۔ آنے والے کل کے لیے پُر امید ہوں۔۔ ہوسکتا ہے وہ اپنا ذہن بدل لیں۔۔"

"تمہارے ساتھ تو وہ اب بھی رہنے کو تیار تھیں۔۔ تم مجھے چھوڑ کر ان کی مرضی سے شادی کر لیتے۔۔"

"تم سے شادی اپنی مرضی سے نہیں، انہی کی مرضی سے کی تھی۔ ان کی ضد ہے کہ میں تمہیں چھوڑ دوں۔ مگر میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔۔"

" کیوں۔۔؟"

ڈین جواب میں کھل کر مسکرایا۔۔

"تم جانتی ہو کہ کیوں۔۔"

" مگر میں پھر سے سُننا چاہتی ہوں۔"

"میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔"

سارہ کے دل نے پھر سے بیٹ مس کی۔۔

☆.....☆.....☆

ہوائی کے بیچ پر بنے ہٹ کے پاس وہ پھولے ہوئے سُرخ گال لیے بیٹھی تھی۔۔

اور ساتھ والی کرسی پر وہ زیرِ لب مسکراتے ہوئے اس سے کہہ رہا تھا۔۔

" آج رات کا ڈنر کہاں کرنے کا ارادہ ہے؟"

وہ جلے دل سے بولی۔۔

"سعودی عرب میں۔۔ کم از کم وہاں یہ بے حیائی تو نہ ہوگی۔۔"

ڈین اپنے قہقہے پر قابو نہ رکھ سکا۔۔

سارہ نے اس کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔۔

"تم بہت لطف اُٹھا رہے ہو۔۔"

"جان میں تو بس تمہارے چہرے کی لالی دیکھ کر نہال ہو رہا ہوں۔۔ تین ہفتوں میں ہی کتنی خوبصورت ہو چلی ہو۔۔ ہر وقت چہرہ لال ٹماٹر بنا رہتا ہے۔"

"مجھے اگر خبر ہوتی نا۔ یہاں پر آتی جاتی عورتیں تمہیں یوں للچاتی نظروں سے دیکھیں گی تو میں تمہارے لیے برقع لیکر آتی۔۔ نہ شرم نہ حیا۔۔"

اُس نے معصومیت سے پوچھا۔۔

"قسم لے لو جو ایک کو بھی مڑ کر دیکھا ہو۔۔"

"نہ بابا نہ۔۔۔ یہ ممالک ہمیں راس نہیں ہیں۔۔ سوٹ پہنتے ہو تب بھی دیکھتی ہیں۔۔ شارٹس میں بیچ پر تیرنے کو جاتے ہو۔۔ تب تمہیں ثابت نگلتی ہیں۔۔ میرا دل کرتا ہے میں ان کی آنکھوں میں انگلیاں ڈال کر ان کے ڈیلے نکال دوں۔۔"

ڈین نے منہ پر ہیٹ رکھ کر ہنسی چھپانے کی ناکام کوشش کی۔۔

"اپنا پاکستان ہی اچھا ہے۔۔ کل جب تم جیم گئے تھے نا۔۔ چار لڑکیاں وہاں پر کھڑی ہو کر تمہیں ٹریڈ میل پر دوڑتے دیکھ رہی تھیں۔۔ تم سمجھ نہیں سکتے کہ میں نے کیسے خود کو روکا۔ ورنہ دل کر رہا تھا۔ ان کی گردنیں اتار کر اسی بیچ پر دفنا دوں۔۔ تم دانت نکال لو۔ تمہارے لیے تو بڑی اچھی انٹرٹینمنٹ چلی ہوئی ہے۔ اگر اب ہنسے نا تو میں بھی بکنی میں سوئمنگ کرنے چلی جاؤں گی۔۔"

اس کی بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ وہ فوراً اُٹھ کر بیٹھ گیا۔۔

"بے بی۔۔۔ ایسا بولو بھی مت۔۔ یہ جو دھمکی تم مجھے دیتی ہو نا۔۔ مجھے اس کی وجہ سے رات کو ڈراؤنے خواب آنے لگے ہیں۔۔ تمہیں اتنے لوگوں کے سامنے ایسے لباس میں کھڑا تصور کر کے ہی میرے دماغ کی دہی بننے لگتی ہے۔۔ رگوں میں خون آگ بن کر دوڑتا محسوس ہوتا ہے۔۔ میں تصور ہی تصور میں نہ جانے کتنے قتل کر چکا ہوں۔ خدا کے لیے مجھے ایسی اذیت دینا بند کرو۔۔ تم ٹھیک ہی کہتی ہو۔۔ ایسے ممالک ہمیں راس نہیں ہیں۔۔ واپس چلتے ہیں۔ تین ہفتوں میں یہ حالت ہو گئی ہے۔۔ سوچو اگر مسلسل یہیں رہتے ہوں۔۔۔ تو کیا بنے۔۔"

"میں ہر مہینے تمہاری کسی دیوانی کا قتل کروں۔۔"

"تم ویسے شکل سے اتنی خوفناک لگتی نہیں ہو۔۔"

"تم میرا دھیان نہ بٹاؤ۔کل جب ہم لنچ کے لیے گئے تھے۔۔وہ ویٹرس میرے سامنے نہ صرف تم پر لائن مار رہی تھی۔۔بلکہ اپنا نمبر بھی دے گئی۔۔کیا میں اس کو نظر نہیں آ رہی تھی۔۔؟"

"جیسے تم نے اُس کے سر پر پانی کا گلاس انڈیلا تھا۔۔مجھے پورا یقین ہے۔وہ تا عمر تمہیں نہیں بھولے گی۔۔"

"ڈین تم جانتے ہو۔میں جنگجو قسم کی لڑاکا عورت ہرگز نہیں ہوں۔۔مگر لڑکیوں کو تمہارے ساتھ فلرٹ کرتے دیکھ کر میرے اندر اس قسم کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔اس میں تمہارا قصور بھی ہے۔تم ان کو ڈانٹنے کی بجائے دانت نکالتے ہو۔۔"

"میری کیا جرات میں دانت نکالوں۔۔وہ تو تمہارے تاثرات دیکھ کر ہنسی رکتی ہی نہیں ہے۔"

"تاثرات تو اب تمہارے دیکھنے والے ہوں گے نا۔۔۔جب میں یہ کہوں گی کہ مجھے لگتا ہے۔۔کہ مجھے کسی گائنا کالوجسٹ سے ملنا چاہیے۔"

"وہ کیوں بھئی۔۔سب ٹھیک تو ہے نا؟"

"ہاں سب ٹھیک بھی ہے اور نہیں بھی۔۔"

"اس کا ترجمہ کر دو ذرا کہ سب ٹھیک بھی ہے اور نہیں بھی۔"

"خود ہی تو کہتے تھے۔۔فیملی چاہیے۔۔مجھے شک پڑ رہا ہے۔کہ بنیاد پڑ گئی ہے۔"

"For God's sake Sarah..!

تم سیدھی طرح آسان لفظوں میں بھی بتا سکتی ہو کہ تم پریگننٹ ہو۔"

"ڈین تم میرے لفظوں کو توڑ موڑ کر میرے صبر کو مت آزماؤ۔۔میں نے یہ نہیں کہا کہ میں ہوں۔۔بلکہ یہ کہا ہے کہ مجھے شک ہے۔سنا۔۔شک ہے۔۔"

"یہاں پر ڈاکٹر کو دکھانا ہے۔۔یا واپس جا کر؟"

"یہاں تو ہرگز نہیں دکھانا۔کیا پتا میرا شک درست ہو اور ڈاکٹر مجھے سفر کرنے سے منع کر دے۔۔میں اگلے نو ماہ تک اس جگہ پر تو قطعاً بھی نہیں رکوں گی۔۔"

"میں سوچ رہا ہوں تمہارے شک کی خوشی مناتے ہیں۔۔کسی بڑے فینسی ریسٹورنٹ میں ڈنر کریں گے۔"

"ہاں جیسے اب تک تو ڈھابے سے کھاتے آئے ہیں۔۔تمہاری اطلاع کے لیے عرض کردوں۔۔۔تم نے جو اتنے سالوں کی محنت سے پیسہ کمایا ہوا تھا نا۔۔۔وہ ان چند ہفتوں میں بے دریغ اُڑا چکے ہو۔۔"

"میں بھی تمہاری اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ یہ میری زندگی کی پہلی تفریح بریک ہے۔۔اور وہ بھی اُس عورت کے ساتھ کہ ہر دفعہ اس کو امپریس کرنے کو دل کرتا ہے۔"

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ عورت پہلے ہی گھٹنوں تک تمہاری محبت میں مبتلا ہے۔۔مزید کس لیے امپریس کرنا چاہتے ہو۔۔"

"میرا شوق ہے۔۔تمہیں اعتراض نہیں ہونا چاہیے ہے۔۔"

"اچھا۔۔"

"ہاں۔۔میں اسود کو فون کرتا ہوں۔ہماری فلائٹ کنفرم کردے۔"

"ہاں۔۔اور آئندہ کبھی ہوائی نہیں آنا ہے۔"

"کیوں۔۔؟"

"میرا خون جلتے دیکھ کر تمہیں بڑا مزا آرہا ہے نا۔۔۔"

ڈین نے ہنستے ہوئے اسکو بانہوں میں بھر کر اپنے قریب کیا اور اس کے بالوں پر لب رکھے۔۔

"مجھے تمہارا میرے لیے پوزیسیو ہونا مزا دے رہا ہے۔"

"میرے علاوہ دنیا کی ہر عورت لڑکی تمہاری ماں بہن ہے۔۔"

"اچھا۔۔"

"ہاں۔۔اور میں مذاق نہیں کر رہی ہوں۔۔"

ڈین دیر تک ہنستا رہا۔۔سارہ نے چڑ کر اس کے بازو پر مکا مارا۔۔

☆.....☆.....☆

"یہ آخری گھر ہے۔اگر آپ لوگوں کو یہ بھی پسند نہ آیا۔تو پھر اپنی مرضی کا گھر خود بنوالیں۔۔"

اسود کے کہنے پر ڈین نے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ جتنے بھی گھر دیکھے ہیں۔۔سب کے ماسٹر بیڈ روم اتنے چھوٹے ہیں۔ میری مرضی کے نہیں ہیں۔"

اپنے چہرے کو کاغذ کے پنکھے سے ہوا دیتے ہوئے سارہ نے کہا۔۔

" کسی بھی گھر میں درخت نہیں تھے۔۔جبکہ مجھے ایک بڑے سے لان والا گھر چاہیے۔۔جہاں بچے کھیل سکیں۔ان کے جھولے وغیرہ لگائے جاسکیں۔"

" آپ دونوں نے میرا ایک مہینہ ضائع کیا ہے۔اب تک گھر کا نقشہ بنوا کر اپر وو کروا کر کام شروع بھی کر دیا گیا ہوتا۔اور جو جگہ میں نے آپ کو دکھائی تھی۔۔وہ ڈھائی ایکڑ آپ کی مطلب کی جگہ پر ہیں۔شاپنگ مال قریب ہے۔اس علاقے میں اچھے اچھے سکولز ہیں۔لوکل سفر کرنے کے لیے ہر وقت سواری کی سہولت موجود رہتی ہے۔۔بس ایک مسئلہ ہے کہ سارہ بھابھی کی امی کا گھر وہاں سے کوئی آدھا گھنٹہ دور ہے۔"

"میں ڈرائیونگ سیکھ لوں گی۔۔"

ڈین نے سرگوشی کی۔۔

"ڈیلیوری سے پہلے تو سوچنا بھی مت کہ میں تمہیں کار چلانے کی اجازت دوں گا۔۔"

"توبہ یااللہ اس آدمی کا کچھ نہیں بن سکتا ہے۔۔"

اسود نے حیرت سے سارہ کو دیکھا۔جس پر ڈین نے وضاحت دی۔۔

" تمہیں نہیں مجھے کہہ رہی ہے۔"

"اوہ۔۔پھر ٹھیک ہے۔"

"میں آفس چلتا ہوں۔سارہ کو جاتے ہوئے ہوٹل ڈراپ کر دوں گا۔۔اسود تم نقشے لیکر آؤ۔۔۔اب تک تم سمجھ ہی گئے ہو ہم لوگ کیسا گھر چاہ رہے ہیں۔تین نقشے بنوا لو۔۔ان میں سے ایک فائینل کر لیں گے۔۔جگہ والوں کے ساتھ رابطہ کرو۔۔جب تک نقشہ فائینل ہونا ہے۔۔دوسری جانب ڈیل فائینل کرو۔"

"اسود آؤٹ ڈور سوئمنگ پول ضرور ہو۔۔اور ہاں آج رات ہم فیملی ڈنر دے رہے ہیں۔تم بھی مدعو

ہو۔۔"

ڈین نے بیوی کو دیکھا جس نے جواب میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔

"اسود بھی تو فیملی ہی ہے۔۔"

اُس نے سارہ سے تو کچھ نہ کہا۔۔ مگر گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ کی جانب جانے سے پہلے اسود کے پاس رکا اور سرگوشی کی۔۔

"میری بیوی معصوم ہے، یونہی اچھے رویوں سے متاثر ہو جاتی ہے۔۔ تمہاری مدد کی وجہ سے تمہارے واری صدقے جا رہی ہوتی ہے۔۔ حلانکہ تم ایک ایک منٹ کے پیسے لیتے ہو۔۔ اس لیے تمہیں وارننگ دے رہا ہوں۔۔ تم اتنا یاد رکھو مجھے تم دونوں کی دوستی ایک آنکھ نہیں بھاتی۔۔ اس لیے آج ڈنر پر نہ آنے کے لیے اچھا سا کوئی بہانہ سوچ لو۔۔"

سارہ کی خفگی بھری آواز آئی۔۔

"ڈین میں یہیں موجود ہوں۔ بچے کو ڈرانا بند کرو۔۔ وہ میرے چھوٹے بھائیوں جیسا ہے۔"

وہ بھی اسود کے پاس آکر سرگوشی میں بولی۔۔

" کوئی تمہیں دیکھنے کو اتنا بے چین ہے کہ تمہیں اپنے گھر بلانے کے لیے مجھے خاص یہ ڈنر رکھنا پڑا۔۔ لیٹ مت ہونا۔"

اسود کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

" آپ کس کی بات کر رہی ہیں؟"

" کیا واقعی تم انجان ہو؟"

ڈین گاڑی کا انجن اسٹارٹ کر چکنے کے بعد اب سارہ کا منتظر تھا۔۔

سارہ کے سوال پر اسود نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔۔

"ڈینیل کی فیملی میرے لیے بڑی قابلِ احترام ہے۔۔ اور میرا اخلاق و کردار مجھے اجازت نہیں دیتا کہ جب میں اس کے گھر جاؤں تو گندی نظریں لیکر جاؤں۔۔ اس لیے آپ کے سوال کے جواب میں یہی کہوں گا کہ ہاں میں واقعی انجان ہوں۔۔ میں نہیں جانتا آپ کس کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ اور میرا مخلصانہ مشورہ یہی ہوگا۔۔ اس چکر میں مت پڑیں۔۔ میچ میکنگ آپ کے بس کا روگ

نہیں ہے۔۔آپ اپنے گھر کے نقشہ فائنل کر کے بتائیں۔۔"

"میں نے مشورہ نہیں مانگا اسود خان، تمہیں اپنے گھر پر کھانے کی دعوت دی ہے۔"

"آپ کا مطلب اپنے ہوٹل میں دعوت دی ہے۔۔ جہاں میں تقریباً ہر دوسرے دن موجود ہوتا ہوں۔۔"

"ہاں تو پھر کیا نیا ہے۔"

وہ ڈین کے برابر بیٹھی تو اس نے اسکے سیٹ بیلٹ لگانے کا انتظار کیا۔۔ پھر گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے بولا۔۔

"سارہ مجھے۔۔۔"

سارہ نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اس کی بات کاٹتے ہوئے تسلی دی۔۔

"ڈین اسود اچھا لڑکا ہے۔۔اور ہماری برادری کا بھی ہے۔۔ پھر کیا بُرائی ہے۔۔؟"

"پتا حیرت انگیز بات یہ نہیں ہے کہ میری چھوٹی بہن کو اسود صاحب پسند ہیں۔۔ بلکہ میں حیران ہوں کہ ہمارے درمیان یہ موضوع سرے سے آیا کیسے ہے۔۔ آئمہ میرا چھوٹا سا بچہ ہے۔اتنی بڑی کب ہوئی ہے کہ اس کے لیے لڑکا دیکھنا شروع کروں۔ جہاں تک رہی اسود کی بات، مجھے یقین ہے وقتی کرش ہے۔جلد گزر جائے گا۔۔"

"اللہ کرے، مگر سچ کہوں تو آثار نہیں لگ رہے ہیں۔۔"

وہ موڑ کاٹتے ہوئے بولا۔۔

"ماں کبھی نہیں مانیں گی۔۔ ورکنگ کلاس کا لڑکا، اوپر سے ہمارا ہی ملازم۔۔ تمہیں آئمہ کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہیے ہے۔"

"ڈین میں کونسا دونوں کی شادی کی تاریخ پکی کر رہی ہوں۔۔ مجھے ماریہ نے کہا تھا۔اسود کو بلاؤ میں ملنا چاہتی ہوں۔میں نے اس کو بلا لیا۔۔"

"ماریہ نے ہاں؟"

"ہاں بھئی۔۔۔۔"

سارہ بات کر کے پچھتا رہی تھی۔۔ جو ڈین نے کہا وہ سچ تھا۔مگر آئمہ نے سارہ سے وعدہ لیا تھا کہ فقط

ایک بار اسود کو گھر پہ دعوت دے تا کہ وہ اسے ماریہ سے ملوا سکے۔۔آنے والے وقت میں نہ جانے کیا ہونا ہے۔سارہ نے دل ہی دل میں سب اچھا ہونے کی ہی امید کی۔۔

☆.....☆.....☆

جگہ خریدنے اور نقشہ وغیرہ بن جانے کے بعد فوراً ہی تعمیراتی کام شروع کر دیا گیا تھا۔

چھ ماہ گزرنے کے بعد گھر کی عمارت کھڑی ہو چکی تھی۔مگر اندر ابھی بہت سا کام ہونے والا تھا۔

وہ دونوں ہر روز مزدوروں کے چلے جانے کے بعد شام کی چائے اپنے نئے گھر کے باغیچے میں پیتے۔۔

ڈین اپنے کام کے سلسلے میں دو دن سے دوبئ میں تھا۔اور سارہ امی کی طرف آئی ہوئی تھی۔۔جو اُس کی کلاس لینے میں مصروف تھیں۔۔

"بس آج کل کی اولاد سمجھتی ہے، چار کلاسیں کیا پڑھ لی ہیں۔۔ماں باپ کا تجربہ اور عمر کی کمائی کسی کام کا نہیں رہا۔۔"

"توبہ ہے امی، میں نے کب ایسا کہا ہے۔"

"جب میں نے تمہیں منع کیا ہوا ہے کہ تم ان دنوں میں لور لور نہیں گھوموگی تو کہیں ٹک کر کیوں نہیں بیٹھتی ہو۔۔صبح کے وقت سنو تو ہوٹل میں ہے۔دوپہر کو فون کیا تو پتا چلا بیگم جی شاپنگ کرنے گئی ہوئی ہیں۔۔شام کو پوچھا تو بتایا گیا جی اب میں اپنے گھر آئی ہوئی ہوں۔۔ڈرائنگ روم کے پینٹ کا رنگ فائینل کرنا ہے۔۔کوئی پوچھے سارہ تیری عقل گھاس چرنے تو نہیں چلی گئی۔۔نو ماہ ختم ہوئے دو دن گزر گئے ہیں۔۔کیا ابھی تک تمہاری شاپنگ مکمل نہیں ہوئی ہے۔۔چار دن گھر بیٹھ جاؤ، بچے کو خیر و عافیت سے دنیا میں آجانے دو، پھر کرتی رہنا اپنے ضروری کام۔۔اور تمہارے بچے کی بھی پتا نہیں کیا مرضی ہے۔۔باپ انتظار کر کر کے بچارہ دبئ گیا ہے۔۔"

"آپ کا غصہ کم ہو گیا ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں۔۔"

امی ہاتھ اُٹھا کر اُسے منع کرتے ہوئے کچن کی جانب چل پڑیں۔۔

"ڈاکٹر نے خاص کہا تھا۔۔جتنا زیادہ چلو پھرو گی۔۔اتنی آسانی رہے گی۔اور اماں گوریاں نو ماہ تک گھومتی پھرتی ہیں۔اور پھر ڈیلیوری کے فوراً بعد بھی کوئی پرہیز نہیں کرتی ہیں۔۔"

"ہاں تمہیں ہی تو یہ سب پتا ہونا ہے۔۔تم ان کے چھلے کروانے جاتی رہی ہو۔۔تم لوگوں سے بس باتیں سُن لو۔۔"

وہ چارپائی پر ٹانگیں لٹکائے بیٹھی امی کا دیا ہوا باداموں والا گرم دودھ پی رہی تھی۔ بڑا سا سپ لینے کے بعد دوپٹے کے پلو سے منہ صاف کرتے ہوئے خوشامدی انداز میں بولی۔

"اچھا اب ڈین کو مت بتایئے گا کہ میں شاپنگ پر گئی تھی۔ سچ کہہ رہی ہوں۔رش والی جگہ پر نہیں گئی۔۔مارکیٹ میں صرف ایک دوکان پر گئی تھی۔۔وہیں سے واپس۔۔"

"مجھے کیا ضرورت پڑی ہوئی ہے دین کو بتانے کی۔میری طرف سے کل پھر چلی جانا۔۔"

"یا اللہ میری ماں کا غصہ ٹھنڈا کردے۔۔"

"ہاں ماں کا غصہ ٹھنڈا کروانا۔اپنے لیے عقل کا بیج مت مانگنا۔۔"

عمارہ سیڑھیوں پر بیٹھ کر الیچی کھا رہی تھی۔۔بہن کی حمایت میں بولی۔۔

"امی اب تو وہ خود بچے والی ہے۔اب تو اس کو اتنا بُرا نہ ڈانٹیں۔۔"

"تم بول لو تمہاری ہی کمی تھی۔۔تمہیں میں اس کے ساتھ اس لیے بھیجتی ہوں کہ اس کو الٹے سیدھے کاموں سے روک سکو۔تم الٹا اس کے ساتھ مل کر ماں کو سمجھا رہی ہو۔آج کے بعد تمہارا سارہ کے ساتھ آنا جانا بند ہے۔۔میں خود چلی جایا کروں گی۔۔تاکہ اس کے ایک جوتا لگا کر اس کو گھر لیکر آؤں۔۔"

"اگر بُرا نہ منائیں تو ایک بات کہوں؟"

سارہ کی معصوم سی شکل بنانے پر امی کمر پر ہاتھ رکھ کر بولیں۔۔

"جلدی بولو۔۔"

"یہ بتانا تھا۔۔کہ دوپہر سے مجھے کمر میں درد ہے۔زیادہ نہیں ہے۔بیچ بیچ میں آرام آجاتا ہے۔۔مگر درد ہے۔۔"

امی نے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اُٹھا کر دعائیہ کہا۔

"شکر ہے ربا جو میرے نواسے کو نانی سے ملنے کا خیال تو آیا۔۔"

"ہیں نواسہ کیسے؟نواسی بھی تو ہوسکتی ہے۔۔"

وہ سارہ کو جتاتے ہوئے بولیں۔۔

" لکھوالو۔۔نواسہ ہی ہے۔۔ہم نے یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کئے ہوئے ہیں۔۔"

"اچھا جی۔۔"

"ہاں جی۔۔"

"دیکھ لیں گے۔۔"

"دیکھ لینا۔۔پر ابھی میرا مشورہ یہی ہے۔۔دودھ ختم کرو اور جا کر سو جاؤ۔۔ایک دفعہ درد تیز ہو گئی تو آرام نہیں ہونا۔۔اور لیبر کا کیا ہے تین دن تک چل سکتی ہے۔جاؤ شاباش آرام کرو۔۔"

"اگر سچ میں لیبر کا درد ہے تو کیا ڈین کو واپس آنے کا کہہ دوں؟ اُس نے سختی سے کہا ہوا ہے کہ جیسے ہی ہسپتال جاؤں فوراً اس کو بتایا جائے،وہ سب چھوڑ کر اگلے چار گھنٹوں میں یہاں ہو گا۔"

"بچے کو پرائے دیس یوں پریشان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔وہ کون سا سیر سپاٹے کو نکلا ہوا ہے۔کام کی مجبوری نہ ہوتی اُس نے گھر سے جانا ہی نہیں تھا۔اللہ اس کی مشکل آسان کرے اور وہ خیریت سے اپنے گھر لوٹے۔۔"

سارہ نے دل سے آمین کہا۔۔۔

ایک انٹرنیشنل کمپنی کی دسویں منزل پر اپنی میٹنگ ختم ہونے کے بعد وہ ایک ہاتھ سے اپنی ٹائی درست کرتا۔۔لفٹ کی جانب بڑھ رہا تھا۔جب فون پر میسج کی بیل بجی۔۔

آج کل اُس نے سارہ کے فون کو الگ بیل دی ہوئی تھی۔تا کہ اس کی جانب سے آنے والی کوئی کال میسج چھوٹ نہ پائے۔۔

واٹس ایپ کا نوٹیفکیشن کھولا۔۔تو سامنے سکرین پر براؤن کمبل میں لپٹا ننھا سا وجود تھا۔۔جس کے ہونٹ او کی صورت میں کھلے ہوئے تھے۔۔اور وہ بڑی حیران نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

ڈین کے قدم وہیں تھم گئے۔۔

سارہ نے نیچے لکھا ہوا تھا۔۔

"ڈین بیٹا مبارک ہو۔۔"

پہلے وہ بے یقینی سے سکرین کو دیکھتا رہا۔۔پھر منہ پر ہاتھ رکھ کر مسکرایا۔۔

اُسی وقت سارہ کو کال ملائی۔۔

مگر سارہ کی بجائے فون عمارہ نے اُٹھایا۔۔

"السلام علیکم بھائی۔۔بہت بہت مبارک ہو۔۔"

"وعلیکم السلام۔۔۔خیر مبارک۔۔۔سارہ کیسی ہے؟"

"آپی ٹھیک ہیں۔۔بے بی کی تصویریں لے رہی تھیں۔۔امی نے ڈانٹ دیا کہ فون کی جان چھوڑ کر آرام کرو۔۔اور ان سے فون لے لیا ہے۔۔اور آپی نے مجھے کیک پیسٹری لینے کے لیے بیکری بھیجا ہے۔"

وہ ہنسا۔۔

"میری طرف سے سارہ کو مبارک دے دینا۔۔"

"بس آدھے گھنٹے تک آپ کی ان سے بات کروادوں گی۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔خدا حافظ۔۔۔"

کال کاٹنے کے بعد ابھی اسود کو کال ملانے ہی والا تھا۔جب اسی کی کال آگئی۔۔

اُس نے کال کو جواب دیتے ہوئے فون کان سے لگا کر چھوٹتے ہی کہا۔۔

"شیطان کو یاد کیا وہ حاضر۔۔"

"بڑی نوازش سر۔۔اور مبارک باد وصول کریں۔۔آپ کا ولی عہد آپ پر تو بالکل نہیں گیا۔۔جس طرح وہ منہ بنا بنا کر رو رہا تھا۔۔مجھے شک ہے اپنی دادی پر چلا گیا ہے۔۔"

ڈین کا قہقہہ بے اختیار تھا۔۔بولا۔۔

"تو تم مل بھی چکے ہو۔۔"

"جناب میں پچھلے دو دن سے یہیں ہسپتال میں تھا۔۔"

"مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔"

"یہ آپ اپنی ساس سے پوچھیں۔۔۔انہوں نے دھمکی دے رکھی تھی۔۔جس نے پردیس میں خجل خوار ہوتے اُن کے بیچارے بیٹے کو پریشان کیا۔۔مخبری کرنے والے کا خون پی جائیں گی۔۔ایسی

صورتحال میں کیسے بتا سکتا تھا۔۔جبکہ میرا آرَن ویسے بھی آج کل لوچل رہا ہے۔"

"اپنی بکواس بند کرو۔۔اور میری آج کی ہی سیٹ بک کرواؤ۔۔"

"جی جناب۔۔جو حکم۔۔۔میٹنگ کیسی گئی ہے؟"

"کامیاب۔۔میرا خیال ہے آج کا دن میرے لیے یادگار رہنے والا ہے۔۔آج میرا بیٹا آیا ہے۔۔ اور آج ہی اتنے ماہ سے پھنسا ہوا مسئلہ حل ہوا ہے۔۔ڈیل ہمیں مل گئی ہے۔۔"

"واہ سر پھر تو ڈبل مبارک بنتی ہے۔"

"سیٹ بک کرواؤ۔۔"

"میں کنفرم کر کے ای میل کرتا ہوں۔۔"

"تم میری ساس کے ہاتھوں تو بچ گئے ہو۔۔میرے ہاتھ سے نہیں بچو گے۔۔میری تم سے صبح ہی بات ہوئی ہے، تم نے مجھے کچھ کیوں نہ بتایا؟ کل رات کو کیوں نہ کہا؟ دو دن گزر گئے۔۔تمہارا میرا چوبیس گھنٹے کا رابطہ ہے۔۔"

"میں نے کہا نا۔اس میں ہم میں سے کسی کا قصور نہیں ہے۔آپ کی ساس جانیں اور آپ۔۔"

"آمنے سامنے بات ہوگی۔۔"

"جی جی۔۔کیوں نہیں۔"

اُس نے فون بند کرنے کے بعد جیب میں رکھا۔۔اور مسکراتے ہوئے لفٹ کی جانب چل پڑا۔۔

☆.....☆.....☆

"ممی آپ کو اپنی ضد چھوڑ دینی چاہیے۔۔"

"کون سی ضد۔؟ میں نے کیا ہی کیا ہے؟"

"میرے ساتھ چلیں۔۔"

"تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔۔مگر جہاں تم لیکر جانا چاہ رہی ہو۔۔مجھے وہاں ہرگز نہیں جانا ہے۔"

"اپنے پوتے کے لیے دل میں ذرا پیار نہیں جاگا ہے؟"

"میری ایک پوتی ہے۔اس کے لیے دل میں پیار ہی پیار ہے۔جب اللہ پوتا دے گا تو اس کے لیے

پیار بھی دے گا۔۔"
" کیا ڈینیل کا بیٹا آپ کا پوتا نہیں ہے؟"
"جب دانیال میرا بیٹا ہی نہیں ہے تو اس کا بیٹا میرا پوتا کیسے ہو سکتا ہے۔ میرا ان لوگوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔"
ماریہ نے افسوس سے ماں کو دیکھا۔۔اپنے لہجے کو کنٹرول کرتے ہوئے بولی۔۔
"اُس نے اپنی آدھی زندگی آپ کی اولاد پالتے گزاردی۔۔اور آج وہ آپ کا کچھ نہیں لگتا ہے؟ آج اُس کی خوشیوں کا وقت آیا ہے تو آپ اپنے اندر اتنی انسانیت نہیں پاتی ہیں کہ جا کر مبارک باد ہی دے دیں۔۔اس کے بیٹے کو دیکھ ہی آئیں۔۔"
نادیہ نے بیٹی کو سرد نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے بولنا شروع کیا۔۔
"تم یا تو اپنی دانیال دانیال کی رٹ بند کر دو۔۔یا میرے گھر نہ آیا کرو۔۔ مجھے تو اب ایسا لگتا ہے تم میری بیٹی ہی نہیں ہو۔ تمہیں ہو کیا گیا ہے؟ اُس سارہ نے ضرور تم پر تاویز کروائے ہوئے ہیں۔۔ کہاں وہ ماریہ جو دن میں دس دفعہ دانیال پر لعنت بھیجتی تھی۔۔اور کہاں تم جو دن رات اس کی حمایت کرتے نہیں تھکتی ہو۔ تم جتنا مرضی اُس کی حمایت کرو۔۔میری نہ ہاں میں نہیں بدلنی ہے۔ اس لیے بہتر ہے تم اپنے مشن سے باز آجاؤ۔۔اُس نے ماں کو چھوڑ کر سارہ کو چنا ہے۔۔اب اپنی پسند کے ساتھ خوش رہے۔۔"
" آپ جانتی ہیں نا سب سے زیادہ اُس کو آپ کا انتظار رہنا ہے۔۔"
"میں کبھی نہیں جاؤں گی۔۔اپنا وقت برباد نہ کرو۔۔جاؤ گھر جا کر اپنے بچے کو سنبھالو۔۔۔"
وہ اپنی بات پوری کرنے کے بعد کمرے سے ہی نکل گئیں۔۔
شمائلہ اپنی نو دس ماہ کی بیٹی کو کندھے سے لگاتے ہوئے بولی۔۔
" ممی کی بات غلط بھی نہیں ہے۔۔اگر وہ ان کو ماں سمجھتا تو ایسا سلوک تو نہ کرتا۔۔سب کچھ لیکر ایک طرف ہو گیا ہے۔"
"شمائلہ۔۔۔کیا تم لوگ زکوٰۃ کے حق دار ہو؟"
ماریہ کے سوال پر شمائلہ نے حیرت سے پوچھا۔۔

"کیوں؟ اللہ نہ کرے۔۔آپ نے ایسا کیوں پوچھا ہے؟"

"کیونکہ وہ تم لوگوں سے تو کچھ بھی نہیں لیکر گیا ہے سوائے نفرت کے۔۔دے کر اتنا کچھ گیا ہے کہ آج تم لوگوں کی اکڑ نہیں پائی جا رہی ہے۔۔میری ماں ڈین کے لیے جو کچھ مرضی بولے۔۔تم نے آئندہ زبان درازی کی جرات کی نا تو زبان گدی سے کھینچ کر ہاتھ میں پکڑا دوں گی۔۔اور اپنے شوہر سے پوچھ کر بتا دینا اگر لاکھوں کروڑوں کی جائیداد اور کاروبار ہوتے ہوئے بھی تم لوگوں کا گزر بسر مشکل سے ہوتا ہے تو ڈین سے کہوں گی اپنی زکوٰۃ صدقہ تمہیں بھیج دیا کرے۔"

شمائلہ اپنی بے عزتی پر لال بھبھوکا چہرہ لیے وہیں بیٹھی رہ گئی۔۔

ماریہ نے آنکھوں پر سیاہ شیشہ رکھا۔اور اپنا ہینڈ بیگ لیکر باہر کی جانب آ گئی۔۔ جہاں اس کا ڈرائیور اسی کے انتظار میں تھا۔۔

آئمہ پچھلے چھ دن سے سارہ کے پاس ہی تھی۔ ماریہ بھی کئی دفعہ چکر لگا چکی تھی۔۔آج تیمور مراد کا عقیقہ تھا۔ ماریہ بھتیجے کے لیے تحائف وغیرہ لیکر جا رہی تھی۔۔اور اس کی شدید ترین خواہش تھی کہ ماں بھی اس کے ساتھ چلے۔۔انہی کو منانے کے لیے پچھلے چار گھنٹوں سے کوشش میں لگی ہوئی تھی۔۔ اب ناکام واپس جا رہی تھی۔۔

ابھی اُس نے گاڑی کا دروازہ کھولا ہی تھا۔ جب چوکیدار نے نئی آنے والی گاڑی کے لیے دروازہ کھولا۔

ڈینیل کی گاڑی دیکھ کر ہی ماریہ کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔

وہ ماں کو لینے خود آ گیا تھا۔

ماریہ اس کو مزید ذلیل ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔اس لیے جیسے ہی وہ گاڑی گیٹ کے باہر روک کر اندر کی جانب آیا۔۔ماریہ نے اُسے وہیں روک لیا۔۔

ڈینیل نے عینک لگائی ہوئی تھی۔۔سفید کلف شدہ سوٹ پر کالی بومبر ز جیکٹ میں اپنے دراز قد کے ساتھ بڑا جچ رہا تھا۔۔ماریہ نے دل ہی دل میں اس کی نظر اُتاری۔۔

"تم کیوں آئے ہو؟"

"ان کو لینے آیا ہوں۔۔"

ماریہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے نرمی سے بتایا۔۔

"میں بھی اسی لیے آئی تھی۔۔ چلو چلیں، ان کی ضد اور انا کی دیواریں بہت اونچی ہیں۔۔ یہاں سے تکلیف کے سوا کچھ نہیں ملنا ہے۔۔"

"میں کوشش کیے بغیر ہار نہیں مان سکتا ہوں۔۔"

"میری جان کوئی فائدہ نہیں ملنا ہے۔۔"

" کوئی بات نہیں، مجھے بات کرنے دو۔۔ وہ مان جائیں گی۔۔ مگر آج کے فنکشن میں انکا ہونا میرے لیے بڑا اہم ہے۔۔"

ماریہ غصے سے بولی۔

" کیوں؟ کیوں اہم ہے۔۔"

" کیونکہ وہ میری ماں ہیں۔۔"

ماریہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے گاڑی کی جانب لیکر جانا چاہا۔۔

"چلو چلیں۔۔ وہاں تمہارے مہمان آگئے ہوں گے۔۔"

" کیا کر رہی ہو۔۔ مجھے ان سے بات تو کرنے دو۔۔"

"تم سنتے کیوں نہیں ہو۔۔؟ کیوں زلیل ہونے کا اتنا شوق ہے؟"

"ماں کے بغیر بھی کوئی خوشی ہے؟ ہاں؟ بتاؤ۔۔۔؟"

ماریہ نے اس کے ہاتھ چومے۔۔

" کیوں اتنا پیارہ دل لیکر ایسے پتھر دل لوگوں میں آگئے ہو۔۔ ان کو تمہاری قدر نہیں ہے۔۔"

ڈین نے ماریہ کے آنسو صاف کیے، اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

"ایک کوشش کر لینے دو۔۔ پانچ منٹ کے اندر باہر آجاؤں گا۔۔ ٹھیک ہے؟"

"صرف پانچ منٹ؟"

"ہاں۔۔"

ماریہ مسکرائی۔۔

"میرے چار گھنٹے بھی کم پڑے۔۔ تم پانچ منٹ میں کیا کر لو گے۔۔ جاؤ میں ادھر ہی ہوں۔۔"

ڈین مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

(آج تک محبت خریدتا آیا ہوں۔۔آج بیٹے کی خوشی میں ایک اور قربانی صحیح۔۔۔)

ماریہ نے دیکھا۔۔پانچ منٹ بعد جب وہ باہر نکلا۔تو ساتھ نادیہ بیگم بھی تھیں۔۔ماریہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔نادیہ بیگم ڈین سے کہہ رہی تھیں۔۔

"غالب کو کال کرتی ہوں۔جیسے ہی وہ آیا ہم لوگ آجائیں گے۔۔اتنی دیر میں تیار ہوتی ہوں۔۔"

ماریہ کو غش آتے آتے رہا۔۔

نادیہ وہیں ہال کے دروازے کے پاس رُک گئیں۔۔ڈینیل مسکراتا ہوا اس کی جانب آیا۔۔

ماریہ نے شاک کے عالم میں پوچھا۔۔

" کیا جادو کر کے آئے ہو؟"

"پیسہ میری جان پیسہ۔۔۔چلو میرے ساتھ آجاؤ۔۔"

اُس نے ماریہ کے ڈرائیور کو اشارہ کیا۔۔

"خان تم گاڑی لے جاؤ۔۔بی بی میرے ساتھ آرہی ہیں۔"

"جی اچھا سر۔۔"

دونوں بہن بھائی نے بانہوں میں بانہیں ڈالے گیٹ پار کیا۔۔ڈین نے ماریہ کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔

اس کے بیٹھنے کے بعد دروازہ بند کرتا اپنی سیٹ کی جانب جانے سے پہلے گھر پر ایک نظر ڈالی۔۔

نادیہ بیگم وہاں نہیں تھیں۔۔

اُس کے چہرے پر مجروح سی مسکراہٹ تھی۔۔پورے ایک سال بعد وہ اس گھر میں لوٹا تھا۔۔مگر اس کے لیے دل میں کوئی احساس نہیں جاگا تھا۔۔

(یہ میرا گھر نہیں ہے۔

میرا گھر وہی ہے جہاں مجھ سے محبت کرنے والے بستے ہیں۔۔چاہے وہ دو ایکڑ پر پھیلا بنگلا ہو۔۔یا ہوٹل کا سویٹ۔۔)

آج کل انہوں نے وقتی طور پر ایک گھر کرائے پر لیا ہوا تھا۔

کیونکہ تیمور کی خالہ اور پھوپھو کے آنے کی وجہ سے ہوٹل کا سوئٹ بھی چھوٹا پڑ رہا تھا۔۔

ماریہ اتنی جلدی اُس کی جان چھوڑنے والی نہیں تھی۔۔اس لیے جیسے ہی وہ لوگ سڑک پر آئے اُس نے کہا۔

" کیا آفر دے کر آئے ہو؟"

"تم کیسے کہہ سکتی ہو۔۔ مجھے دیکھتے ہی انہوں نے کہا میں تمہارے لیے بڑی اداس تھی۔۔ پوتے کے عقیقے پر آنے کی تیاری کر رہی ہوں۔۔"

"ہاہاہا۔۔۔ جوک بہت مزے کا تھا۔۔ میں نے بڑا انجوائے کیا ہے۔۔اب سچ بتاؤ۔۔کیونکہ ماں یونہی نہیں مانی ہیں۔۔لگتا ہے بہت بڑا انعام دینے کا وعدہ کر کے آئے ہو۔۔"

"جب جانتی ہو تو پھر اپنی تفتیش بند کرو۔۔"

" کیا دیا ہے؟ جلدی بتاؤ۔۔"

" آہ۔۔کبھی کبھی دل کرتا ہے تمہارا اگلا دبا کر اپنی زندگی پر سکون کروں۔۔ بہت سر کھاتی ہو۔۔"

"تم لاکھ چاہ کر بھی میرا اگلا نہیں دبا سکتے ہو۔۔کیونکہ تم میرے سے بات کیے بغیر دو دن نہیں نکال سکتے۔۔"

"جی نہیں۔۔تم خود فون کرتی ہو۔"

"ہاں اگر دو دن میں فون نہ کروں۔۔ تیسرے دن کون فون کر کے کہتا ہے کہ کدھر مصروف ہو، اتنے دنوں سے بات ہی نہیں ہوئی۔۔اور ہر ہفتے فیملی ڈنر کون رکھتا ہے۔۔"

"وہ تو میری بیوی کو نندوں اور بہن کی خدمت کا شوق ہے۔۔"

"اور تم بیوی کو خوش کرنے کے واسطے بہنوں کے لیے اپنے ہاتھ سے باربی کیو بناتے ہو۔۔ ماشاءاللہ، اللہ ایسی بھابھی سب کو دے۔۔"

ڈین کا قہقہہ جاندار تھا۔۔

ماریہ اس کو مسلسل دیکھ رہی تھی۔۔

جس پر ڈین نے اپنا گیئر سٹک پر رکھا ہاتھ ماریہ کے منہ پر رکھ کر اُس کا چہرہ دوسری جانب کرتے ہوئے کہا۔۔

"Shut up woman."

وہ بھی دوبدو بولی۔

"Spill it Dean."

وہ الجھن سے بولا۔۔

"God Mariya, you are so damn annoying."

مگر بتانے لگا۔۔

"غالب صاحب کا کاروبار میں نقصان چل رہا ہے۔۔ ایوب اپنے آدھے شیئر مانگ رہا ہے۔۔ غالب کے نہ دینے پر وہ شوروم بیچنا چاہ رہا ہے۔۔"

"تو اس سب سے تمہارا کیا لین دین۔۔؟"

اُس نے ڈرتے ڈرتے معصومیت سے بہن کو دیکھا پھر سامنے سڑک پر دیکھتے ہوئے بتانے لگا۔۔

"میں نے غالب کی طرف سے ایوب کو رقم دینے کی آفر کی ہے۔۔ جو دو منٹ بعد قبول کر لی گئی ہے۔۔"

ماریہ نے اگلا سوال داغا۔۔

" کتنی رقم ہے؟"

ڈین نے جل تو جلال تو پڑھتے ہوئے کہا۔۔

"ڈیڑھ کروڑ۔۔۔"

گاڑی میں مکمل خاموشی چھا گئی۔۔

پھر وہ گاڑی سے باہر دیکھتے ہوئے بولی۔۔

" کیا سارہ جانتی ہے۔۔؟"

"ابھی تک تو نہیں۔۔"

"تم نے ماں کو فنکشن میں شامل کرنے کا معاوضہ دینے کی حامی بھر لی ہے۔۔ تم بدل کیوں نہیں جاتے ہو؟"

"وقت لگتا ہے۔۔ رات کے رات کچھ تبدیلی نہیں آتی ہے۔ اور ویسے بھی آج ماں نہ بھی آئیں۔ تب

بھی میں غالب کو پریشانی میں اکیلا تو نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔"

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اکڑ کا مارا تمہارے پاس مدد کے لیے نہ آتا۔۔"

"ہاں تو اچھی بات ہے نا کہ وہ انا رکھتا ہے۔۔دوسرے کی طرح تو نہیں ہے۔۔جو کام کرنا نہیں چاہتا مگر اس کو کمائی میں مکمل حصہ چاہیے ہیں۔۔میری تھوڑی سی مدد سے اگر غالب کا کام چلتا رہتا ہے تو کیا برائی ہے۔۔وہ بال بچوں والا شخص ہے۔اگر کل کو اس کے حالات خراب ہو جاتے ہیں۔تب بھی تو ہمیں ہی تکلیف ہونی ہے۔کیا خیال ہے؟"

"میرا اس بارے میں کوئی خیال نہیں ہے۔اللہ کرے سارہ تمہاری خوب خبر لے۔۔میرے کہے کا نہ تم پر اثر ہوتا ہے۔نہ تمہاری ماں پر۔۔۔دونوں ایک جیسی ڈھیٹ مٹی سے بنے ہوئے ہو۔۔"

ڈین مسکراتے ہوئے بولا۔۔

"چلو غصہ جانے دو۔۔اس رفتار سے خون جلاؤ گی تو وہ دن دور نہیں ہے۔جس دن تمہارا رنگ میرے سے میل کھانے لگے گا۔۔"

ڈین کی بات پر ہنستے ہوئے ماریہ نے اس کے بازو پر دھموکا جھڑا۔۔

☆.....☆.....☆

کمرے میں صرف لیمپ کی نرم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔بیڈ کے بیچ میں کمبل میں لپٹا تیمور محوِ خواب تھا۔ اور اس کی ماں اس کے پاس بیٹھی فون پر عقیقے کی تصویریں دیکھ رہی تھی۔

شاور لیکر نکلے ڈین نے بالوں کو رگڑنے کے بعد تولیہ سٹینڈ پر ڈالا اور ڈریسنگ کے دراز میں سے ہیر ڈرائیر نکال کر سوئچ لگانے کے بعد آن کر کے بال سکھانے لگا۔۔

مگر جلد ہی سارہ کی وارننگ سن کر بند کرنا پڑا۔۔

جو تیمور کے سینے پہ تسلی کا ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔جبکہ تیمور نے کسی باکسر کی طرح دونوں مٹھیاں بند کر کے بازو اوپر کیے ہوئے تھے۔

ڈینیل نے تشویش سے دھیمی آواز میں پوچھا۔۔

"کیا ہوا ہے؟"

"ڈرائیر کی آواز سے تیمور نیند میں ڈر گیا ہے۔۔"

"اوہ۔۔سوری۔۔۔"

پہلے اس نے بیوی سے معذرت کی اور پھر بیٹے سے بھی۔۔

"ڈین۔۔۔"

"ہوں۔۔"

"مجھے تمہاری ممی کی بات بالکل اچھی نہیں لگی۔۔۔چاہے تمہیں اچھا لگے یا بُرا۔۔"

"اگنور کردو۔۔"

نادیہ بیگم نے سب کے سامنے سارہ کو جتاتے ہوئے کہا تھا۔

"سارہ تمہارا حسن کسی کام نہ آیا۔۔افسوس تمہارا بیٹا شکل وصورت میں باپ کی کاپی لگ رہا ہے۔۔چلو شکل باپ پر چلی جاتی۔۔مگر کم از کم رنگ تو تم پر جاتا۔۔اب غالب کی بیٹی کو دیکھ لو، دودھ جیسی رنگت ہے۔اور تیمور کیسا میلا میلا سا لگ رہا ہے۔۔دیکھ لو ایک انسان کی غلطی کیسے نسلوں تک جاتی ہے۔۔ خیر چلو، اتنا ہی شکر کرو کہ آخر اتنے عرصے بعد جا کر کالی ہی سہی پر اولاد تو ہوئی ہے۔۔"

ڈین نے ماں کے الفاظ سُن کر کوئی ردِعمل نہیں دیا تھا۔ حالانکہ سارے حاظرین کی نظریں اس کی جانب اُٹھی تھیں۔۔

سارہ اُس وقت بھی غصے میں آ کر نادیہ کو جواب دینے لگی تھی۔۔جب ڈین نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اس کو خاموش رہنے کا اشارہ دیا۔۔

اسی بات کا سارہ کو رہ رہ کر تیش آ رہا تھا کہ کیوں وہ نادیہ بیگم کو جواب دے کر حساب برابر نہ کر سکی۔۔

ڈین بیڈ کی دوسری جانب بیٹھا اور بیٹے کے اوپر جھکا۔۔سوئے ہوئے کی پیشانی چومی۔ تیمور نے انگڑائی لیکر داڑھی کے چبھنے کا احتجاج کیا۔۔

"ڈین اُس وقت مجھے بولنے سے منع کیوں کیا تھا۔؟"

"سارہ ان کو ٹکا سا جواب سنا دینے سے کیا ہو جانا تھا۔اور ویسے بھی وہ میری ماں ہے۔ مجھے باتیں کر گئی ہیں۔وہ تو وہ سدا سے کرتی آئی ہیں۔نئی بات کیا ہوئی ہے۔۔"

"اپنے بیٹے کو جو مرضی کہتیں۔۔میرے بیٹے کے بارے میں اتنی روکھی زبان کیوں استعمال کی۔۔؟ اس پر تو میں احتجاج کر سکتی تھی نا۔۔"

ڈین مسکرایا۔۔

"اب کیا ہوسکتا ہے۔تمہارا بیٹا نہ اپنے باپ پر جاتا۔۔نہ باتیں سُنتا۔۔"

"ڈینیل مراد زرا غور سے ایک دفعہ میرے بیٹے کو دیکھو۔۔نادیہ بیگم کی ساری اولاد اور آگے ان کی اولاد میں اس جیسا کوئی ہے؟ میرے تیمور کی پلکیں اتنی لمبی ہیں، جب آنکھیں کھولتا ہے۔پلکیں اس کے بھنوں کو چھوتی ہیں۔۔اوپر سے موٹی موٹی سیاہ آنکھیں۔۔ہونٹوں کی شیپ ایسے ہے جیسے خود پنسل سے لکیر بنائی ہو۔۔مسکراتا ہے تو گالوں کے دونوں جانب ڈمپل پڑتے ہیں۔۔بال تم سے بھی زیادہ گھنگھریالے ہیں۔۔اور سب پر بھاری، گندمی رنگ۔۔کیسا چمکتا ہوا چہرہ ہے۔۔"

وہ تیمور کے ہاتھ کو تھامے بولتی چلی گئی۔۔جب چپ ہوئی تو ڈین نے تیمور کو مخاطب کیا۔۔

" تیمور مراد۔۔ایک بات تو سچ ثابت ہوگئی ہے۔تم رنگ چاہے باپ کا چرا کر لائے ہو۔۔مگر شکر ہے تمہاری قسمت باپ جیسی نہیں ہے۔میری ماں نے آج تک کبھی میری یوں تعریف نہیں کی ہے۔۔اور تمہاری ماں نے تو اتنے سے دنوں میں تمہیں ازبر کرلیا ہے۔۔تم بہت خوش نصیب بچے ہو۔۔"

سارہ کے چہرے پر ممتا کا نور تھا۔۔ڈین یک ٹک اُسے دیکھے گیا۔۔

وہ تیمور کے اچانک اُٹھ جانے پر اپنا فون ایک طرف رکھ کر پوری طرح بیٹے کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

پہلے کمبل ڈھیلا کر کے اس کی نیپی چیک کی۔۔پھر اسے گود میں اٹھا کر فیڈ کروانے لگی۔۔

ڈینیل کے فون پر کال آرہی تھی۔۔اسود کا نمبر دیکھتے ہی وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔۔

سارہ نے گہری سانس بھری۔۔مگر دانیال کی حرکت ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔۔

پانچ منٹ بعد جب وہ واپس کمرے میں آیا۔۔سارہ بالکل تیار تھی۔۔

"تو اب سے ایسا ہوا کرے گا؟"

ڈین چونکا۔۔رُکا۔۔پھر گلا صاف کرتے ہوئے واپس بیڈ پر بیٹھا۔۔

" کیسا۔۔؟"

"تم مجھ سے چوری اپنے بھائیوں کی مدد کرو گے۔پھر میرے ڈر سے فون باہر جا کر سنو گے۔"

ڈین نے بھنوے اچکائے۔۔

بیڈ پر نیم دراز ہوا۔۔

سارہ اسی کو دیکھ رہی تھی۔اور اب وہ نظر چرا رہا تھا۔۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ مجھے خوش ہونا چاہیے کہ تم اتنے رحم دل ہو۔۔یا مجھے غصہ کرنا چاہیے کہ تم اتنے بیوقوف ہو۔۔"

"آہا۔۔"

"آہا واہا مت کرو۔۔۔ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکی ہوں۔۔ اور ابھی آخری دفعہ اپنی بات دہراؤں گی۔۔ مجھے اپنے بچوں کے لیے باپ چاہیے پیسہ بنانے والی مشین نہیں۔۔اور تم نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ تم خود کو بدلو گے۔دن رات گدھوں کی طرح کام اگر اس لیے کرتے ہو کہ لوگوں پر لٹا سکو۔۔تو پھر یتیموں مسکینوں کو دو۔۔خود غرض اور بے حس لوگوں کو نہیں۔۔"

ڈین ہاتھ پر سر رکھ کر اوپر بلند ہو کر اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

"میں نے جو وعدہ کیا تھا۔۔ ابھی تک پورا کر رہا ہوں۔آٹھ بجے گھر آجاتا ہوں۔۔ ہفتے میں دو چھٹیاں کرتا ہوں۔جہاں تک رہی تم سے چھپا کر بھائیوں کی مدد کرنے کی بات۔۔اول تو بھائیوں کی نہیں بھائی کی مدد کی ہے۔وہ بھی آخری دفعہ کی ہے۔ممی ہر ہفتے میرے ساتھ لنچ پر جاتی رہیں ہیں۔مگر جب سے تم آئی ہو۔انہوں نے کلی طور پر مجھ سے بات کرنا بند کر دیا ہوا ہے۔اور میں چاہتا تھا کہ وہ تیمور کے عقیقے کی خوشی میں ضرور شامل ہوں۔تو ایک طرح سے لین دین کیا تھا۔انہوں نے اپنی بات پوری کی اب میں اپنا کہا پورا کر رہا ہوں۔"

"ڈینیل مراد۔میرا بیٹا خریدے کی محبت کا محتاج نہیں ہے۔اس کی ماں اس کا باپ اس سے اتنی محبت کرتے ہیں۔کہ اگر کوئی اس کو اگنور بھی کرے گا نا۔تو تیمور کی صحت پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔۔"

ڈین نے بہت دیر بعد سرگوشی کی۔۔

"سوری۔۔"

"سارہ نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بال سیٹ کرتے ہوئے نرمی سے جواب دیا۔۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

ڈین نے اپنے بالوں میں دوڑتا سارہ کا ہاتھ پکڑا۔۔اپنے ہاتھوں میں لیکر اس کی ہتھیلی کھولی۔۔ لکیروں کو انگلی سے ٹریس کرنے لگا۔۔آخر میں انگلی ہٹا کر اس کی ہتھیلی پر اپنے لب رکھ دیئے۔۔

☆.....☆.....☆

"ہر دفعہ پانی کی بوتلیں میں اُٹھاتی ہوں۔۔کیا تم لوگوں کی نوکر لگی ہوئی ہوں۔۔؟"

دو چوٹیاں، ان میں سے نکل کر کئی آوارا لٹیں اُس لال گلابی چہرے کے گرد ہالہ کیے ہوئے تھیں۔۔

آٹھ سالہ مشال نے پانی کی بوتلوں والا بیگ گھاس پر پھینکتے ہوئے شکوہ کیا۔۔

نو سالہ حاکم ماریہ کی بیٹی کو پچکارتے ہائے بولا۔۔

"ویسے تو کہتی ہو تم لوگوں کے ساتھ ہی کھیلوں گی۔۔میں بھی ٹیم کا حصہ ہوں۔۔اب ٹیم کا حصہ ہونے کی وجہ سے کام تو کرنا پڑتا ہے نا۔۔"

"اچھا بلا تو مجھے تھماتے نہیں ہو۔۔رہی میں ایسی ٹیم کا حصہ بننے سے جہاں مجھ سے صرف فیلڈنگ کروائی جاتی ہے۔۔"

حاکم نے اپنے گھنگھریالے بالوں کو آنکھوں سے پیچھے کر کے سر پر کیپ پھنساتے ہوئے کہا۔

"پاگل لڑکی، ابھی تمہاری ٹریننگ چل رہی ہے۔۔جب ٹریننگ مکمل ہو جائے گی تب تم بیٹنگ کر سکو گی۔۔"

وہ ماں کی طرح ناک اور آستین چڑھا کر سو کی سپیڈ سے بولی۔۔

"حاکم تم ایک نمبر کے چیٹر ہو۔۔میرے ساتھ ہمیشہ دو نمبری کرتے ہو۔۔میں ماموں سے تمہاری شکایت کروں گی۔۔"

وہ جانتا تھا۔اس کے باپ کی بھانجی میں جان تھی۔۔اور اب تک کئی دفعہ وہ یونہی جھوٹی سچی شکایتیں لگا کر ان لوگوں کو ڈانٹ پڑوا چکی تھی۔۔

اس لیے وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔۔

"احمد بھائی، یار کیا ضروری تھا کہ یہ پیدا ہوتی؟۔۔پھوپھو نے اگر اللہ جی سے لڑکی لینی ہی تھی۔تو دیکھ کر کوئی اچھی والی لیتیں۔۔یہ بندری تو ہمیشہ ہمیں بلیک میل کرتی ہے۔۔گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر قبضہ کر لیتی ہے۔۔اگر پزا آئے تو ابو اس کی پسند کا فلیور منگواتے ہیں۔۔مووی دیکھنی ہو تو اس کی مرضی کی۔۔۔میں بار بیز دیکھ دیکھ کر تنگ آ گیا ہوں۔"

احمد نے ناک سے پسینہ صاف کرتے ہوئے۔دکھی سانس کھینچتے ہوئے تاسف سے سر ہلا کر کہا۔

"میں نے ممی کو بولا تھا۔ بے بی کو اڈاپشن کے لیے دے دیتے ہیں۔ مگر وہ نہیں مانی تھیں۔۔"

مشال نے پاؤں پٹخے۔۔

"میں سب سُن رہی ہوں۔۔"

تیمور بردباری سے بولا۔۔

"بوائیز۔۔۔ جو کہتی ہے کرنے دو۔ میرے سے سزا کے طور پر آلو گوبھی نہیں کھائی جانی۔۔"

تیمور کو آلو گوبھی سے خاص چڑ تھی۔ اور جس دن باپ کو اس کی کوئی بات ناپسند آتی سزا کے طور پر ڈنر میں تیمور کو آلو گوبھی ملتی تھی۔۔

حاکم بڑبڑایا۔۔

"چڑیل۔۔"

وہ بھی اپنی ماں کی بیٹی تھی۔۔ دوبدو بولی۔۔

"تم بالوں والے جن۔۔"

پانچ سالہ رئیس، مشال اور احمد کی چھوٹی بہن، چھ سالہ نور، جو برامدے میں بلی کے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھی، اس کے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔۔

"او بوائے۔۔ اب پھر لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ ابھی پانچ منٹ پہلے تو صلح ہوئی ہے۔۔"

رئیس بولا۔۔

"امی کہتی ہیں۔ اچھے بچے لڑائی نہیں کرتے ہیں۔۔"

نور نے فوراً ہاں میں ہاں ملائی۔

"یہ گندے بچے ہر وقت لڑتے ہیں۔۔"

رئیس شرارتی مسکراہٹ لیکر بولا۔۔

"میرے پاس ان کی لڑائی ختم کرنے کا آئیڈیا ہے۔۔"

نور کی آنکھیں چمکیں۔۔

"کیا؟"

رئیس بولا، "آؤ میرے ساتھ۔۔"

بلی کے بچوں کو گود میں سے نکال کر دونوں چلتے ہوئے صحن کے آخری کونے کی جانب آئے اور ایک ایک کر کے گھاس کو پانی دینے کی خاطر خاص طور پر گراؤنڈ میں فکس ہوئے فواروں کے نل کھول دیے۔۔

دو منٹ بعد کرکٹ کی ٹیم غصے سے گھاس پر رکھا اپنا کرکٹ کا سامان اُٹھا کر صحن سے بھاگ رہے تھے۔۔

حاکم مراد اپنی گیلی شرٹ کو جھٹکے دیتے ہوئے خلق کے بل چلایا۔۔

"ٹیڈے۔۔اگر یہ کام تیرا ہے نا۔۔تو تیری خیر نہیں ہے۔۔"

جھاڑی کے پیچھے چھپے نور اور رئیس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی دبائی۔۔۔

احمد جھاڑی کے قریب آتے ہوئے بولا۔

" لگتا ہے۔۔یہاں کہیں دو مینڈک چھپے ہوئے ہیں۔۔"

نور قہقہہ لگا کر بولی۔۔

"نہیں تو۔۔۔ ہم تو مینڈک نہیں ہیں۔۔"

احمد مزید زور و شور سے بولا۔۔

"دیکھا دیکھا۔۔ابھی مینڈکی بولی تھی۔"

نور نان سٹاپ ہنستے ہوئے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے بولی۔۔۔

"احمد بھائی میں نور ہوں۔۔"

جیسے ہی احمد نے ان دونوں کے سامنے جمپ مار کر فاتحانہ انداز میں کہا۔۔

" پکڑ لیا۔۔وہ دونوں مینڈک پکڑے گئے ہیں۔جنہوں نے فوارے چلائے ہیں۔۔"

رئیس اور نور نے ہنستے ہوئے گھر کی جانب دوڑ لگا دی۔۔۔

گھر کے اندر سے کہیں فون بجنے کی آواز آ رہی تھی۔۔

ملازمہ نے فون اُٹھایا اور کارڈلیس ہاتھ میں لیے وھیل چیئر پر براجمان نادیہ بیگم کو جا تھمایا۔۔

"ہیلو۔۔؟"

"السلام علیکم ممی۔۔"

دوسری جانب سے ڈینیل کی آواز سنتے ہی پیار سے بولیں۔۔

"وعلیکم السلام میری جان۔۔"

" کیا کر رہی ہیں؟"

"ابھی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی ہوں۔۔اب بچوں کی شرارتیں دیکھ رہی ہوں۔۔"

" آپ کی طبیعت تو بالکل ٹھیک ہے۔۔"

"ہاں میری جان۔۔تم گھر کب آ رہے ہو؟"

"ساڑھے چھ تک پہنچ جاؤں گا۔۔ماریہ ادھر ہی ہے نا؟ واپس تو نہیں چلی گئی؟"

"نہیں۔کہہ رہی تھی جانا ہے۔مگر سارہ نے روک لیا۔اب دونوں شاپنگ کے لیے نکلی ہوئی ہیں۔۔ مجھے کہہ رہی تھیں۔۔ساتھ چلیں۔۔میں نے کہا نہ بابا تم جاؤ۔۔میں بچوں پر نظر رکھ لوں گی۔۔"

" آپ کچھ کھائیں گی۔۔آپ کے لیے لیتا ہوا آؤں گا۔۔"

" کل تم جو مچھلی لائے تھے نا۔۔وہ میرے حاکم کو بڑی پسند آئی تھی۔۔مگر وہ زیادہ کھا نہیں سکا تھا۔آج پھر وہی لے آنا۔۔"

" ٹھیک ہے۔۔اور کچھ؟"

نادیہ کے جواب دینے سے پہلے مشال نے فون مانگ لیا۔۔

"نانو کیا ڈین ماموں کا فون ہے؟ پلیز میری بات کروا دیں۔۔"

"لو یہ شکایتوں کی پٹاری سے بات کر لو۔۔ورنہ میری بھی شکایت نہ لگا دے کہ نانی بات ہی نہیں کرواتی ہے۔۔"

دوسری جانب وہ مسکرایا۔۔

مشال حسبِ عادت فون کان سے لگاتے ہی نان سٹاپ بولنا شروع ہو گئی۔۔

"ماموں ہمارے گھر میں اتنے لڑکے کیوں ہیں۔۔؟ اور یہ اپنے آپ کو پتا نہیں کیا سمجھتے ہیں۔۔اور جو آپ کا حاکم ہے نا۔۔ایک نمبر کا چیٹر۔۔۔میتھ میں ٹیچر سٹار کیا دے دیتی ہے۔۔خود کو کہیں کا پرنس سمجھتا ہے۔۔میں آپ کو بتا رہی ہوں ماموں، آپ اس موٹے کے لیے مچھلی نہیں لائیں گے۔۔اور اگر لائے نا تو رات کی طرح پھر سے اس کا حصہ میں ہی کھاؤں گی۔۔کیونکہ یہ ہر دفعہ مجھ سے پانی کی

بوتلیں اُٹھواتا ہے۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

"یہ تو بہت زیادتی کی بات ہے۔۔لڑکے ہو کر یہ کمزور لڑکی سے بوتلیں اُٹھواتے ہیں۔۔ بڑی شرم کی بات ہے۔۔"

"نہ نہ ماموں آپ غلط کہہ گئے ہیں۔۔ میں کمزور نہیں ہوں۔۔ یہ دیکھیں میرے مسلز احمد سے بڑے ہیں۔۔"

اُس نے اپنا فارغ بازو اوپر کر کے ڈولے دکھائے جیسے ماما سامنے دیکھ رہا ہو۔۔

حاکم اُس کے ہاتھ سے فون کھینچ کر کان سے لگاتے ہوئے کسی بڑے سیانے کی طرح بولا۔۔

"ابو جی، آپ کو اس لڑکی کا کچھ کرنا پڑے گا۔۔ یہ حد سے زیادہ جھوٹی ہے۔۔اور آپ اس کی ہر بات پر یقین کرتے ہیں۔۔ میں اس کو درخت کے اوپر باندھ دوں گا۔۔تا کہ اس کو چیل کھا جائے۔۔"

ڈینیل نے سمجھانا چاہا۔۔

"تمہاری بڑی بہن ہے۔۔ایسے نہیں لڑتے ہیں۔"

"یہ چڑیل میری بہن نہیں ہے۔۔ ماریہ پھوپھو پتا نہیں کہاں سے اس کو اٹھا کر لے آئی ہیں۔۔ میری صرف ایک ہی بہن ہے۔۔نور۔۔۔"

"اچھا۔۔چلو میں گھر آتا ہوں تو کچھ کرتے ہیں۔۔تب تک تم لوگ نہیں لڑو گے۔وعدہ کرو۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں۔۔ پر اگر اب اس چڑیل نے مجھے چیٹر بولا۔۔ میں اس کا آئی پیڈ لیجا کر باہر سوئمنگ پول میں پھینک دوں گا۔۔"

"تم پھینک کر دکھاؤ۔۔میں تمہارے سارے لیگو سیٹس کو آگ لگا دوں گی۔۔۔"

نادیہ کو بیچ بچاؤ کے لیے بولنا پڑا۔۔۔

"بس بس ابھی تو مجھے بتاؤ کون کون سفاری پارک کی سیر کو جانا چاہتا ہے؟"

نور اور رئیس نے میں میں سے کمرہ سر پہ اٹھا لیا۔۔

جبکہ احمد بولا۔۔

"نانو آپ کو پتا ہے نا آپ ہمیں افریقہ کی سفاری پارک کی سیر کا خواب دکھا کر ٹی وی پر بی بی سی کی

ڈاکیومنٹری دکھاتی ہیں۔۔"

"جیسے بھی دکھاؤں، دکھاتی تو سفاری پارک ہی ہوں نا۔۔"

لائن پر موجود ڈین کا قہقہہ بے اختیار تھا۔۔

☆.....☆.....☆

ڈین نے موم بتی کی روشنی کے اوپر سے سارہ کے دمکتے چہرے کو دیکھا۔۔

آج ان کی شادی کی سولہویں سالگرہ تھی۔۔گھر پر سب کے ساتھ کیک کاٹنے اور سارا دن فیملی کے ساتھ بتانے کے بعد رات کو اپنی پسندیدہ جگہ پر چاکلیٹ پوڈنگ کھانے آئے ہوئے تھے۔۔

"تینوں کے بنائے کارڈ پیارے ہیں۔۔مگر حاکم کا مجھے سب سے اچھا لگا ہے۔۔"

ڈین نے ہاتھ میں پکڑے کارڈوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔جس پر سارہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولی۔۔

"سب کے سامنے بتا کر میں تیمور اور ریس کی دل آزاری نہیں کرنا چاہوں گی۔۔مگر اکیلے میں حاکم کو خود بتا دینا۔۔کیونکہ وہ تمہاری رائے کا ہمیشہ منتظر رہتا ہے۔۔"

"ہاں کیوں نہیں۔۔خیر بچوں کی بات ہم گھر پر بھی کرتے رہے ہیں۔۔یہاں پر میں تمہیں تمہارا خاص شکریہ ادا کرنے کے لیے لیکر آیا ہوں۔۔"

سارہ نے حیرت سے پوچھا۔۔

"کیسا شکریہ؟"

ڈین نے میز پر رکھے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور اس کی آنکھوں میں گہرائی تک دیکھتے ہوئے بولنا شروع ہوا۔۔

"ماضی میں ممی کا رویہ تمہارے ساتھ انتہائی بُرا رہا ہے۔۔مگر اُس سب کے باوجود جب پانچ سال پہلے ان کو فالج کا اٹیک ہوا۔۔شمائلہ نے ان کی دیکھ بھال سے صاف انکار کرتے ہوئے بے حسی کا اگلا پچھلا ریکارڈ توڑا تھا۔اُس وقت تم نے میرے ساتھ مل کر میری ماں کی تیمارداری کی۔۔ان کو نہلوایا۔۔بچوں کی طرح ہاتھ سے کھانا کھلایا۔۔۔اس عورت کے لیے اپنے گھر کے ساتھ ساتھ دل کے دروازے بھی کھول دیئے۔۔جو مجھ سے صرف اس لیے سالوں ناراض رہی ہیں کہ میں نے تمہیں

چھوڑ کر دوسری شادی کیوں نہیں کی تھی۔

سارہ بات یہ ہے۔۔ میں دل سے تمہارے اخلاق کا قائل ہو گیا ہوں۔ جو کچھ تم نے کیا ہے۔ ایسا کوئی کمزور عورت کر ہی نہیں سکتی ہے۔۔ تم نے میرے گھر کو جنت کا ٹکڑا بنا دیا ہوا ہے۔۔ میں ہر روز اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔۔ جس نے مجھے دنیا کی ہر نعمت سے نوازا ہوا ہے۔۔"

سارہ نے ڈین کی انگلیوں پر ہلکا سا دباؤ ڈال کر چھوڑ دیا۔ اور گلا کھنکارتے ہوئے بولی۔۔۔

"میرے پیارے ڈینیل۔۔۔ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔۔ تم مرد ہو کر میرے ماں باپ سے اتنی عزت و تکریم سے ملتے ہو۔۔ میں نے یہ باتیں تم سے سیکھ لیں۔۔ تمہارے اندر کی اچھائی نے تمہاری ماں کے دل کو تمہاری طرف موڑ دیا۔۔ جب اُن کی کوکھ سے جنوں نے ان کا خیال کرنے سے انکار کر دیا۔ تم نے اُس ٹوٹی پھوٹی عورت کو سینے سے لگا کر محبت سے بھر دیا۔۔ میں نے تو بس تمہارا ساتھ دیا ہے۔ کیونکہ مجھے خبر ہے۔۔ تم وہ سعادت مند اولاد ہو۔۔ جو مرتی مر جائے پر والدین سے پیٹھ نہیں موڑتی ہے۔۔ تم ڈینیل مراد نادیہ بیگم کی کسی نیکی کا صلہ ہو۔۔۔"

"اور سارہ تم میری کسی نیکی کا انعام ہو۔۔۔ کبھی کبھی میرے دل میں ایک سوال جنم لیتا ہے۔۔"

"کیسا سوال؟"

"کیا کبھی ایسا ہوا ہے۔ کہ تم مجھے معاف کر کے دوسرا چانس دینے کے فیصلے پر پچھتائی ہو؟"

سارہ مسکرائی۔۔ اور پوچھا۔۔

"ڈین کیا تم نے میرے بیٹوں کو نہیں دیکھا؟"

"دیکھا ہے۔۔ روز دیکھتا ہوں۔"

"کیسے نظر آتے ہیں؟"

ڈین بتاتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"سفیدی مائل سانولے رنگ۔ ایک کی آنکھیں کالی۔ چھوٹے دونوں کی آنکھیں براؤن۔۔۔ بڑے کے سر پر ایفرو۔۔ دوسرے دونوں کے بال تھوڑے کم گھنگھریالے ہیں۔۔"

"اب مجھے یہ بتاؤ۔۔ جس عورت کا تم جیسا شوہر ہو؟ اور جس کو اللہ نے میری اولاد جیسی اولاد عطا کی ہوئی ہو۔۔ اُس عورت کی زندگی میں پچھتاوے جیسا لفظ کیسے آسکتا ہے؟ یہ لفظ میری ڈکشنری میں ہی

نہیں ہے۔۔۔"

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر دلکشی سے مسکرائے۔۔

ہم سفر مل ہی جاتے ہیں۔۔مگر ساتھی نصیبوں سے ملتے ہیں۔۔ڈینیل اور سارہ ایک دوسرے کے ہمسفر تو ہیں ہی۔۔مگر ایک دوسرے کے ساتھی بھی ہیں۔۔

☆.....☆.....☆

ختم شد